لِلرِّجَالِ نَصِیبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُواْ وَلِلنِّسَاء نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُواْ اللّهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

مردوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے اور عورتوں کو ان کاموں کا ثواب ہے جو انہوں نے کئے،
اور خدا سے اس کا فضل (و کرم) مانگتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔ (النساء)

خطباتِ حبّان

برائے دخترانِ اسلام

یعنی خطابات

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبّان رحیمی ایم ڈی چرتھاولی حفظہ اللہ

خلیفہ و مجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ و مجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

﴿جلد چہارم﴾

مرتب

ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دار العلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : خطبات حبان (برائے دختران اسلام) (جلد چہارم)

خطبات : حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی

مرتب : ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

کتابت و تزئین : مولانا فہیم الدین قاسمی سیتامڑھی، حبان گرافکس بنگلور

باہتمام : مولانا محمد طیب قاسمی

تعداد : تین ہزار (۳۰۰۰)

قیمت :

ناشر : مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

﴿مرتب کا مکمل پتہ﴾

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبرشمار	عناوین	صفحہ
1	انتساب	11
2	تاثرات	13
3	اظہار فاطمی	17
4	ام المومنین سیدہ جویریہؓ کا ذکرِ خیر	21
	آپ ﷺ کا تعدد ازواج مختلف مصلحتوں کے پیش نظر تھا	22
	نام ونسب	23
	نکاح	23
	غزوۂ مریسیع اور نکاح ثانی	23
	سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا حرم نبوی میں	25
	آپ کے متعدد نکاح کسی نہ کسی مصلحت اور مقصد کے تحت عمل میں آئے	26

5	عورت سماج کا آئینہ ہے	27
	اسلام ہر مساوات کا قائل نہیں	29
	طلاق دینے کا اختیار مرد ہی کو کیوں؟	30
	عفت وپاکدامنی کی بقا کے لئے چند ہدایات	31
6	اللہ تعالیٰ کی نظر میں مردوں اور عورتوں کا مقام برابر ہے	34
	عزت کا اصل معیار تقویٰ	37
	اسلام نے مرد وعورت میں مساوات قائم کی	38
7	حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے فضائل اور کرامات	40
	مصائب زندگی میں آپ کے کامیاب خیز کارنامے	42
	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے معمولات	45
	کرامات بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا	47
	آپ کا فقر وفاقہ	50
	پیکر سخاوت	51
8	برقع کی مخالفت مغربی تہذیب کی شکست	52
	جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ	54
	عربی تہذیب نے عورت کو ایک استعمالی چیز بنا دیا	56
	واویلا کیوں؟	58
	برقع عفت وعصمت کا محافظ	59
	اسلامی اقدار کا حصہ	60
	حکمرانوں کی ذمہ داری	62
	خود اپنی بھی اصلاح کی فکر کریں	63

9	**اسلام نے عورت کی عزت اور اس کے حقوق کو زندہ کیا!**	65
	یونان، روم اور ہندوستان میں عورت کی حیثیت	66
	عرب کا حال بھی کچھ اچھا نہیں	67
	دامادی کو عیب تصور کیا جاتا تھا	69
	ایران چین اور مصر میں عورت کی محکومی	71
	عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی تاکید	73
	عورت کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم	75
	عورت بھی مرد کی طرح مقام ولایت حاصل کرسکتی ہے	77
	ماں کی قدر ومنزلت اسلام کی نظر میں	78
	والدین کی خدمت جہاد سے بڑھ کر	80
	کافرہ اور مشرکہ ماں کا بھی اولاد پر حق ہے	81
	والدین کی وفات کے بعد ان کے حقوق	83
10	**اشاعتِ اسلام میں صحابیات کی شاندار خدمات**	86
	عورت کی صحیح تربیت کیا ہے؟	88
	ہر مرد وعورت کے لئے اسلامی تعلیم لازم ہے	89
	رسول اللہ ﷺ تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں	89
	طالب علم کے لئے سمندر کی مچھلیاں بھی دعا کرتی ہیں	90
	حضور ﷺ کو امت کی ہدایت ورہنمائی کی فکر رہا کرتی تھی	90
	حضور ﷺ کا ایک ایک لمحہ تعلیم وتربیت کے لئے وقف تھا	91
	رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے کسی بھی پہلو پر پردہ نہیں تھا	92
	عورت کی تربیت کا مرکز اس کا اپنا گھر ہے	93

	عورتوں کی تعلیم وتربیت بہت ضروری	94
	ایک عورت کی تعلیم وتربیت سے ایک قبیلہ سدھر جاتا ہے	94
	خواتین کی تعلیم کا الگ انتظام	95
	علوم وفنون میں عورتوں کی کارکردگی	95
	صحابیات ہر میدان میں پناہ لوہا منوالیا	96
	حضرت ام سلمہؓ کی احادیثِ رائے	97
	............علم کی اہمیت	98
	صحابیات کی مختلف علوم فنون میں خدمات	98
	ہم بھی صحابیات کی زندگیاں اپنائیں	99
	ازواج مطہراتؓ کا معاشرتی اصلاحی اقدام	100
	اصلاح کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت	102
	ازواج مطہرات کے تلامذہ	102
	اب ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں	103
11	**ساس اور بہو خاندان کے لئے رحمت**	105
	شوہر پر سب سے زیادہ حق اس کی ماں کا ہے	108
	شوہر کی بیوی (ساس کے لئے بہو)	109
	بیوی کا شوہر (ساس کا بیٹا) اور اس کی ذمہ داری	111
	ساس اور بہو میں ہم آہنگی کا مسئلہ	112
	بچوں کی پیدائش کا مسئلہ	114
	مشترکہ خاندان مضبوط بنیاد ہے	115
	بہو کی فضول خرچی اور ساس کی بخالت	116

	بیوی کی لاپرواہی کا گھر میں اثر	117
	خاندانوں کے مختلف ماحول	118
12	**مسلم معاشرہ پر بیوٹی پارلر کے اثرات**	120
	مرد عورت کو الگ الگ ذمہ داریاں	121
	اسلام نے عورت کو باعزت مقام دیا	122
	اسلام کو مہذب قانون دشمنان اسلام کو نہیں بھاتا	123
	جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ	124
	کثرت امراض کی ایک بڑی وجہ کثرت فحاشی	125
	شادی ایک فیشن بن کر رہ گئی	126
	اسلام نے میک اپ کرنے سے منع نہیں کیا لیکن....؟	127
	نہ جا ظاہر پرستی پر اگر کچھ............	128
	جنسی تعلیم کے نتائج واثرات	129
	جنسی تعلیم کا مقصد بے حیائی کو فروغ دینا	130
	کامیابی صرف اسلام کے طریقہ میں	131
13	**اسلام میں عورت سے حسنِ سلوک کی تاکید**	132
	ماں باپ کا بلند مقام	134
	ماں باپ کو اف تک نہ کہو!	134
	حسن سلوک کا حکم	135
	اعمال میں والدین کی اطاعت کا اثر	136
	والدین کی خدمت محبوب ترین عمل	137
	جہاد اور ماں باپ کی خدمت	138

	بیٹیوں کا مقام	139
	برکت والا نکاح	141
	بیوی کا درجہ اور مقام	142
	حسن صحبت اور خوش معاملگی	143
	مرد کا مقام عورت سے بلند کیوں؟	144
	حدیث نبوی ﷺ اور عورتوں کے حقوق	145
	شوہر پر بیوی کا حق ہے	146
14	**سیرتِ عائشہ کی روشنی میں عورتوں کا کردار**	148
	آپ کا حسب ونسب	150
	ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات	151
	نکاح اور تعلیم وتربیت	152
	تعلیم وتربیت کا زمانہ کہاں سے شروع ہوا	153
	عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گھریلو زندگی	154
	حضور ﷺ کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محبت	155
	سوتیلی اولاد سے حسن سلوک	155
	عادات وخصائل حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا	157
	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت	157
	عبادات، ریاضات اور انفاق فی سبیل اللہ	158
	پردے کا حد درجہ خیال	159
	سوکنوں کے ساتھ خصوصی برتاؤ	160
	کثرتِ روایات اور عورتوں پر احسانات	161

	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زندگی سے ہم کو کیا سبق ملتا ہے	162
15	**قرآن مجید کی نظر میں عورتوں کا اکرام**	163
	لڑکی کی پرورش کو عبادت کا درجہ	164
	عورت کے لئے جنت واجب	165
	مسجد میں نکاح کیا جائے	167
	ہمیشگی کی عبادت	168
	دینداری کی بنیاد پر شادی کی جائے	169
	نیک بیوی بڑی نعمت ہے	170
	ازدواجی زندگی کے تین مراحل	171
	میاں بیوی میں خوشگوار زندگی کس طرح گذرے	172
	عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے	172
	نصیحت کا بھی اچھا اثر ہوتا ہے	173
	طلاق ناپسندیدہ عمل ہے	175
	غصہ کے وقت جذبات قابو میں رکھیں	176
	طلاق کے بعد بھی لڑکی کا گھر والوں سے تعلق قائم رہتا ہے	177
	میراث میں عورتوں کا حق	178
16	**وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی!**	181
	فکر آخرت کی عظیم مثالیں	183
	عورتوں کے فتنے کا خوف	183
	انسان کا سب سے پہلا خون اور اس کا سبب	184
	قبر کھولی تو......؟	184

	روزِ محشر کہ جاں گداز.........!	185
	نماز کی تاثیر وطاقت	186
	نماز پڑھنے اور نہ پڑھنے کے نتائج	187
	امریکہ کی چند نومسلم عورتوں کی تبلیغی خدمات	188
	تعدد ازدواج کا فائدہ عورت ہی کو ہے	189
	امریکہ میں نومسلم خواتین کی خدمت اسلام	190
	ہندوستانی مسلم خواتین بھی ایسا کردار ادا کریں	191

☆☆☆

انتساب اور ثواب

پاسبانِ بیت النبوی ﷺ، ساکنانِ دار النبوی ﷺ، رفیقۂ حیات النبوی ﷺ، دینِ اسلام کی آبیاری کرنے والیاں اُمہات المومنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات، فدایانِ امام الہدیٰ احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ یعنی

- حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد رضی اللہ عنہا
- حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا
- حضرت عائشہ صدیقہ بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا
- حضرت حفصہ بنت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہا
- حضرت ام حبیبہ بنت حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہا
- حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
- حضرت صفیہ بنت حیی ابن اخطب رضی اللہ عنہا
- حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا
- حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا
- حضرت ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا
- حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا
- ام ابراہیمؑ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا

کی جانب انتساب اور ثواب معنون کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نے ان کو ''حرمِ نبوی'' ہونے کا شرف بخشا، جن کو عالم اسلام کے جملہ فرزندان ودختران ''امہات المومنین'' جیسے پاکیزہ القاب سے یاد کرتے ہیں اور جن کو سرورِ کونین ﷺ کے ساتھ شب وروز رہنے اور علوم نبویہ کو خوب حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

اُمہات المومنین کا ادنیٰ غلام

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی

۲۹/ جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ م ۲/ جون ۲۰۱۱ء

بروز جمعرات بعد نماز مغرب

تأثرات

حضرت مولانا مفتی ظہیر احمد انصاری مدظلہ

سافٹ ویئر انجینئر تسمیہ انفارمیشن ٹکنالوجی سولیوشن (پرائیویٹ) لمیٹیڈ بنگلور وامام وخطیب مسجد القدر یشونت پور بنگلور

اس میں کوئی شک نہیں کہ عورت نے ہر میدان میں مرد کے شانہ بشانہ کام کر کے اپنا نمایاں مقام بنایا ہے اسی وجہ سے اللہ جل شانہٗ نے قرآن کریم میں جہاں اپنے محبوب بندوں کا ذکر فرمایا وہیں اپنی محبوب بندیوں میں سے حضرت ہاجرہ علیہا السلام، حضرت آسیہ علیہا السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور حضرت مریم علیہا السلام کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔

علم حدیث کے میدان میں جہاں ایک طرف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو عظیم محدث شمار کیا گیا تو وہیں زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) احادیث روایت کر کے علمِ حدیث میں ایک نمایاں مقام پیدا کیا کہ بقول ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بڑے بڑے صحابہ علمی مشکلات کو حل کرنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کرتے تھے اور بقول مسروق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مردوں کے مقابلہ مسائل سے زیادہ واقف تھیں۔

علم تصوف کے میدان میں جہاں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ نے شہرت حاصل کی تو وہیں رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا اور رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا بھی پیچھے نہیں رہی۔

سخاوت کے میدان میں جہاں عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا نام لیا جاتا ہے تو وہیں حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا نام بھی کتب حدیث میں لکھا نظر آتا ہے۔ حتی کہ میدان جہاد میں بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ام عمارہ رضی اللہ عنہا اور ام حرام رضی اللہ عنہا کا نام بھی نقل کیا جاتا ہے۔

کتب تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں نے تقریباً نوسو سال تک حکومت کی اور مسلم بادشاہوں نے اپنے دور اقتدار میں سمرقند، تاشقند اور بخاریٰ وغیرہ میں بڑے بڑے علمی مراکز قائم کئے جہاں کے فارغین حفاظ، قراء، محدثین، فقہاء، مفسرین اور مبلغین بن کر اشاعتِ دینِ اسلام میں منہمک ہو کر امت مسلمہ کے بھٹکے ہوئے افراد کو راہِ مستقیم پر لانے کی پوری جد وجہد اور کوشش میں لگ گئے۔

مسلم بادشاہوں کے اس عظیم کارنامے اور اقدام کی جتنی داد دی جائے وہ کم ہے۔ کیوں کہ اس سے مسلم طبقہ میں دینی شعور بیدار ہوا اور علوم نبوت اور علوم شریعت کو حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آیا۔

مگر غور کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ خیر القرون کے بعد سے لے کر ہر دور میں صنف نازک کو تعلیمی اور تربیتی میدان میں نظر انداز کیا گیا اور عوامی سطح پر ان کے لئے کوئی خاطر خواہ درسگاہ یا علمی مرکز قائم نہ ہو سکا جس سے وہ علمی پیاس بجھا سکیں۔ حالاں کہ ماں کا کردار بچے کے لئے اہم ہوتا ہے اور ماں کی گود بچے کے لئے سب سے پہلی درسگاہ ہوتی ہے، ماں اگر تعلیم یافتہ ہے تو بچے پر بھی اس کے اثرات اچھے ہی پڑتے ہیں ماں جاہل ہے تو بچے پر بھی اس کے منفرد اثرات پڑتے ہیں۔

خود حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "**اطلبو العلم من المهد الى اللحد**" کہ علم حاصل کرو ماں کی گود سے قبر تک۔ اس حدیث کی رو سے ماں کی گود میں علم سیکھنا اسی وقت ممکن ہے جب کہ ماں خود تعلیم یافتہ ہو۔

مسلم دور حاضر کے علماء اس طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے اس ضرورت کو سنجیدگی سے محسوس کرتے ہوئے صنف نازک کے لئے چند عربی مدارس قائم کئے جہاں سے بہت سی طالبات حافظہ اور عالم بن کر نکل رہی ہیں۔ ان میں یہ شعور اور جذبہ بھی بیدار ہوا ہے کہ احکام شریعت اور علوم نبوت کو ان بہنوں تک بھی پہونچایا جائے جن پر آج تک ظلمت و جہالت کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ مگر یہ کام اتنا سہل اور آسان نہیں جب تک اشاعت دین کا صحیح طریقہ کار معلوم نہ ہو اس وقت تک تبلیغ کا خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اگر کہا جائے کہ آج یہ طریقہ کار مستقبل ایک فن بن گیا ہے اور عیسائی مشنری اس پر کروڑوں ڈالرس خرچ کر رہی ہیں تو بیجا نہ ہوگا۔

الحمد للہ اس فن پر اپنی نوعیت کی مستقل کتاب خطبات حبّان برائے دختران اسلام حبیب الامت حضرت مولانا حکیم ڈاکٹر محمد ادریس حبان رحیمی مدظلہ العالی (خلیفہ ومجاز حاذق الامت حضرت مولانا الشاہ حکیم ذکی الدین احمد صاحب پرنامبٹ نور اللہ مرقدہٗ) کے صاحبزادہ ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی زید قدرہٗ نے ترتیب دی ہے۔ موصوف کو اللہ جل شانہ نے بہت سے علوم وفنون پر یکساں ملکہ عطا فرمایا ہے ان ہی میں سے خطابت بھی ہے۔

حضرت مولانا مدظلہ کی یہ تصنیف خطبات رحیمی کے بعد کی ہے۔ یہ کتاب بڑی مقبول ہوئی مجھے امید ہے کہ زیر نظر کتاب اس سے بھی زیادہ مقبول ہوگی کیوں کہ خواتین کے متعلق اس فن میں جو کتابیں ہیں وہ بالکل نہیں کے برابر ہیں۔

اس کتاب میں بہت سی خصوصیات شامل ہیں، جن میں سے سب سے اہم اس کا سلیس اردو زبان میں ہونا ہے۔ دقیق اور مشکل الفاظ سے حتی الامکان گریز کیا گیا ہے کیوں کہ مشکل الفاظ کی مدد سے عوام سے رابطہ مزید مشکل ہو جاتا ہے اور خطابت کا مقصد بھی فوت ہو جاتا ہے۔

چوں کہ یہ کتاب عوام سے متعلق ہے اس لئے اس میں عقائد کا بھی خاص لحاظ رکھا گیا ہے ایسے واقعہ سے گریز کیا گیا ہے جس سے عوام میں غلط فہمی پیدا ہو سکے۔ یہ یقیناً کمال احتیاط کی بات ہے۔

کتاب کو پڑھ کر میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ یہ کتاب گرچہ خطابت سے متعلق ہے مگر اس کو اگر مطالعہ میں رکھا جائے اور گھر گھر اس کی تعلیم کو عام کیا جائے تو یقیناً مفید ہوگی۔ مجھے حیرت ہے مؤلف موصوف پر کہ وہ اتنے مصروف رہنے کے باوجود امت مسلمہ کی کس قدر علمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

ظہیر احمد انصاری

سافٹ ویئر انجینئر تسمیہ انفارمیشن

ٹکنالوجی سولوشن (پرائیویٹ) لمٹیڈ بنگلور

۲۲/مارچ ۲۰۰۹ء

اظہارِ فاطمی

محترمہ ڈاکٹر قرۃ العین فاطمہ عثمان صاحبہ، ریگل میڈیکل سینٹر دہلی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے شمار احسان ہے کہ اس نے ہمیں اسلام کی دولت سے نوازا، اور امت محمدیہ میں شامل فرما کر خیر الامت کے لقب سے سرفراز فرمایا، اور خاص طور سے عورت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے نواز کر اسلام میں بڑے مراتب عطا کئے، عورت کو ایک ماں، بیٹی، بہن جیسے عظیم رشتوں سے سرفراز فرمایا۔

آج آنے والی لڑکیاں کل کی ذمہ دار خواتین کہلاتی ہیں، وہ صرف ایک لڑکی ہی نہیں بلکہ آنے والے کل کی ذمہ دار شہری، بیوی، لیڈر، ٹیچر اور ماں بھی ہے، اسے نہ صرف اپنے بلکہ اپنے بعد آنے والی نسل کی زندگیوں کے لئے نمونہ، آئیڈیل کی تشکیل کے لئے ایک اہم کردار ادا کرنا ہے، اسلام نے عورت کو چار دیواری ہی میں محدود نہیں رکھا، اسے ہر شعبہ زندگی میں کام کرنے کی اجازت دی ہے اور معاشرتی امور میں حسب ضرورت عملاً حصہ لینے کی اجازت بھی دی ہے، ان امور میں تجارت وزراعت، صنعت، درس وتدریس جیسے امور قابل ذکر ہیں، سماجی سرگرمیوں میں بھی عورتیں اپنا

حصہ اور مقام رکھتی ہیں، اپنے اخلاق کی عمدگی وشائستگی، ادب وتواضع حسن خلق سے دین داری کا شوق پیدا کر کے اپنے ہی گھر نہیں بلکہ آس پاس ایک ہمدردانہ اور مہذب ماحول پیدا کر سکتی ہیں، ایک مسلمان خاتون کے لئے قابل فخر مقام ہے کہ جو دین اسلام نے اسے دیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ بلند مقامات کے حصول کے لئے پیہم جدوجہد، مسلسل محنت، ایثار وقربانی اور نفس کشی جیسے شرائط ہیں جنہیں کبھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحاً نُّؤْتِهَا اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقاً كَرِيْماً" ترجمہ: اور تم میں سے جو اللہ ورسول کی اطاعت کرے گی اور اچھے اعمال کرے گی تو ہم اس کو دوگنا اجر دیں گے، اور ہم نے اس کے لئے عمدہ رزق تیار کر رکھا ہے۔

ایک کامیاب عورت وہی ہے جس کی اولاد نیک صالح ہوا ور وہ اپنے کلام وعفت کی خود محافظ ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ آج بھی ایسی نیک بندیاں اس دنیا میں موجود ہیں کہ جن کی نیک فطرت، نیک مزاجی اور اسلامی تعلیم وتربیت نے اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے والے جیالے پیدا کئے، جن کی مثال دنیا پیش کرتی ہے۔

میں اللہ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے، مجھے فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے عظیم والدین کی دولت سے نوازا جنہوں نے ہم سب بھائی بہنوں کو دینداری کے خوبصورت وپاکیزہ سانچہ میں ڈھا کر ایسی تربیت کی اور قدم قدم پر شریعت کی پابندی، سنت رسول ﷺ کی پیروی، احکامِ خداوندی پر عمل کرا کر نہ صرف ہماری زندگیوں کو سنوارا بلکہ گھر کو جنت کا نمونہ بنا دیا، اس میں صرف ہمارے والد محترم ہی نہیں بلکہ والدہ محترمہ کا بھی اہم کردار ہے، کیوں کہ ایک عورت ہی گھر کو جہنم اور ایک نیک عورت ہی گھر کو جنت کدہ میں بدل سکتی ہے، لیکن اللہ کا کرم اور احسان ہے کہ اس

نے ہمیں والدین ہی نہیں بلکہ دادا، دادی اور نانا، نانی ایسے عطا کئے کہ جو اپنے دور میں اسلام کی دی ہوئی تعلیم کے سمندر میں عملی طور پر ڈوبے ہوئے تھے، انہیں کی اعلیٰ تربیت کا جیتا جاتا نمونہ ہمارے والد محترم ہیں۔ جن کو خدائے وحدہٗ لاشریک نے انمول صلاحیتوں سے نوازا ہے اور ایسا دردمند دل عطا کیا ہے جو ہمہ وقت اصلاحِ امت کے لئے فکرمند ہے، ہم نے اپنے والدین کو کبھی کوئی کام خلافِ شرع کرتے نہیں دیکھا، اپنی اب تک کی زندگی اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی خوشنودی میں صرف کی، ہر وقت اپنے دین کی خدمت میں کوشاں ہیں، اپنی تقاریر وتحریر سے خدمت خلق میں مصروف ہیں۔

مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے تقریباً بیس برس قبل والد محترم نے مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور کی تعمیر کے لئے بنیاد رکھوائی، ہمارا مکان مسجد کے قریب تھا، غیر مسلم معمار کام میں مشغول تھے، ان کی عورتیں ہماری والدہ کے پاس پینے کا پانی لینے آجاتی تھیں، ہمارے گھر کے پاکیزہ اور نورانی ماحول کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئیں اور والد محترم کے اخلاق وعظمت، اسلامی طریقہ، عدل وانصاف اور پاکی وصفائی کا یہ اثر ہوا کہ ان کا پورا خاندان جو سات یا آٹھ افراد پر مشتمل تھا ایک ساتھ کلمہ طیبہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگیا، ایسے کئی واقعات ہیں۔ بہر حال یہ اللہ کا کرم ہے۔

مجھے اپنے والد محترم کے ساتھ ساتھ اپنے برادرِ کبیر ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی، عزیزم حکیم مولوی محمد عثمان حبان دلدار قاسمی اور حکیم محمد عدنان حبان پر فخر اور ناز ہے کہ والد محترم کے ہم قدم ہر طرح اپنی تحریر وتقاریر کے ذریعہ اصلاحی امورِ تعلیم وتربیت اور خاص طور سے اپنی ذات سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں کشاں رہتے ہیں۔

مجھے جب معلوم ہوا کہ محترم ابو حضور کی ”خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام“ کی جلد چہارم، پنجم، ششم، ہفتم، ہشتم، نہم اور دہم طباعت کے مراحل سے گزر رہی ہیں

تو دل فرطِ مسرت سے جھوم اٹھا اور نتیجتاً یہ چند سطور نوکِ قلم سے صفحۂ قرطاس پر پھیل گئیں، اگرچہ بندی اس قابل نہیں کہ لب کشائی کر سکے، بس دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ان تصانیف کو امت کی بیٹیوں کے لئے نافع اور ذریعہ آخرت بنائے اور والد محترم کو صحت وعافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور دونوں عالم میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

ایک مخلص باپ کی ادنیٰ ونا کارہ بیٹی

ڈاکٹر قرۃ العین

۱۱/جون ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ

اُم المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا ذکرِ خیر

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ . وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترم خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو!

آج کی اس بابرکت محفل میں ام المؤمنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کی سیرت پاک کا تذکرہ کرتا ہوں، حضور نبی کریم ﷺ نے پچیس سال کی عمر تک جو شباب کی امنگوں کے اصلی دن ہوتے ہیں تجرد میں گزار دیئے۔ پھر اقرباء اور رشتہ داروں کے اصرار پر

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا جن کی عمر ڈھل چکی تھی۔ چالیس (۴۰) سال کی عمر تھی اور دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھیں اور جب تک حیات رہیں اس وقت تک کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا جب ان کی وفات ہوگئی تو تریپن (۵۳) سال کی عمر میں دوسرا نکاح کیا جب کہ آپ علیہ السلام اگر چاہتے تو عرب کی خوبصورت سے خوبصورت لڑکی آپ کی نکاح میں آسکتی تھی اور ایک نہیں کئی ایک سے آپ علیہ السلام نکاح کر سکتے تھے لیکن پوری جوانی آپ علیہ السلام نے ایک بوڑھی عورت کے ساتھ گذار دی آپ علیہ السلام کی گیارہ بیویوں میں سے صرف ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کنواری تھیں باقی ساری بیویاں یا تو بیوہ تھیں یا ایک دو بار مطلقہ ہو چکی تھیں۔

آپ ﷺ کا تعدد ازواج مختلف مصلحتوں کے پیش نظر تھا

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک سے زائد نکاح کیا اس کی بہت سی وجوہات ہیں مختلف قبائل میں جو آپ ﷺ نے نکاح کئے اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ان جماعتوں اور قبیلوں کو آپ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا اور اس طرح ان کی وحشت و نفرت کم ہوئی اور اپنے کنبہ کی عورتوں سے آپ ﷺ کی پاکدامنی، خوبئ اخلاق، حسن معاملہ اور بے لوث کردار سن کر اسلام کی طرف رغبت بڑھی شیطانی شکوک واوہام کا ازالہ ہوا اور اس طرح خدا کے عاشقوں، آپ کے فداکاروں اور دنیا کے ہادیوں کی وہ عظیم الشان جماعت تیار ہوئی جس سے زیادہ پرہیزگار و پاکباز کوئی جماعت بجز انبیاء علیہم السلام کے آسمان کے نیچے کبھی نہیں پائی گئی جو کسی برے کردار رکھنے والے کی تربیت میں محال تھا کہ پائی جائے یہ تو آپ ﷺ ہی کی شان تھی کہ صحابہ جیسی پاکیزہ جماعت تیار ہوئی اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات نے آپ ﷺ سے بہت کچھ سیکھا اور بعد کی نسلوں کو وہ پہونچایا اس لئے ان پاک بیویوں کا ہم پر بڑا احسان ہے

میں نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی سیرت پاک کا تذکرہ کرنے کا ارادہ کیا تھا بیچ میں آپ ﷺ کے تعدد ازواج سے متعلق کچھ باتیں آگئیں۔

تو اب لیجئے ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا ذکر خیر سماعت فرمائیں۔

نام ونسب

''جویریہ'' نام ہے، قبیلہ خزاعہ کے خاندان ''مصطلق'' سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے: ''جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیمہ (مصطلق) بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیاء۔''

حارث بن ابی ضرار سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد خاندان بنو مصطلق کے سردار تھے۔ (طبقات، ج ۲، ق ۱، ص ۴۵)

نکاح

حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان (ذی شعر) سے ہوا تھا۔

غزوۂ مریسیع اور نکاح ثانی

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ حارث اور شوہر مسافح دونوں دشمن اسلام تھے۔ چنانچہ حارث نے قریش کے اشارہ سے یا خود مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کو خبر ملی تو مزید تحقیقات کے لئے بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا۔ انھوں نے واپس آکر خبر کی تصدیق کی۔ آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تیاری کا حکم دیا۔ ۲ رشعبان سن پانچ ہجری کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں اور مریسیع میں جو مدینہ منورہ سے ۹ منزل پر ہے پہنچ کر قیام کیا لیکن حارث کو یہ خبریں پہلے سے پہنچ چکی

تھیں، اس لئے اس کی جمعیت منتشر ہوگئی اور وہ خود بھی کسی طرف نکل گیا۔ البتہ مریسیع میں جو لوگ آباد تھے انھوں نے صف آرائی کی اور دیر تک جم کر تیر برساتے رہے۔ مسلمانوں نے دفعتاً ایک ساتھ حملہ کیا تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ گیارہ (۱۱) آدمی مارے گئے اور باقی گرفتار ہوگئے جن کی تعداد تقریباً ۶۰۰ تھی۔ غنیمت میں دو ہزار اونٹ اور پانچ ہزار بکریاں ہاتھ آئیں۔

لڑائی میں جو لوگ گرفتار ہوئے، ان میں سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ ابن اسحاق کی روایت ہے جو حدیث کی بعض کتابوں میں بھی ہے کہ تمام اسیران جنگ لونڈی غلام بن کر تقسیم کر دیئے گئے۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں۔ انھوں نے ثابت سے درخواست کی کہ مکاتبت کرلو یعنی مجھ سے کچھ روپیہ لے کر چھوڑ دو۔ ثابت نے (۹) اوقیہ سونے پر منظور کیا۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے پاس روپیہ نہ تھا۔ چاہا کہ لوگوں سے روپیہ مانگ کر یہ رقم ادا کریں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی آئیں، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی وہاں موجود تھیں۔

> ابن اسحاق نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زبانی روایت کی ہے جو یقیناً ان کی ذاتی رائے ہے کہ چوں کہ حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا نہایت شیریں ادا تھیں، میں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتے دیکھا تو سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ پر بھی ان کا وہی اثر ہوگا جو مجھ پر ہوا۔ غرض وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کو اس سے بہتر چیز کی خواہش نہیں؟ انھوں نے کہا کہ وہ کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری طرف سے میں روپیہ ادا کر دیتا ہوں اور تم سے نکاح کر لیتا ہوں۔ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا راضی ہوگئیں۔ آپ ﷺ نے تنہا وہ رقم ادا کر دی اور ان سے شادی کر لی۔

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا حرم نبوی میں

اصل واقعہ یہ ہے کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ (حارث) رئیس عرب تھا سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا جب گرفتا ہوئیں تو حارث رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میری بیٹی کنیز نہیں بن سکتی۔ میری شان اس سے بالاتر ہے۔ میں اپنے قبیلہ کا سردار اور رئیس عرب ہوں۔ آپ اس کو آزاد کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ خود جویریہ (رضی اللہ عنہا) کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔ حارث نے جا کر سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ محمد (ﷺ) نے تیری مرضی پر رکھا ہے، دیکھنا مجھ کو رسوا نہ کرنا۔ انھوں نے کہا: ”میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں“۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کر لی۔

ابن سعد نے طبقات میں یہ روایت کی ہے کہ سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد نے ان کا زرفدیہ ادا کیا اور جب وہ آزاد ہو گئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کیا۔

(ابن سعد، ج۸، ص۸۴)

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ ﷺ نے نکاح کیا تو تمام اسیرانِ جنگ جو اہل فوج کے حصہ میں آ گئے تھے دفعتہً رہا کر دیئے گئے۔ فوج نے کہا کہ جس خاندان میں رسول اللہ ﷺ نے شادی کر لی وہ غلام نہیں ہو سکتا۔

(ابوداؤد، کتاب العتاق، ج ۲، ص ۱۰۵، طبقات ابن سعد، ج ۲، ق اص ۴۶۔ صحیح مسلم، ص ۶۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کو جویریہ (رضی اللہ عنہا) سے بڑھ کر اپنی قوم کے حق میں مبارک نہیں دیکھا۔ ان کے سبب سے بنو مصطلق کے سینکڑوں گھرانے آزاد کر دیئے گئے۔ (اسد الغابہ، ج ۵، ص ۴۲۰)

سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام ”برہ“ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بدل کر جویریہ (رضی اللہ عنہا) رکھا، کیوں کہ پہلے والے نام میں بدفالی تھی۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۳)

آپ ﷺ کے متعدد نکاح مصلحت اور مقصد کے تحت عمل میں آئے

میری ماؤں اور بہنو! اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کو نکاح کا شوق نہیں تھا بلکہ آپ کے متعدد نکاح بہت سی مصلحتوں اور مقاصد کے تحت عمل میں آئے۔ آپ ﷺ نے سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد ان کے رشتہ داروں کو کتنا بڑا فائدہ پہونچایا اور پھر ان لوگوں کی نظر میں حضور اکرم ﷺ کے اخلاقِ حسنہ نے ان کے دلوں پر گھر کر لیا۔ اور کتنے لوگ اس کے بعد جوق در جوق اسلام میں داخل ہوئے تعدد ازواج کی جملہ مصالح میں سے ایک بڑی مصلحت یہ بھی تھی کہ عورتوں کے مسائل کھل کر سامنے آئے۔ آپ ﷺ مجمعِ عام میں عورتوں کے مسائل بیان نہیں کر سکتے ہیں اس لئے آپ ﷺ نے کئی ایک شادیاں کیں تا کہ مختلف قبائل کی عورتیں آپ ﷺ سے مسائل سیکھ کر عورتوں کو مسائل سے واقف کرائیں۔ آج دشمنانِ اسلام یہ اعتراض کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اتنی زیادہ شادیاں کیوں کیں لیکن حقیقت کا جائزہ لیں اور انصاف کی عینک لگا کر دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ آپ ﷺ نے خود ہی بیان فرمایا کہ مجھے چالیس (۴۰) جنتیوں کی طاقت دی گئی ہے اور ایک جنتی کو سو (۱۰۰) آدمیوں کی طاقت ہوتی ہے تو اس حساب سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چار ہزار (۴۰۰۰) آدمیوں کی قوت تھی اب اگر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام چار ہزار عورتوں سے نکاح کرتے تو ہر ایک کے حق کو مکمل طور سے ادا کرتے مگر آپ ﷺ نے صرف نو (۹) بیویوں پر ہی اکتفاء کیا اور وہ بھی اخیر عمر میں مختلف مصالح کے پیش نظر نہ کہ خواہش نفس کے لئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا جیسی سیرت و کردار کا ہمیں بھی خوگر بنائے، آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ☆

عورت سماج کا آئینہ ہے

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْ مِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ . اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ لَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

معزز خواتین اسلام اور عزیز طالبات!

قرآن حکیم نے مرد وعورت کے حقوق اور ان کی معاشرتی زندگی کے ایسے اصول وضوابط بیان فرما دیئے کہ اگر ان اصول وضوابط پر عمل کیا جائے تو آئے دن

کے جھگڑوں اور شب وروز کے میاں بیوی کی لڑائیوں سے مکمل نجات مل جائے مرد عورت کے حقوق کا لحاظ رکھے اور عورت شوہر کے حقوق کا ادا کرے۔

عورت گھر کے اندرونی نظام کو چلانے میں ایک اہم رول ادا کرسکتی ہے، مرد کو زیادہ سے زیادہ اس سلسلہ میں توجہ کرنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ عورت ایک آئینہ ہے اسے جتنا سجائیں گے اتنی ہی اس میں چمک دمک رونما ہوگی اسے جس قدر عریانیت سے محفوظ و مامون رکھیں گے اتنی ہی اس کی حسین عمر دراز ہوگی، بے التفاتی اور بے توجہی کی شکل میں نذر خاک ہونے کا اندیشہ ہے عورت خدائی تخلیق کا حسین شاہکار اور مرد جمیل نگہبان ہے عورت معاشرے کے اہم ترین لازمی عنصر میں سے ایک ہے جس کی تخلیق انسانی زندگی کی تکمیل کی شہادت دیتی ہے۔اس کے بغیر انسانی معاشرے کا تصور غیر ممکن اور نسل انسانی کا فروغ ناممکنات میں سے ہے۔

’’جب آفتاب اسلام دنیا کے افق پر چمکا تو جہاں اس نے دوسری بے شمار برائیوں کا خاتمہ کیا وہیں عورت کے حوالے سے ہونے والے فتنہ و فساد ظلم وزیادتی اور عریانیت کا بھی خاتمہ کیا اور مختلف جہتوں سے عورتوں کا مقام ومرتبہ اتنا بلند کیا کہ جس کا آج سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔‘‘

لیکن سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ کرنے والے ہر دور میں موجود رہے ہیں اس زمانے میں بھی اسلام دشمن عناصر نے شریعت محمدیہ کی شبیہ کو مسخ کرنے اور اسے بدنام کرنے کی معاندانہ مہم شروع کررکھی ہے، جس کے تحت اسلام کے خلاف بڑی شدومد کے ساتھ یہ پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ اسلام عورت کو کم تر سمجھتا اور حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے، یہ بے بنیاد باتیں اس قدر عام ہوتی جارہی ہیں کہ جیسے یہ ثابت شدہ واقعہ ہو، حالاں کہ حقیقت سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔

اسلام ہر مساوات کا قائل نہیں

تاریخ شاہد ہے کہ اسلام نے عورت کی عزت وعظمت اور اس کے حقوق کا جس درجہ خیال رکھا ہے اس کی مثال دیگر مذاہب عالم میں نہیں ملتی اسلام میں عورت کو مرد کے برابر درجہ دیا گیا ہے دنیوی زندگی کے واجب حقوق اور اخروی زندگی کے انعامات ونوازشات میں دونوں صنفوں کے مابین فرق نہیں۔ خدا کی رضا جوئی اور آخرت کے انعامات کا مستحق بننے کے لئے جو بنیادی شرائط درکار ہیں وہ عورتوں اور مردوں کے لئے یکساں ہیں۔

البتہ اسلام کی نظروں میں مرد مرد ہے اور عورت عورت ہے زندگی کا نظام چلانے میں دونوں برابر کے شریک ہیں دونوں صنفیں ایک دوسرے کا تکملہ وتتمہ ہیں لیکن دونوں میں ناقابل عبور قسم کے حیاتیاتی فرق پائے جاتے ہیں جس کی رعایت کرتے ہوئے دونوں صنفوں میں جس حد تک مساوات قائم کی جا سکتی تھی وہ اسلام نے قائم کردی مگر اسلام ان مساوات کا قائل نہیں جو قانون فطرت کے خلاف ہو اور خدا تعالیٰ کے تقاضۂ عدل کے معارض ہو۔

بہر حال جہاں حقوق کی بنیادی اور اختیارات کے منشاء میں یکسانیت ہوتی ہے وہاں شریعت اسلامیہ حقوق کے حوالے سے مرد اور عورت کے درمیان مکمل مساوات قائم کرتی ہے اور جہاں منشاء حقوق مختلف ہوتے ہیں وہاں دونوں کے حقوق واختیارات بھی مختلف ہوتے ہیں یہی اللہ تعالیٰ کے عدل کا تقاضا ہے اور اسی میں دونوں کے ساتھ انصاف کا راز بھی مضمر ہے مثلاً شریعت اسلامیہ واجبات ایمان لوازم عقائد اور عبادات، نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کی فرضیت اور اس کی ادائیگی پر مرتب ہونے والے ثواب میں مرد وعورت کے درمیان مکمل مساوات قائم کرتی ہے

اس لئے کہ عقائد واعمال کے مکلّف ہونے کی بنیاد عاقل و بالغ ہونے پر ہے اور یہ صفت مرد وعورت دونوں میں مشترک ہے۔ اسی طرح جان ومال میں تصرف اور نکاح کا امتیاز اور اشیاء کی ملکیت دوسروں کو مالک بنانے اور دیگر مالی لین دین کا حق بھی اسے مردوں کی طرح حاصل ہے اس لئے کہ اس کی بنیاد شخصی آزادی پر ہے اور شخصی آزادی میں مرد وعورت دونوں برابر ہیں۔

طلاق دینے کا اختیار مرد کو ہی کیوں؟

شریعت اسلامیہ تعدد ازواج کا حق چند شرائط کے ساتھ صرف مردوں کو دیتی ہے عورت کو نہیں اس لئے کہ اگر یہ حق عورتوں کو بھی دے دیا جائے تو اس صورت میں معاشرے کے اندر بدترین قسم کی خرابیاں پیدا ہوتیں، ایسی صورت میں پیدا ہونے والے بچے کا نسب خلط ملط ہو جاتا، ناجائز اور حرام اولاد کی کثرت ہو جاتی۔

طلاق دینے کا حق صرف مردوں کو دیا گیا، عورتوں کو نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ طلاق کے نتیجے میں سراسر مادی و مالی نقصان مرد ہی کا ہوتا ہے کہ اسے مہر کی صورت میں ایک خطیر رقم کی ادائیگی کرنی پڑتی ہے۔ عدت پوری ہونے تک خرچ وغیرہ دینا پڑتا ہے۔ جب کہ عورت کے لئے مالی مدد کی متعدد شکلیں نکل آتی ہیں۔ لہٰذا اگر عورت کو طلاق کا حق دیا جاتا تو بہت سارے فتنے پیدا ہونے کا امکان تھا۔ اس لئے کہ وہ بسا اوقات اپنی مالی منفعت اور مادی فائدے کے حصول کی خاطر ایک شوہر کو طلاق دے کر دوسرے مرد سے شادی کر لیتی اور پھر اس سے مادی اغراض حاصل کر کے اسے بھی طلاق دے دیتی اس طرح وہ طلاق دینے کو ایک طرح کی تجارت اور پیشہ بنا سکتی تھی۔ ظاہر ہے کہ اس سے معاشرتی نظام ٹوٹ پھوٹ کر رہ جاتا اور اس کے تار و پود منتشر ہو جاتے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عورت کو مجبور محض بنا دیا گیا ہے۔ بلکہ اگر واقعتاً

شوہر سے اسے جائز شکایت ہو اور وہ اس سے جدائی کی خواہاں ہوں ہو تو اس کے لیے اسلام نے خلع کا راستہ بتایا ہے جس پر عمل کر کے عورت شوہر سے رشتہ توڑ سکتی ہے یہ بھی قابل ذکر بات ہے کہ مرد کو جو طلاق کا اختیار دیا گیا ہے وہ بھی علی الاطلاق نہیں بلکہ مختلف مراحل سے گذرنے کے بعد آخری چارۂ کار کے طور پر ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ اگر بیوی کی کسی غلطی کی وجہ سے زوجین کے درمیان کچھ تناؤ پیدا ہو جائے تو قرآن کریم نے اس کا حل یہ بتایا ہے کہ بیوی کو سب سے پہلے سمجھایا جائے پند وموعظت سے کام لیا جائے ، اگر بیوی اس کے باوجود نافرمانی پر کمربستہ ہو تو چند دنوں تک کے لیے بستر الگ کر لیا جائے تاکہ اسے اپنی کوتاہی کا احساس ہو اگر اس سے بھی کام نہ چلے اور عورت میں اصلاح کے آثار نمایاں نہ ہوں تو معمولی سرزنش کی بھی اجازت دی گئی ہے اگر مذکورہ تمام مراحل سے گذرنے کے باوجود تعلقات میں سدھار نہ آئے تو سماج کے سمجھدار لوگوں کا فریضہ ہے کہ وہ بیچ میں پڑ کر صلح کرانے کی مکمل کوشش کریں اگر یہ طریقہ بھی ناکام ہو جاتا ہے اور نباہ کی کوئی صورت نہ نکل سکے تو اس آخری مرحلہ میں اسلام نے مرد کو طلاق کی اجازت دی ہے۔

معلوم ہوا کہ طلاق ایک ناخوش گوار ضرورت ہے اسی لئے تو شریعت اسلامیہ نے طلاق کو جائز چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔

عفت و پاکدامنی کی بقا کے لئے چند ہدایات

اسلام ایک ایسے عفت مآب پاکیزہ معاشرے کی تعمیر کرنا چاہتا ہے جس میں عورت کی عفت وعصمت محفوظ ومامون ہو، اس کی پاکدامنی اور دوشیزگی کو سلامتی حاصل ہو اس کی معصومیت پر کوئی غلط نگاہ نہ ڈالے اس کی فطری خوبصورتی کو کوئی شہوت پرست بیہودگی کے ساتھ نہ گھورے اور اسے ہوسناک نگاہوں کا شکار نہ بنائے۔

اسلام ایک ایسی سوسائٹی دیکھنا چاہتا ہے جس میں پاکیزہ خیالی اور نیک نیتی کا چلن ہو، صنفی انتشار اور فحاشی وآوارگی کا رجحان نہ ہو، جس کا اصل مقصد یہ ہے کہ معاشرے میں بھی زناکاری اور بدکاری کے واقعات قطعاً پیش نہ آئیں۔

تو جس طرح دیگر معاملات میں اسلام کا یہ اصول ہے کہ اس نے جن چیزوں کو بھی انسانیت کے لئے مضر اور نقصاندہ قرار دے کر قابل سزا وجرم قرار دیا ہے تو صرف اسی پر نہیں بلکہ ان کے مقدمات پر بھی پابندی عائد کر دی۔ اسی طرح شریعت نے زنا اور بدکاری کے انسداد کلی اور اس کی مکمل روک تھام کے لئے اس کے مبادیات پر بھی پابندی عائد کر دی اور اس مقصد کے لئے مرد وعورت میں سے ہر ایک کو چند لازمی ہدایات دی گئیں مردوں کو نگاہیں نیچی رکھنے اور پاکیزہ خیالی کا حکم دیا گیا اور بد نظری کو آنکھ کا زنا قرار دیا گیا ہے۔ چناں چہ حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے ”آنکھ کا زنا کسی عورت کو غلط نگاہ سے دیکھنا ہے“ اسی طرح عورتوں کو بھی نظریں بچانے، خیالات پاکیزہ رکھنے اور اپنی عزت وعصمت کی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے ”اے نبی! مردوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کریں اور یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا طریقہ ہے، یقیناً اللہ جانتا ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کریں“۔ (القرآن)

مرد وعورت کے بے محابا اختلاط اور میل جول کو ممنوع قرار دے کر عورتوں کو بنیادی طور پر گھر کی چہار دیواری میں رہنے کی ہدایت کی گئی اور زمانہ جاہلیت کی طرح حسن وجمال کی آرائش وزیب وزینت کے اظہار کو ممنوع قرار دیا گیا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ”تم اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھی رہو اور قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق بناؤ سنگار دکھلاتی نہ پھرو“۔ (سورۃ الاحزاب)

تو اس طرح بات مکمل طور سے ثابت ہو جاتی ہے کہ اسلام نے عورتوں کو مردوں کے برابر ہی حقوق دیئے ہیں بشرطیکہ مرد اور عورت دونوں اپنے اپنے حقوق کا لحاظ رکھیں اور ان کی پابندی کریں۔ اس طرح ہی صحت مند معاشرہ تعمیر ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام عورتوں کو گھر کی چہار دیواری میں رہ کر اسلامی احکام پر عمل کرنے اور شوہروں کے حقوق ادا کرنے اور غیروں کی نقل سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

اللہ تعالیٰ کی نظر میں

مرد و عورت کا مقام برابر ہے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ . وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً. وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ. اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا.○ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اس جان سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور اس سے بہت سے مرد و زن پھیلائے اور اس اللہ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے مطالبہ کیا کرتے ہو اور قرابت سے ڈرو، بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں۔"

معزز خواتین اسلام ماؤں اور بہنو!

آج مجھے آپ کے سامنے ایک اہم موضوع پر اللہ تعالیٰ کی نظر میں مردوں اور عورتوں کا مقام برابر ہے پر کچھ لب کشائی کرنا ہے اللہ رب العزت نے اس دنیا کو پیدا کیا سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا پھر حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا حضرت آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے، پھر انھیں دونوں سے وہ سارے مرد و عورتیں پیدا ہوئیں جن سے آج دنیا بھری پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تخلیق اپنی عبادت کے لئے کی ہے "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ" میں نے انسانوں اور جناتوں کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا۔ اس میں مرد و عورت سب برابر ہیں جو بھی اللہ کا مقرب و برگزیدہ بننا چاہے وہ بن سکتا ہے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو بعض مقامات پر الگ الگ ذکر فرمایا اور یہ بتا دیا کہ تم میں میرے نزدیک کوئی فرق نہیں ہے اس سلسلہ میں میں حضرت مولانا کے قلم سے نکلے ہوئے نایاب موتی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو کسی جلسہ میں شریک ہوئے اور قاری کی قرأت کے بعد اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا۔

"چنانچہ فرماتے ہیں: جس وقت قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی تھی، میرا ذہن ایک دم سے ایک عجیب و غریب نکتہ کی طرف گیا، مجھے ایک سرور و کیفیت حاصل ہوئی، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں اور بندیوں کا الگ

الگ ذکر کر رہا ہے، ہم جیسے ٹوٹی عربی جاننے والے اس کو دو جملوں میں ادا کر سکتے ہیں، کہ مرد اور عورت سب شریک ہیں، اس نے دس صفات کو ذکر کیا ہے لیکن ہر مرتبہ وہ الگ الگ ضمیر میں لاتا ہے اور ایک ایک صفت کا ذکر کرتا ہے، اللہ کو اپنی بندیوں سے کتنی محبت ہے"

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ. (سورۃ احزاب)

اگر خدا کا معاملہ نہ ہوتا تو میں کہتا کہ اللہ کو بڑا مزہ آ رہا تھا ہر ایک کا الگ الگ ذکر کیا، کسی باپ سے پوچھئے جس کے چار یا سات بیٹے ہوں، اس کا جی چاہے گا ہر ایک کا نام لے کر وہ بتائے اور ہر بار اس کو لطف آئے گا، اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات بہت عالی ہے، انسانی خصوصیات اس کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتیں لیکن اس کو انسانی ادب وانشاء کے لحاظ سے دوسرے طریقہ سے بھی ادا کیا جا سکتا ہے تھا، لیکن ایک ایک کو الگ الگ بیان کیا کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اسلام اور ایمان میں تو مرد اور عورت شریک ہو سکتے ہی "قَانِتًا" یعنی فرمانبرداری میں بھی ممکن ہے، لیکن صادقین اور صادقات میں تو مشکل ہے، اس میں عورتیں جھوٹ بول دیتی ہیں کچھ اپنی کمزوری چھپانے کے لئے، اپنے کھانے کی خرابی چھپانے کے لئے، کبھی اپنے بچہ کی بری عادت پر پردہ ڈالنے کے لئے، کبھی سوجانے کی کمزوری پر اور عورتیں مردوں کی سچائی کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہیں، یہ تو مردانہ کام ہے، بہادری کا کام ہے۔ "وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ" یہ تو ٹھیک ہے لیکن "الصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ" وہ صبر کہاں کر سکتی ہیں، ہمیشہ یہی دیکھا گیا ہے، سب سے پہلے ان پر صدمہ کا اثر پڑتا ہے، سب سے پہلے ان

ہی کی زبان سے فریاد نکلتی ہے۔ بعض وقت ایمان خطرے میں پڑ جاتا ہے بعض وقت تو اولاد کا غم، اللہ محفوظ رکھے، یا عزیزوں کا غم سب سے پہلے عورت پر پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فطرت انسانی سے واقف تھا، اللہ تعالیٰ دلوں کے چور سے واقف تھا کہ ہم بہنوں سے بدگمانی کریں گے۔ "الصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ" جی نہیں! صبر کے میدان میں عورتیں کسی حال میں مردوں سے پیچھے نہیں ہیں "وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ" اب آیا معاملہ مال کا عورتیں مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتیں، حاتم کا نام تو سنا ہوگا۔ لیکن حاتمہ کا نام نہیں سنا ہوگا، اس لئے صدقہ میں عورتیں کیا دیں گی؟ وہ تو جمع کرنے والی ہیں، وہ بڑی سگھڑ عورتیں ہیں، بہت گرہست عورت ہے، یعنی بچا بچا کر رکھنے والی، اس پر فرمایا "وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ" اچھا صاحب! روزہ بڑا مشکل معاملہ ہے۔

"وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ. اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا"

اعمال کی یہ طویل فہرست اس لئے بیان کی، تاکہ معلوم ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جس طرح اپنے بندوں پر شفقت کرتا ہے اسی طرح اپنی بندیوں پر شفقت کرتا ہے۔ اس کی صفت ربوبیت اور اس کی صفت رحمت مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے عام اور ان پر سایہ فگن ہے۔

عزت کا اصل معیار تقویٰ ہے

یہ دس صفتیں یعنی اسلام ایمان اطاعت سچائی صبر عاجزی صدقہ وخیرات روزوں کی پابندی ناموس کی حفاظت اور کثرت سے اللہ کا ذکر جس کے اندر پائی جائیں اسے قیامت کے دن اجر عظیم ملے گا اور وہ بخشش کا حقدار ہوگا خواہ مرد ہو یا عورت ہر کسی کے لئے یہ مژدۂ جانفزا ہے اسلام نے ترقی وارتقاء کے مواقع جس

طرح مردوں کو عطا کئے ہیں اسی طرح عورتوں کو بھی عطا کئے ہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں رجولیت ونسوانیت کو نہیں دیکھا جاتا ہے بلکہ وہاں تو تقویٰ کو دیکھا جاتا ہے اصل معیار تقویٰ ہے وہ جس کے اندر پایا جائے گا وہ اللہ کا محبوب ومقرب بندہ بن جائے گا ایسے ہی اللہ کے یہاں حسب ونسب خاندان اور قبیلہ کو نہیں دیکھا جاتا ہے بلکہ خاندان اور قبیلہ تو اللہ تعالیٰ نے تعارف اور پہچان کے لئے بنایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ، اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ.

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد وعورت سے پیدا کیا اور تم کو خاندان اور قبیلوں والا بنایا تاکہ ایک دوسرے کو پہچانو تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی وپرہیزگار ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کسی کا عورت ہونا اس کے عنداللہ مقرب محبوب ہونے کے منافی نہیں ہے، اس لئے عورتوں کو ناامید ومایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے وہ تو دور جاہلیت تھا جب عورتوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا تھا ایک عورت کے لئے باعزت اور شریفانہ زندگی گذارنا مشکل تھا عورتوں کی حیثیت تو گھریلو استعمال کی چیزوں جیسی تھی جانوروں کی طرح ان کی خرید وفروخت ہوتی تھی ایک ایک مرد کے نکاح میں دسیوں عورتیں رہا کرتی تھیں جن کا نہ کوئی اختیار تھا اور نہ وہ کسی چیز کی مالکہ ہوا کرتی تھیں۔

اسلام نے مرد وعورت میں مساوات قائم کی

اسلام نے مرد وعورت میں مساوات قائم کی اس کو جاننے کے لئے اور اس کی تہہ تک پہونچنے کے لئے ہم کو قبل از اسلام صنف نازک پر ہونے والے جبر وستم پر

ایک طائرانہ نظر ڈالنا چاہئے پوری دنیا بالخصوص عرب عورتوں کے ظلم وستم میں ملوث نہ شوہر کے یہاں کوئی اہمیت تھی نہ بھائی اور والدین کے یہاں کوئی سکون ہر طرف سے دھتکاری اور بھگائی جاتی تھی اس کو قتل کر دینا کوئی معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا بلکہ بلندی اور فخر کا معیار سمجھا جاتا تھا لیکن جب اسلام آیا تو اس نے صنف نازک پر کیئے جانے والے ظلم وستم کو یک لخت ختم کر دیا اور پیغمبر اسلام علیہ السلام نے فرمایا۔ ''حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمُ الطِّیْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ'' مجھے تمہاری دنیا میں خوشبو اور عورتیں پسند ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

یہ حدیث بہت معنی خیز ہے ایک تو یہ کہ آپ نے خوشبو کے ساتھ عورتوں کا ذکر کیا اس سے عورت کے حسن و جمال اور کشش کی طرف اشارہ ہے گویا عورت سے نفرت کرنیوالے کو سمجھایا کہ جیسے خوشبو کی طرف ہر سلیم الفطرت انسان کا میلان ہوتا ہے اور خوشبو کو ہر صاحب ذوق پسند کرتا ہے اسی طرح عورت محبت اور پیار کی مستحق ہے اس سے نفرت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص نہ تو سلیم الفطرت ہے اور نہ ہی صاحب ذوق ہے۔

غرضیکہ اسلام نے عورت کو بڑا باعزت مقام عطا کیا ہے عورت کو اپنی حیثیت سمجھنی چاہئے۔ احساس کمتری کو پاس نہیں آنے دینا چاہئے عورت اگر اپنی صلاحیت واستعداد کو استعمال کرے تو بڑے سے بڑا کارنامہ انجام دے سکتی ہے۔ اس کے لئے ہمت اور عزم مصمم شرط ہے اس کے بغیر نہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام عورتوں کو اخلاق حسنہ سے آراستہ وپیراستہ کرے، آمین ثم آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

جگر گوشۂ رسول ﷺ

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے فضائل وکرامات

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ . وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ . اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ. فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ. اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

معزز ماؤں اور بہنو! میں نے قرآن کی سب سے چھوٹی سورت پڑھی ہے مفسرین نے اس کا شان نزول یہ ذکر کیا ہے کہ عرب میں جس کی نرینہ اولاد مرجاتی

اس کو ابتر کہا کرتے تھے یعنی مقطوع النسل جس کی نسل کا سلسلہ منقطع اور بند ہو جائے۔ چنانچہ جب آپ ﷺ کے صاحب زادے قاسم کا انتقال ہوگیا تو کفار مکہ نے اپنے خیالات ونظریات اور بغض وعناد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کیا کہ نعوذ باللہ آپ علیہ السلام ابتر ہیں یعنی ان کی نسل کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا اوران کا لایا ہوا دین خود بخود ختم ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت اتار کر اعلان کر دیا کہ ہم نے آپ کو کوثر عطا کی اور آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہو جانے والا ہے اور آپ کا نام تو ہمیشہ روشن رہے گا اور میرے نام کے ساتھ ہر وقت آپ ﷺ کا نام لیا جائے گا۔ چوبیس گھنٹے کے اندر کوئی ایسا لمحہ نہیں ہوتا جب کہ دنیا میں کہیں نہ کہیں اذان نہ ہو رہی ہو اور جہاں مؤذن اللہ کا نام لیتا ہے وہیں پیارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کا نام لیتا ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وَرَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ'' اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے زیادہ آپ ﷺ کا ہی نام لیا جاتا ہے۔

آپ علیہ السلام کی سیرت وکردار اخلاق واطوار اپنے تو اپنے غیروں نے بھی کتابوں میں محفوظ کرنے کی کوشش کی اور اس کو کیا بھی اور ہر ایک کو یہی کہتا ہوا سنا گیا کہ تاریخ انسانی میں کوئی بھی آج تک ایسا نہیں گذرا۔ یہ تو آپ ﷺ کا ذکر خیر اور تذکرہ ہوا پھر کفار مکہ جو یہ کہا کرتے تھے کہ آپ ﷺ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے لیکن آپ ﷺ کی سب سے چھوٹی اور چہیتی صاحب زادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے سلسلہ نسب چلتا ہے۔ اور آج پوری دنیا میں جہاں جہاں سادات خاندان موجود ہیں ان سب کا سلسلہ نسب حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا تک پہونچتا ہے اور جتنے بھی صاحب ایمان ہیں وہ سب آپ ﷺ کی روحانی اولاد ہیں۔

اس وقت جگر گوشۂ رسول ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل وکرامات سے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔

حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی شجاعت کا حال یہ تھا کہ جنگ احد میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عملاً حصہ لیا، مدینے میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ نبی کریم ﷺ شہید ہو گئے۔ سیدہ میدانِ جنگ میں پہنچیں اس وقت حضور غار سے باہر نکل آئے تھے۔ سیدہ نے اپنے بابا جان حضور ﷺ کے زخموں کو دھویا، پیشانی کا خون تھمتا نہ تھا آپ نے چٹائی جلا کر اس کی راکھ زخموں پر چھڑکی اور پٹیاں باندھیں۔ (رحمۃ اللعالمین)

مصائب زندگی میں آپ رضی اللہ عنہا کے کامیاب کارنامے

سیدہ فاطمہ شہزادئ کونین نے دین کے لیے جو تکلیفیں جھیلیں، آخرت کا خوف، بھوک وپیاس پر صبر، ذکر الٰہی میں مشغول ہیں، گھر کے کام کاج سے عار نہ کیا، دین سیکھا اور اس کو پھیلایا، صدقہ وخیرات میں مقدم رہیں، ہاتھ کی کمائی سے صدقہ کیا، جہاد وغزوات میں شریک رہیں۔ ان تمام اعمال کو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے گھرانۂ نبوت میں سید عالم ﷺ کی ہدایت کے مطابق انجام دیا۔ خواتین اسلام کو اِن امور میں اس مقدس خاتون جنت کی اتباع لازم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بنی سلیم میں سے ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر یوں گستاخی کی ''اے محمد! کیا تو وہ جادوگر ہے جسکے متعلق مشہور ہے کہ اس کے وجود کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا، خدا کی قسم اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ میری قوم مجھ سے ناراض ہو جائے گی تو میں اس تلوار سے تیرا سر اڑا دیتا'' یہ منظر دیکھ کر حضرت عمر فاروق اعظم نے آگے بڑھنا چاہا کہ اس گستاخی کا جواب دے ڈالیں مگر حضور رحمۃ اللعالمین ﷺ نے روک دیا اور اس شخص سے فرمایا کہ تو آخرت کے عذاب سے ڈر اور دوزخ سے خوف کھا، بتوں کی پوجا چھوڑ دے اور خدائے وحدہٗ لاشریک کی پرستش کر، میں جادوگر نہیں ہوں بلکہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

آپ کے حسن خلق اور پر تاثیر کلام کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ وہ قاتلانہ جذبات رکھنے والا بت پرست کافر اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اس کو قرآن مجید کی چند آیات سکھاؤ۔ جب وہ سیکھ گیا تو فرمایا تیرے پاس کس قدر مال ہے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم قبیلۂ بنو سلیم میں چار ہزار آدمی ہیں لیکن مجھ سے زیادہ اس قبیلہ میں کوئی غریب و مسکین نہیں، آپ ﷺ نے صحابہ کی طرف دیکھ کر فرمایا، تم میں کوئی ایسا ہے جو اس کو ایک اونٹ خرید کر دیدے؟ اللہ تعالیٰ اس کا بہتر بدلہ دے گا۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے پاس ایک اونٹنی ہے وہ میں اس کو دے دیتا ہوں۔ پھر فرمایا کون ہے جو اس کا سر ڈھانپ دے اور اللہ عزوجل کو راضی کر لے؟ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اپنی دستار مبارک اتار کر اس کے سر پر رکھ دی، پھر فرمایا کون ہے جو اس کے کھانے کا اس وقت انتظام کر دے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اٹھے اور چند مکانوں پر گئے لیکن اتفاق سے کچھ نہ ملا پھر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دولت خانہ پر حاضر ہو کر دستک دی، سیدہ نے فرمایا کون؟ عرض کیا میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہوں، فرمایا کیسے آئے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سارا ماجرا سنا دیا، حضرت سیدہ سن کر آبدیدہ ہو گئیں اور فرمایا اے سلمان اس خدا کی قسم جس نے میرے باپ کو رسول بنا کر بھیجا، آج تیسرا دن ہے سب فاقہ سے ہیں لیکن تم دروازے پر آ گئے ہو خالی کیسے واپس کروں؟ جاؤ یہ چادر لے جاؤ اور شمعون یہودی کے پاس گروی رکھ دو۔

حضرت سلمانؓ حضرت فاطمہ بنت محمد ﷺ کی چادر لے کر اس کے پاس گئے اور سارا حال بیان کیا شمعون کچھ دیر اس ردائے مبارک کو دیکھتا رہا معاً اس پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی، کہنے لگا کہ اے سلمان! واللہ یہی مقدس لوگ ہیں جن کی خبر اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت میں دی ہے۔ میں صدق دل سے

حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے باپ محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے کلمہ توحید پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

اس کے بعد اس نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو جو دیئے اور نہایت ادب واحترام کے ساتھ ردائے مبارک واپس کر دی۔ حضرت سیدہ خاتون جنت نے شمعون کو دعائے خیر دی اور جَو پیس کر کھانا تیار کر کے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دے دیا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اس میں کچھ بچوں کے لیے رکھ لیجئے۔ فرمایا میں نے خدا کی راہ میں دینے کی نیت سے منگوایا تھا اور پکایا ہے، اب اس میں سے لینا درست نہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھانا لے کر بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوئے اور تمام قصہ سنا دیا۔ آپ نے وہ روٹی اس نومسلم کو عطا فرما دی اور اپنی نورِ نظر، لختِ جگر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ بھوک سے ان کا چہرہ زرد ہو رہا ہے اور ضعف کے آثار نمایاں ہیں۔ آپ نے اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ کو اپنے پاس بٹھا کر تسکین دی اور آسمان کی طرف رخِ انور کر کے فرمایا اے اللہ! فاطمہ تیری باندی ہے تو اس سے راضی رہنا۔ (سفینۂ نوح ص:۱۴۸ حصہ دوم)

اس واقعہ سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ حضرت سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے دین اسلام کی خاطر کس قدر مصیبتیں برداشت کیں کہ گھر میں فاقہ کشی ہے لیکن مہمانِ رسول کو اپنے دروازے سے خالی ہاتھ لوٹانا ان کی طبیعت کو ناگوار گذرتا تھا۔ یہ تو شادی کے بعد کا واقعہ ہے لیکن سیدہ خاتون جنت نے بچپن ہی سے اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لئے بے پناہ مصائب کا سامنا کیا۔ چناں چہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بچپن کا ایک واقعہ یہ ہے کہ سیدہ ابھی بچی ہی تھیں نبی ﷺ کعبہ میں نماز پڑھنے گئے۔ وہاں بہت سے کفار قریش موجود تھے جب حضور سجدے میں گئے تو عقبہ بن معیط نے اونٹ کی اوجھڑی حضور ﷺ کی پشت مبارک پر لا رکھی حضور اسی طرح سجدہ

میں تھے کہ حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا آئیں انھوں نے بابا جان کی پشت سے اوجھڑی کو گرادیا اور عقبہ کو برا بھلا کہا۔ (رحمۃ اللعالمین)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے معمولات

تنہائی کے اوقات میں حضرت حفصہ بنت عمر فاروق حضرت عائشہ بنت ابی بکر صدیق وحضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق اور فاطمہ بنت زبیر رضی اللہ عنہن وغیرہن سیدہ کے پاس وقتاً فوقتاً آبیٹھتیں اوران کی غم گساری اور دل جوئی کرتیں تبلیغ حق کے جرم میں مشرکین رسول مقبول کو بڑی تکلیفیں پہونچاتے کبھی سراقدس پر خاک ڈال دیتے کبھی راستے میں کانٹے بچھاتے جب حضور گھر تشریف لاتے تو حضرت فاطمہ انھیں تسلی دیا کرتیں کبھی وہ خود بھی اپنے جلیل القدر باپ کی مصیبتوں پر اشک بار ہوجاتیں اس وقت حضور ﷺ انھیں تسلی دیتے اور فرماتے میری بچی گھبراؤ نہیں خدا تمہارے باپ کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔ (تذکار صحابیات)

حضور ﷺ کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ نے اپنی زندگی مبارک میں جتنے مصائب برداشت کئے اور رسول اللہ سید المرسلین کی شہزادی ہوتے ہوئے سیدہ نساء العالمین نے جو فقر وفاقہ اختیار فرمایا بلکہ گھر کے کام کاج تک سے عار نہ کیا اس کی مثال رہتی دنیا تک نہیں مل سکتی۔ سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے پاس گھریلو کام کو انجام دینے کے لئے گھر میں کوئی لونڈی یا غلام نہیں تھا دن بھر شوہر اور بچوں کی خدمت کیا کرتی تھیں۔ اپنا پانی بھرنا، چکی پیسنا، جھاڑو دینا، روٹی پکانا، بستر بچھانا، ہانڈی پکانا یہ سارے کام حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا خود انجام دیتی تھیں دن بھر تھکی ہوئی رہتی تھیں مگر جب رات آتی تھی تو وہ خاتون جنت اپنا مصلیٰ جو چٹائی کا تھا بچھا کر نماز کی نیت باندھتی تھیں اور ایسے ذوق وشوق کے ساتھ نماز پڑھتی تھیں کہ کبھی کبھی ایک ہی

سجدے میں صبح ہوجاتی تھی یہ تو سیدہ کی نفل نمازوں کا حال تھا جب نوافل کا یہ اہتمام ہوتو فرائض کا کیا پر لطف عالم ہوگا؟ سبحان اللہ!

حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے مشورہ دینے پر سیدہ خاتون جنت نے اپنے بابا جان سے ایک لونڈی کی خواہش ظاہر کی، تو پیارے آقا نے اپنی لختِ جگر کو تسبیحات ثلاثہ (سبحان اللہ، الحمد اللہ، اللہ اکبر) پڑھنے کے لئے کہا اور فرمایا کہ یہ تمہارے لئے باندی سے بہتر ہے سیدہ چاہتی تو خوب اصرار کر کے مانگ سکتی تھیں، لیکن سیدہ فاطمہ کے ادب پر قربان جائیے آپ نے جواباً کیا ہی خوب عرض کیا میں اللہ اور اس کے رسول سے راضی ہوں سیدہ فاطمہ جانتی تھیں کہ بابا جان کی امت کی بہت سی ایسی عورتیں ہوں گی جن کو لونڈیاں میسر نہیں ہوں گی جب وہ غریب عورتیں گھر کے کام خود انجام دیں گی پھر تھکاوٹ کی وجہ سے چور چور ہو کر لیٹیں گی تو میری (فاطمہ)، ان کی تھکاوٹ کے دور ہونے کا باعث ہوگی کہ ہمارے نبی کی لاڈلی بیٹی بھی گھر کے سارے کام خود کیا کرتی تھیں۔ سیدہ نے قیامت تک کی عورتوں کے لئے یہ بہترین نمونہ قائم کر دیا۔ ایک دفعہ سیدہ فاطمہ علیل تھیں لیکن علالت میں بھی رات بھر عبادت میں مصروف رہیں جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے لئے مسجد گئے تو وہ نماز کے لئے کھڑی ہوگئیں نماز سے فارغ ہو کر چکی پیسنے لگیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے واپس آکر ان کو چکی پیستے دیکھا تو فرمایا اے رسولِ خدا کی بیٹی اتنی مشقت نہ اٹھایا کرو تھوڑی دیر آرام کر لیا کرو کہیں زیادہ بیمار نہ ہوجاؤ فرمانے لگیں اللہ تعالیٰ کی یہ عبادت اور اطاعت مرض کا بہترین علاج ہے اگر ان میں سے کوئی موت کا سبب ہوجائے تو اس سے بڑھ کر میری خوش نصیبی کیا ہوگی۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ہے کہ حضرت فاطمہ بیمار ہوئیں تو نبی ﷺ نے پوچھا پیاری بیٹی کیا حال ہے عرض کیا مجھے بڑی تکلیف ہے اور اس پر یہ بھی ہمارے یہاں کھانے کو بھی کچھ نہیں ہے۔

سیدہ نے اس طرح فقروفاقہ اورتکالیف برداشت کرنے میں زندگی گزاری پھرصبر ورضا کا یہ عالم کہ ابھی امام حسین دودھ پیتے بچے تھے کہ نبی ﷺ نے اعلان فرمادیا تھا کہ میرا یہ بیٹا شہید کردیا جائے گا اورجس زمین پر یہ شہید ہوگا اُس کا نام کربلا ہوگا۔ سیدہ بھی جانتی تھیں کہ ان کے شہزادے کو بابا جان کی امت کے لوگ شہید کردیں گے مگرانہوں نے صبر کا دامن نہیں چھوڑا اور کبھی دعانہیں کی کہ یااللہ! وہ وقت نہ آئے، میرے بیٹے پروہ تکلیف نہ آئے۔ اس لیے کہ آپ صابرہ وشاکرہ بھی ہیں۔

کراماتِ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا

روایت ہے کہ ایک روز حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شہنشاہِ مدینہ حضور نبی مکرم محمد ﷺ کی دعوت کی۔ جب پیارے آقا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان پر رونق افروز ہوئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے چلتے ہوئے آپ کے قدموں کو گننے لگے اورعرض کیا یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پرقربان! میری تمنا ہے کہ حضور ﷺ کے ایک ایک قدم کے عوض میں آپ کی تعظیم کے لئے ایک ایک غلام آزاد کروں۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان تک جس قدر حضور ﷺ کے قدم پڑے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اتنی ہی تعداد میں غلاموں کوخرید کرآزاد کردیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس دعوت سے متاثر ہوکر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: اے فاطمہ! آج میرے دینی بھائی حضرت عثمان نے حضوراکرم ﷺ کی بڑی ہی شاندار دعوت کی ہے اورحضور ﷺ کے ہر ہر قدم کے بدلے ایک غلام آزاد کیا ہے۔ میری بھی تمنا ہے کہ کاش! ہم بھی حضور کی اسی طرح شاندار دعوت کرسکتے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر نامدار حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس جوش تاثر سے ہوکر کہا بہت اچھا، جایئے آپ بھی حضور ﷺ کواسی قسم کی دعوت دے آیئے۔ انشاءاللہ العظیم ہمارے

گھر میں بھی اسی قسم کا سارا انتظام ہو جائے گا۔ چناں چہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر دعوت دے دی اورشہنشاہِ دوعالم اپنے صحابہ کرام کی ایک کثیر جماعت کوساتھ لے کراپنی پیاری بیٹی کے گھر میں تشریف فرما ہوگئے۔ حضرت سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا خلوت میں تشریف لے جاکر خداوند قدوس کی بارگاہ میں سربسجود ہو گئیں پھر یہ دعا شروع کی ''یااللہ! تیری بندی فاطمہ نے تیرے محبوب کے اصحاب کی دعوت کی ہے تیری بندی کا صرف تجھ ہی پر بھروسہ ہے۔ لہٰذا اے میرے رب! تو آج میری لاج رکھ لے اوراس دعوت کے کھانوں کا توعالم غیب سے انتظام فرما''۔

یہ دعا مانگ کرسیدہ نے ہانڈیوں کو چولہوں پر چڑھا دیا۔ خدا وند تعالیٰ کا دریائے کرم ایک دم جوش میں آگیا اوراس رزاق مطلق نے دم زدن میں ان ہانڈیوں کو جنت کے کھانوں سے بھر دیا۔ حضرت فاطمہ نے ان ہانڈیوں میں سے کھانا نکالنا شروع کردیا اورحضور علیہ السلام اپنے صحابہ کے ساتھ کھانے سے فارغ ہوگئے، لیکن خدا کی شان کہ ہانڈیوں میں سے کھانا کچھ بھی کم نہیں ہوا اورصحابۂ کرام ان کھانوں کی خوشبو اورلذت سے حیران رہ گئے۔

حضوراکرم ﷺ نے صحابۂ کرام کومتحیر دیکھ کرفرمایا کہ کیاتم لوگ جانتے ہو کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں یارسول اللہ ﷺ! آپ نے ارشادفرمایا کہ یہ کھانا اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کے لیے جنت سے بھیجا ہے۔ پھرحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گوشۂ تنہائی میں جاکرسجدہ ریز ہوگئیں اور یہ دعا مانگنے لگیں کہ یا اللہ! حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جیسی تیری بندی فاطمہ کواستطاعت نہیں ہے۔ لہٰذا اے خداوندکریم! جہاں تونے میری خاطر جنت سے کھانا بھیج کرمیری لاج رکھ لی ہے، وہاں تو میری خاطر اپنے محبوب کے ان قدموں کے برابر جتنے قدم چل کرمیرے گھر تشریف لائے ہیں اپنے محبوب کی امت کے گنہگار بندوں کوجہنم سے آزادفرمادے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جوں ہی اس دعا سے فارغ ہوئیں۔ ایک دم ناگہاں حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ بشارت لے بارگاہِ رسالت میں اتر پڑے کہ یارسول اللہ ﷺ! حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دعا بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے آپ کے ہر قدم کے بدلے میں ایک ایک ہزار گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد کر دیا اللہ اکبر کبیرا۔ (کرامات صحابہ)

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے جن کا نام ''برکت'' تھا اُن کو ''ام ایمن'' کہتے تھے رمضان شریف کا مہینہ اور سخت گرمیوں کے دن تھے، دو پہر کے وقت حضور ﷺ نے اس مائی اُم ایمن رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مائی میری بیٹی فاطمہ کے پاس جاؤ، رمضان کے دن ہیں سخت گرمیوں کے دن ہیں گھر کا کوئی کام وغیرہ ہوگا جو تھوڑا بہت کام ہو کر دینا۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں تو دروازہ بند تھا انہوں نے دروازے کے چھوٹے سے سوراخ سے جھانکا تو کیا دیکھا کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سو رہی ہیں اور چکی خود بخود چل رہی ہے، آٹا پس رہا ہے اور امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا جھولا بھی خود بخود ہل رہا ہے، نہ جھولا جھلانے والا نظر آتا ہے نہ چکی چلانے والا نظر آتا ہے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے روزہ رکھا ہے اور لیٹی ہوئی ہیں، حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے دروازے کی دراڑ سے یہ منظر دیکھا تو واپس آگئیں اور حضور علیہ السلام کی خدمت میں یہ باتیں آکر عرض کر دیں، آپ نے فرمایا کہ میری بیٹی اللہ کی بندی ہے، عابدہ وشاکرہ ہے، روزہ رکھے ہوئے ہے، گرمی کے دن ہیں، اللہ نے میری بیٹی پر نیند غالب کر دی تاکہ وہ دو گھڑی آرام کر لے اور اس کے کام کرنے کے واسطے اللہ نے فرشتوں کو بھیج دیا ہے، فرمایا اُمّ ایمن رضی اللہ عنہا! جو چکی تو نے چلتی ہوئی دیکھی ہے وہ فرشتہ چلا رہا ہے، فرشتہ آٹا پیس رہا ہے، فرشتے امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کا جھولا جھلا رہے ہیں۔

(سفینۂ نوح ص:۱۷۲ حصہ دوم)

وہ خاتون جنت معصوم حوریں باندیاں جن کی
مگر نوری فرشتے آکر پیستے تھے چکیاں جن کی

آپ کی کرامتوں میں سے ایک کرامت یہ بھی ہے کہ آپ ایک دن ایک بوٹی اور دو روٹیاں لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئیں۔ رحمت عالم ﷺ نے اپنی پیاری صاحبزادی کے اس تحفے کو قبول فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے لختِ جگر! تم اس سینی کو اپنے ہی گھر میں لے کر چلو پھر خود حضور ﷺ نے سیدہ کے مکان پر رونق افروز ہو کر اس سینی کھولا، تو گھر کے تمام افراد یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ سینی روٹیوں سے بھری ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا بیٹی! یہ سب تمہارے لیے کہاں سے آیا؟ تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے، وہ جس کو چاہتا ہے، بے شمار روزی دیتا ہے۔ پھر حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ وحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہم کو جمع فرما کر سب کے ساتھ سینی میں سے کھانا تناول فرمایا۔ پھر بھی اس کھانے میں اس قدر حیرت اور تعجب خیز برکت ظاہر ہوئی کہ سینی روٹیوں اور بوٹیوں سے بھری ہوئی رہ گئی اور اس کو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پڑوسیوں اور دوسرے مسکینوں کو کھلایا۔ (کرامات صحابہؓ)

آپ کا فقر وفاقہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں تھا کہ سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا پیارے آقا رحمۃ اللعالمین ﷺ کی خدمت میں تشریف لے آئیں۔ اس وقت ان کا چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ پیارے آقا ﷺ ان کا چہرہ دیکھ کر پہچان گئے کہ بھوک وفاقہ کے سبب ایسا ہے۔ آپ نے اپنا دستِ مبارک ان کے گلے کے نیچے (جہاں ہار ہوتا ہے) رکھا پھر انگلیوں کو کشادہ کر کے فرمایا ''اے اللہ!

بھوکوں کو سیراب اور پست کو بلند کرنے والے! فاطمہ بنت محمد کو بلند کر‘‘ عمران فرماتے ہیں میں نے حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ بھوک کے آثار ان کے چہرے سے جاتے رہے۔ کچھ عرصہ بعد میں سیدہ سے ملا اور پوچھا تو فرمایا اے عمران! اس کے بعد مجھے بھوک سے کبھی اذیت نہیں ہوئی۔ سبحان اللہ! (سفینۂ نوح ص: ۱۶۸ حصہ دوم)

پیکرِ سخاوت

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم سب کو ایک وقت کے بعد کھانا میسر ہوا، والد بزرگوار حضرت علی، میں اور امام حسین رضی اللہ عنہم کھانا تناول فرما چکے تھے، والدہ ماجدہ نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا کہ دروازہ پر آ کر ایک سائل نے یوں سوال کیا ’’رسول اللہ کی بیٹی! تم پر سلام ہو، میں دو وقت کا بھوکا ہوں، مجھے کھانا دے دو‘‘ یہ سن کر والدہ محترمہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے مجھ سے فرمایا جاؤ یہ کھانا اس سائل کو دے آؤ، مجھے تو ایک وقت کا فاقہ ہے اور اس نے دو وقت سے کھانا نہیں کھایا۔

(ایضاً ص: ۱۶۸ حصہ دوم)

آج ہماری ماؤں اور بہنوں کو بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی صفت اپنانی چاہئے ارشاد باری تعالیٰ ہے ’’وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ‘‘ سائل کو جھڑکنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اس لئے اگر دروازے پر کوئی سائل آجائے تو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں اور اپنی حسب حیثیت اس کے سوال کو پورا کریں اور کچھ مدد اور تعاون نہیں کر سکتی ہیں تو خدارا باتوں کے ذریعہ اس کی دل آزاری مت کریں کیوں کہ فقیری مالداری سب اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے مالدار کردے جس کو چاہے غریب کردے، اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری خواتین کو حضرات صحابیات جیسی برکات عطا فرمائے اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ☆

برقعہ کی مخالفت

مغربی تہذیب کی شکست

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ. وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

عزت مآب خواتین بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج کل پھر صنف نازک کو جاہلیت اولیٰ کی طرف لوٹانے کی ناپاک اور گندی سازش رچی جا رہی ہے ’’وَلَا

تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى‘‘ اور قدیم جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب کی عجیب صورت حال تھی عورتیں بڑی بے حیائی بے شرمی کے ساتھ گلی کوچوں بازاروں اور سڑکوں پر پھرا کرتی تھیں اور بہت ہی بن سنور کر نکلا کرتی تھیں بس فیشن کے طور پر ایک دوپٹہ سینے پر ڈال لیا نہ تو اس سے سینہ چھپتا تھا اور نہ ہی سر اور بال جہاں چاہتیں چلی جاتی تھیں غیر مردوں کی بھیڑ میں گھس گئیں یہ تھا زمانہ جاہلیت کا دستور پھر آپ ﷺ کی بعثت ہوئی تو پردے کے تعلق سے سخت احکام نازل ہوئے اور قدیم جاہلیت کی ساری رسمیں داستان پارینہ بن کر رہ گئیں اور عورتوں کا یہ حال تھا کہ جب کسی ضرورت شدیدہ کے لئے وہ گھروں سے باہر نکلا کرتی تھیں تو اس طرح اپنے جسموں کو چھپا کر نکلا کرتی تھیں کہ سوائے آنکھوں کے ان کے بدن کی کوئی بھی چیز نہیں دکھا کرتی تھی اور آج پھر اسی جاہلیت قدیمہ کی طرف عورتیں بڑی تیزی کے ساتھ بھاگی جا رہی ہیں جس کو زمانہ جاہلیت میں فیشن سمجھا جاتا تھا آج بھی عورتیں اسی کو بطور فیشن کے استعمال کرتی ہیں۔

جو آیت کریمہ میں نے آپ سامعین کے سامنے پڑھی ہے اس میں نبی کریم ﷺ کی بیٹیوں بیویوں اور عام مومن عورتوں کو بھی پردے کا لازمی اور ضروری حکم دیا گیا سورہ نور میں اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو الگ الگ طور پر ایک دوسرے سے نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ’’قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ‘‘ اے نبی مومن مردوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ صفائی ستھرائی کا باعث ہے۔

اسی طرح عورتوں کو الگ طور پر فرمایا گیا ’’وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا‘‘ اور

اے نبی مومن عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے مقام زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں ظاہر ہو جائے۔

مردوں اور عورتوں کو جو نگاہ نیچے کرنے کا الگ الگ حکم دیا گیا وہ صرف اسلئے کہ مرد عورت تعلق سے جتنے گناہ ہوتے ہیں ان تمام کی جڑ اور بنیاد ایک دوسرے کا پردہ نہ کرنا ہے چوں کہ مرد وعورت ایک دوسرے سے بے محابا اور شتر بے مہار کی طرح ملتے ہیں تو برائیاں کیوں نہ پھیلیں شریعت کا حکم تو یہ ہے کہ اگر کسی عورت کو اپنے محرم پر اعتماد اور بھروسہ نہیں ہے تو اس کے سامنے بھی بے پردہ نہ آئے اور غیروں پر کونسا اعتماد؟ آج مغربی تہذیب سے مسلم خواتین اتنی متاثر ہو رہی ہیں کہ لباس کی ایک ایک جز کی نقل کرنے میں اپنی عزت اور بڑائی تصور کرتی ہیں یہ سب ہماری اپنی ہی کمزوریاں ہیں۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ

سائنس وٹیکنالوجی کی چکا چوند روشنی میں آج کی ترقی یافتہ اور نام نہاد مہذب قومیں اگر مسجد کے مینارے اور برقعہ اور حجاب کی مخالفت کو قومی ایجنڈا بنالیں اور اس کے خلاف مہم چلائیں، مذہبی منافرت پھیلائیں اور جمہوری آزادی اور بنیادی حقوق سلب کرنے کی کوشش کریں تو یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ قومیں اب دورِ جہالت کی طرف لوٹ رہی ہیں جب انسان اخلاقی قدروں سے ناآشنا تھا، ننگا رہتا تھا، مردار کھاتا تھا اور پیٹ اور شرمگاہ کی بھوک مٹانے کے لیے کسی اخلاقی قانون اور ضابطے کا پابند نہیں تھا۔ یہ بات جہالت کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ آج کے تکثیری معاشرے (Plural Society) میں جس میں مختلف مذاہب وعقائد، نظریات وخیالات اور تہذیب وثقافت کے انسان بستے ہیں، کوئی یکساں قانون ونظریہ کو سارے لوگوں پر تھوپنے کی احمقانہ کوشش کرے۔ کیا ترقی کا یہی مفہوم ہے کہ مادی ترقی کی بنیاد اخلاقی قدروں کی

پامالی پر رکھی جائے اور ان انسانی قدروں کو مسترد کر دیا جائے جو فی الحقیقت پاکیزہ معاشرے اور صحت مند تمدن کیلئے روح کی حیثیت رکھتی ہوں۔ یہ ترقی کے دعوے کرنے والے دراصل حیوانی خصلت وعادت اپنانے اور سارے لوگوں کو اس کا پابند بنانے کیلئے کیوں جبر وتشدد اور قانون کا سہارا لے رہے ہیں۔مثال کے طور پر مسجد کے میناروں سے کسی کو کیا نقصان پہنچتا ہے، کہ وہ دوسروں کی نگاہوں میں کانٹا بن کر کھٹکیں اور ان سے میزائیل جیسا خطرہ محسوس کیا جائے۔ یا حیادار عورت اپنی شریفانہ شناخت، حریص مردوں کی نگاہوں سے محفوظ رہنے اور اپنے شرعی ومذہبی تقاضے پورے کرنے لئے حجاب اور برقعہ کا استعمال کرتی ہے تو اس سے دوسروں کو کیا تکلیف ہوتی ہے اور کیوں اس کی مذہبی آزادی اور بنیادی حق چھیننے کی کوشش کی جارہی ہے جب کسی شہری کو نیم عریاں اور مکمل برہنہ رہنے کی آزادی دی جاسکتی ہے تو ساتر لباس اور باحجاب رہنے والوں کو وہی آزادی کیوں نہیں؟ آخر یہ کون سی تہذیب پروان چڑھائی جارہی ہے کہ عورتوں کے جسم سے لباس اتارے جارہے ہیں، ٹاپ لیس رہنا پسند کیا جارہا ہے، بلکہ مکمل برہنہ رہنے کو آزادی تسلیم کیا جارہا ہے جس سے سماج میں فتنہ پیدا ہورہا ہے، طرح طرح کی اخلاقی اور جسمانی بیماریاں جنم لے رہی ہیں، عورتوں کی عزت وعصمت تارتار ہورہی ہے، اس کے برعکس کوئی ان فتنوں سے بچنے اور بچانے کے لیے حجاب اور برقعہ میں رہنا چاہے تو اس کے خلاف تحریک کیوں؟ حیوان نما معاشرے کے علم برداروں نے عورتوں کے استحصال کو اپنا نصب العین بنا لیا ہے، حیاء، شرم، عصمت وعفت اور اس کی محترم شخصیت کو بنیادی جوہر سے محروم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ وہ ایسا ماحول بنا رہے ہیں جس میں صرف عریاں بانہوں، ننگی ٹانگوں اور برہنہ جسموں والی عورتیں قابلِ قبول ہوں، بالکل جانوروں کے اس باڑھ کی طرح جس میں نر اور مادہ نہ صرف ننگے رہتے ہیں بلکہ جنسی خواہش پوری کرنے کے لیے آزاد بھی۔

مغربی تہذیب نے عورت کو استعمالی چیز بنادیا

جب انسان کی ذہنیت اس حد تک تبدیل ہوجائے تو انسان اور حیوان میں کیا فرق رہ جاتا ہے انسان کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے لیکن اخلاقی قدروں سے وہ اس قدر گر چکا ہے جانوروں سے بھی بدتر ہوگیا آج مغربی ممالک کو اسلامی معاشرہ اسلامی تہذیب اسلامی کلچرس چبھ رہے ہیں اور وہ یہ نہیں چاہتے کہ ایک عورت باحیا زندگی گذار سکے اس کی عفت وعصمت محفوظ رہے وہ صرف ایک شوہر کی اطاعت گذارا اور وفا شعار بن کر گھر کی ملکہ اور رانی بن کر زندگی گذارے یہ عورتوں کے ساتھ خیرخواہی نہیں بلکہ سراسر بدخواہی اور عورتوں پر ظلم ہے عورت کے لئے آزادی یہ نہیں ہے کہ اس کو روڈوں پر پھرائیں مردوں کی طرح ہوٹلوں آفسوں اور بینکوں میں جا کر کام کرے اور غیروں کے ہاتھوں کا جنسی کھلونا بنے۔عورت کے لئے آزادی یہی ہے کہ اس کے ذمہ گھریلو ذمہ داریاں دی جائیں بچوں کی پرورش اور دیگر کام کاج، جب عورت بن سنور کر گھر سے باہر نکلتی ہے تو بہت سے جنسی بھیڑیوں کی ہوسناک نگاہیں اس کو دیکھتی ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اَلنِّسَآءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ'' عورتیں شیطان کی جال ہیں جس طرح مچھیرا مچھلی پکڑتا نہیں بلکہ جال ڈال دیتا ہے پرندوں کا شکار کرنے والا پرندوں کو نہیں پکڑتا بلکہ جال ڈال دیتا ہے کبوتر اس میں آکر بیٹھ جاتا ہے اور پھنس جاتا ہے یہی حال شیطان کا ہے کہ عورتوں کو بطور جال استعمال کرتا ہے اور تمام لوگوں کو اس کے پھندے میں پھانس کر گمراہ کرتا ہے۔

آپ اندازہ لگایئے کہ جب ایک عورت صرف بن سنور کر گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جال بنا کر لوگوں کو پھانستا اور شکار کرتا ہے اور جب بلا پردہ کے نیم عریاں عورتیں نکلتیں ہیں تو کیا حال ہوگا درحقیقت اسلام کے خلاف ایک بہت بڑی

سازش ہے اسلام اور اسلامی شعائر کے خلاف مغرب کا تصادم اور ایک طرفہ حملہ اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اس کے دست برد سے داڑھی، ٹوپی، مسجد کا مینارہ اور حجاب اور برقعہ بھی محفوظ نہیں۔ ان کی ذہنی و اخلاقی پستی کا یہ عالم ہے کہ ان کو اسلام کی ہر نشانی سے نفرت ہے۔ مسلم عورتوں کے تعلق سے ان کا رویہ حد درجہ توہین آمیز اور جارحانہ ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو کبھی عورتوں کے تعلق سے یہ رائے رکھتے تھے کہ عورت آراستہ مصیبت، مرغوب آفت، ذلت وگناہ کا مجسمہ اور شیطان کے آنے کا دروازہ ہے، اب وہی لوگ اس مرغوب آفت کو گلے لگا رہے ہیں اور ذلت وگناہ کے مجسمے کی پرستش کرنے لگے ہیں، انہوں نے شیطان کے لیے ہر شعبۂ حیات کا دروازہ کھول دیا ہے اور ان کا استقبال کرنے لگے ہیں، اعزاز وتکریم سے نواز رہے ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ بصورت دیگر ان کا بدترین استحصال کر رہے ہیں، ان کو جنسی کھلونا اور تجارتی اشیاء بنا رہے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ ساری عورتیں اپنے کپڑے اتار دیں۔

اس سلسلے کی ایک کڑی برقعہ اور حجاب کے خلاف مہم ہے۔ یورپ کے کئی ملکوں نے برقع کے خلاف جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ فرانس میں برقع کے خلاف قانونی پابندی عائد کی جا رہی ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ برقع پہننا فرانسیسی جمہوریہ کو چیلنج کرنا ہے، اسے برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ جو قانون کے خلاف برقع استعمال کریں گی ان کو رہائشی سہولت اور شہریت سے محروم کر دیا جائے گا۔ برقع پہننے یا چہرہ چھپانے کے جرم میں سات سو پچاس یورو جرمانہ عائد کیا جائے گا۔ فرانس کی تانا شاہی حکومت کی طرح، اٹلی، جرمنی اور برطانیہ میں بھی برقع کے خلاف تحریک شروع ہوگئی ہے اور ثقافتی صلیبی جنگ چھڑ گئی ہے۔ فرانس اور اٹلی میں برقع پر پابندی عائد کیے جانے کے بعد جرمنی میں بھی برقع پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ کہا جا رہا ہے کہ برقع ایک قید خانے کے مانند ہے جو بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

واویلا کیوں؟

آج مسلمانوں کے لیے یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ ان کو اپنے شعائر پر عمل کرنے سے روکا جا رہا ہے اور پورے طور پر سختی اور کوشش کی جا رہی ہے کہ مسلم عورتیں بھی یورپ وامریکہ کی انگریز عورتوں کی طرح آوارہ پھریں اور مغربی ممالک یہی چاہتے ہیں کہ آج پوری دنیا مغرب کی آوارہ اور گندی تہذیب کو اپنا لے اور انسان وحیوان میں جنسی تکمیل کا جو فرق وامتیاز باقی ہے وہ سب اٹھ جائے اسی چیز کو اس دور کی کامیابی اور اس کو ترقی یافتہ دور کہا جاتا ہے مغربی ممالک جو یہ آوازیں اُٹھا رہے ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ پوری دنیا کو آوارہ بنا کر سبوتاز کیا جائے، کیا یہی جمہوریت ہے؟ کہ ایک شخص کو اس کے مذہبی امور پر عمل پیرا ہونے سے روکا جائے اور جنسی استحصال کے لئے راہیں ہموار کی جائیں برقع اور حجاب دراصل مغربی تہذیب کے لیے ایک چیلنج بن گیا ہے۔ اس کی مخالفت کی اصل وجہ مسلم خواتین کو ان کی امتیازی شناخت، تحفظ عصمت اور تصورِ حیاداری سے محروم کر کے مغرب کی بے حجاب اور بے شرم تہذیب میں مدغم کرنا ہے، ورنہ کسی طبقے کے قومی لباس، رہن سہن اور طرزِ زندگی کو ایک گندے دھارے میں بہا لے جانے کا کیا مطلب؟ اس کا ٹکراؤ نہ کسی کے عقیدہ ونظام سے ہے نہ جمہوری اقدار سے اور نہ ملکی قانون سے۔ کوئی ننگا رہنا پسند کرتا ہے تو یہ اس کا حق کہلاتا ہے، کوئی ساتر لباس اور برقع استعمال کرے تو اس کے خلاف واویلا کیوں؟

فرانس، اٹلی، جرمنی کی برقع مخالف تحریک میں اب برطانیہ بھی شامل ہوگیا ہے۔ وہاں کے پاگلوں کی بھی وہی گھسی پٹی دلیل ہے کہ حجاب اور برقع آزادی اور جمہوریت کی

برطانوی اقدار کے منافی ہے! اگر واقعی برطانوی اقتدار عریاں بانہوں اور ننگی ٹانگوں والیوں اور بکنی پوشوں کو برداشت کر سکتا ہے، لیکن حجاب کو نہیں تو وہ سب سے پہلے راہباؤں کو بے حجاب اور ننگے لباس کا پابند کیوں نہیں بنا تا؟

برقعہ عفت وعصمت کا محافظ

اس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے وہ اسلام اور مسلم دشمنی میں ہو رہا ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا ایک زمانہ آئے گا کہ تمام قومیں مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لئے ایک دوسرے کو بلائیں گی اور دعوت دیں گی جس طرح کھانے والا پیالے کی طرف بلاتا اور دعوت دیتا ہے اور لوگ کھانے کے لئے ٹوٹ پڑتے ہیں آج کسی ایک ملک کی یہ دعوت صرف مسلمانوں کے جان و مال پر حملے کے لئے نہیں ہوگی بلکہ ان کی تہذیب ان کے کلچر ان کے اسلامی احکام کو مٹانے کے لئے سبھی قومیں ایک دوسرے کو دعوت دیں گی اور بلائیں گی آج وہی ہو رہا ہے کہ کسی ایک ملک نے اسلام اور مسلم دشمنی میں اپنی تنگ نظری اور گندی ذہنیت کا ثبوت دیتے ہوئے برقعہ پر پابندی لگا کر مسلم خواتین سے ان کی عفت وعصمت اور پاکدامنی کو چھین لیا تو دوسرے مغربی ممالک بھی اس کی اندھی تقلید اور پیروی میں اپنے ملک میں برقعہ پر پابندی لگانے کی جدوجہد کر رہے ہیں لیکن آج جو نام نہاد مسلم ممالک ہیں ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی کہ ہم کو بھی اسلام اور مسلمانوں کی مدد کرنے کے لئے کوئی قدم اٹھانا چاہئے اور حتی الوسع اپنے اقتدار و اختیار کو استعمال کر کے اپنی اسلام اور مسلم دوستی کا ثبوت دینا چاہئے کیوں کہ بے پردگی عریانیت اسلام کی تہذیب، اسلامی کلچر کے خلاف ہے یہ مغربی تہذیب اور معاشرے کا حصہ تو ہو سکتا ہے لیکن انسانی تہذیب، معاشرے کا جز اور حصہ نہیں ہو سکتا ہے۔

برطانوی دانش وروں کی ایک نئی دلیل یہ ہے کہ برطانیہ میں روبرو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گفتگو کرنے کا کلچر ہے اور اگر کوئی ایسا نہیں کرتا تو اسے قابلِ بھروسہ نہیں سمجھا جاتا۔ اس لیے برقعہ اور نقاب برطانوی کلچر کی توہین ہے۔

برطانوی کلچر میں جڑواں رقص، بوائے اور گرل فرینڈ، شادی سے پہلے باہمی اختلاط وغیرہ معیوب نہیں بلکہ کلچر کا حصہ ہے تو کیا اس کا اطلاق مختلف مذاہب کے ماننے والوں پر بھی ضروری ہے؟ مسلم عورتیں اپنی توقیر اور وقار کے لیے اپنے جسم کو ڈھانکنے کی کوشش کرتی ہیں تو اس پر اعتراض کیوں؟ جب کہ برطانوی لڑکیاں برہنہ ہونے کے لیے بے تاب دکھائی دیتی ہیں۔ مسلم خواتین کی اس دلیل کی کوئی شنوائی نہیں کہ وہ متعدد وجوہات کی بنا پر برقعہ اور نقاب استعمال کرتی ہیں، جن میں تقویٰ اور مذہبی تشخص کا اظہار شامل ہے۔ واضح رہے کہ مسلم خواتین بالخصوص نو مسلم خواتین نے ۱۱ر ستمبر کے بعد برطانیہ میں بڑی تعداد میں برقعہ کا استعمال شروع کر دیا ہے۔ اس سے پہلے وہ حجاب استعمال کرتی تھیں لیکن اب برقعہ کو ترجیح دیتی ہیں۔ یہ اپنے امتیازی تشخص کے اظہار اور زیادتیوں کے خلاف احتجاج ہے۔ حیرت نہیں ہونی چاہئے کہ مادر پدر آزاد ماحول کے پروردہ برقعہ کو بزعم خود خواتین پر جبر کی علامت ٹھہرا رہے ہیں جب کہ برقعہ پوش خواتین اس کو وقار اور محافظ عفت قرار دیتی ہیں اور اس میں سچائی اتنی واضح ہے کہ برطانوی کلچر اور مسلم کلچر کے فرق کو عصمت دری اور دیگر جرائم کی روشنی میں آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے۔

اسلامی اقدار کا حصہ

یہی وجہ ہے کہ جن ممالک میں عورتیں برقعہ بکثرت استعمال کرتی ہیں وہاں برائیاں کم وجود میں آتی ہیں اور جن ممالک میں برقعے پر پابندی لگائی جارہی ہے یا

پابندی لگ چکی ہے وہاں تو برائیاں اتنی کثرت سے ہو رہی ہیں کہ اس کو کوئی عیب ہی تصور نہیں کیا جاتا ہے۔ برقعہ پہننے کے فوائد تو وہی بتا سکتی ہیں جو برقعے استعمال کرتی ہیں اگر برقعہ کی مخالفت کرنے والے مغربی ممالک برقعہ استعمال کرتے تو آج ان کو بھی برقعہ پر پابندی لگانے کی ضرورت نہ پڑتی اس کے فوائد اور ثمرات ان کی نگاہوں کے سامنے ہوتے برقعہ کی وجہ سے برائیوں کا سدباب ہونا چاہئے معاشرے پر اس کے اچھے اور برے اثرات ونتائج مرتب ہوتے ہیں، معاشرہ میں آوارگی اور بے حیائی کو پنپنے کا موقعہ میسر نہیں آتا فاسق و فاجر بھی برقعہ پوش عورتوں پر غلط نگاہ نہیں ڈالتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ شریف خاندان وقبیلہ کی عورتیں ہیں لیکن عورت بے پردہ ہوتی ہے تو فاسق وفاجر تو درکنار اچھے خاصے دیندار کہے جانے والے کی نگاہیں بھی اس کے قابو میں نہیں رہتیں۔

فرانس، اٹلی، جرمنی، برطانیہ اور دیگر یوروپین ممالک میں برقعہ اور حجاب کے خلاف لہر اور ان پر قانونی پابندیوں کے خلاف مسلمان ہزار دلیلیں دیں، مظاہرے اور احتجاج کریں، ان عقل کے اندھوں بہروں پر اس کا کوئی اثر ہونے والا نہیں، اس کا مؤثر علاج یہ ہے کہ سارے مسلم ممالک اپنے اپنے ملک میں برقعہ کا استعمال لازمی قرار دے دیں اور اعلان کر دیں کہ اس کا اطلاق ملک کی ساری عورتوں پر ہوگا، خواہ ان کا تعلق کسی مذہب وعقیدہ سے ہو، کیوں کہ ’’برقعہ اسلامی اقدار کا حصہ ہے اور برقعہ نہ پہننا شریعت اسلامی اور اسلامی جمہوریہ کو چیلنج کرنا ہے، اسے برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام کے دشمنوں کا یہی منہ توڑ جواب ہے۔

کیا مسلم ممالک اس مؤثر نسخے پر عمل کرنے کی جرأت کریں گے؟ اگر ایسا ہو سکا تو پھر دیکھئے شیطانی دنیا میں کیسی سونامی لہر آئے گی اور جمہوری آزادی، بنیادی حقوق اور مذہبی رواداری کا صحیح مفہوم سمجھ میں آجائے گا۔

حکمرانوں کی ذمہ داری

افسوس! آج جو مسلم ممالک ہیں برقعہ کو غیروں پر لازم کیا قرار دیتے جب کہ ان کے گھرانے کی عورتیں ہی اسلامی شعائر کو اپنانے سے کتراتی ہیں مسلمانوں کے بہت سارے ممالک ہیں اگر صرف چند ملک ہی اس فارمولے پر عمل کرلیں تو پوری دنیا میں ہلچل مچ جائے اور اسلام کے خلاف جتنے پروپگنڈے کر رہے ہیں ان کی ہوا اکھڑ جائے لیکن مسلم ممالک کے حکمران اور سربراہوں کو اتنی جرأت وہمت کہاں ہے کہ وہ خود مغرب ممالک کے بے دام غلام بنے ہوئے ہیں عیش وعشرت میں اس طرح پڑے ہوئے ہیں کہ ان کو یہ تک خبر نہیں ہے کہ دشمنانِ اسلام کس طرح اسلام کے ایک ایک حکم کو بیخ وبن سے اکھاڑنے کی جدوجہد اور کوشش کر رہے ہیں جب کہ مسلم حکمرانوں پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان سے قیامت میں سوال کیا جائے گا کہ قوم کو کس رخ پر ڈھالا، کیوں اسلامی احکام کو لاگو نہیں کیا ’’اَلنَّاسُ عَلٰى دِيْنِ مُلُوْكِهِمْ‘‘ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین ومذہب پر ہوتے ہیں اس لئے حکمرانوں کو اسلامی عقائد واسلامی احکام کی بجا آوری دیگروں سے زیادہ ضروری ہے تاکہ اس کے اچھے اثرات ونتائج لوگوں پر پڑیں اور عورتیں اسلام کے احکام پر مضبوطی سے عمل کریں بالخصوص پردے اور برقعے کے تعلق سے کسی قسم کی نرمی نہ برتیں۔

مسلم ممالک کے علاوہ اس نسخے کو مسلمان اپنے معاشرے میں رائج کریں، جہاں اس کے خلاف کوئی پابندی نہیں ہے۔ مسلمان برقعہ پر پابندی کو شریعت میں مداخلت سمجھتے ہیں اور اس کے خلاف احتجاج ومظاہرہ کرتے ہیں، ٹھیک ہے، جائز ہے، لیکن خود ان کے معاشرے میں مسلم خواتین اور لڑکیوں میں جو بے تحاشا بے پردگی اور بے حجابی کا رواج بڑھ رہا ہے اس کے تعلق سے مسلمانوں کی فکرمندی کیوں

نہیں؟ اوراس سلسلے میں وہی بے چینی کیوں نہیں ہے جو غیر مسلم ممالک میں برقعہ پر پابندی کے تعلق سے ہے؟ یہ تضاد کیوں؟ کیا شریعت کا نفاذ صرف غیر مسلم ممالک اور معاشرے ہی میں ضروری ہے اور مسلم معاشرے میں نہیں؟ یا مسلم معاشرے میں بے پردگی جائز ہے؟؟ ہندوستان میں بھی برقع کی مخالفت کرنے والے شیخ فاروق عبداللہ اور جاوید اختر جیسے لوگ بستے ہیں، جن کے خیال میں شرم آنکھوں میں ہوتی ہے کسی پردے میں نہیں۔ ان کا کہنا غلط ہے کہ برقعہ مذہب کو محدود کرتا ہے، مسلمان برقعہ سے اپنے مذہب کو تنگ بنا رہے ہیں۔

خود بھی اپنی اصلاح کی فکر کریں

اس سلسلہ میں قصور ہمارا ہی ہے کوتاہی ہم سے ہی ہو رہی ہے کہ ہم برقعہ کا استعمال نہیں کر رہے ہیں آج کتنی نوجوان مسلم خواتین ہیں جن کے سروں پر اوڑھنی تک نہیں رہتی ہے برقعہ اگر استعمال کر رہی ہیں تو اس کو پردے اور حجاب کے لئے نہیں بلکہ اس کو فیشن اور دکھاوے کے لئے عوام کا حال تو درکنار جو نیک اور پڑھے لکھے کہے جاتے ہیں ان کے گھروں میں بھی پردے کا نظم نہیں محض دکھاوے کے لئے رشتہ داروں کے یہاں اور بازاروں میں جاتے وقت برائے نام برقعہ پہن لیتی ہیں۔

’’کیا اس سے اصلاح ہو سکتی ہے اور مسلم معاشرے میں سدھار آ سکتا ہے اگر ہم پردے کو لازم پکڑتے اور اس پر مضبوطی سے عمل پیرا ہوتے تو یہ کیسے ممکن ہوتا کہ آج کہیں بھی برقعہ پر پابندی لگ سکتی۔ صحابیات کے دور میں اگر کوئی سنت چھوٹتی تھی تو وہ پریشان ہو جاتی تھیں اور جلد از جلد اس کی تلافی کی فکر ہوتی تھی اور ہمارا حال یہ ہے کہ فرائض تک چھوڑ دیتے ہیں اور ذرا بھی احساس نہیں ہوتا۔‘‘

پردے کا حکم قرآن سے ثابت ہے اگر کوئی شخص پردے کا انکار کر رہا ہے تو درحقیقت قرآن کریم کا انکار کر رہا ہے اس لئے آج سے ہم یہ عہد کریں کہ برقعے کا استعمال ضرور کریں گے حالات خواہ کچھ بھی ہوں خواہ غمی کے ہوں یا خوشی کے ہوں اسلام کے احکام ہم پر ہر وقت لازم اور ضروری ہیں بالخصوص شادیوں کے موقعوں پر چچازاد بھائیوں سے پھوپھی اور خالہ زاد بھائیوں سے ضرور پردہ کریں۔

اللہ ہم سب کو احکام اسلام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

اسلام نے
عورت کی عزت اور اس کے حقوق کو زندہ کیا

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم. فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فِی الْقُرآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ. وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْھِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَقَالَ تَعَالیٰ اَسْکِنُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ سَکَنْتُمْ مِنْ وُّجْدِکُمْ وَلَا تُضَآرُّوْھُنَّ لِتُضَیِّقُوْا عَلَیْھِنَّ. وَقَالَ تَعَالیٰ وَلَھُنَّ عَلَیْکُمْ رِزْقُھُنَّ وَکِسْوَتُھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترم خواتین عفت مآب میری ماؤں اور بہنو! میں نے قرآن کریم کی دو آیتوں کا حصہ اور ایک حدیث کا حصہ آپ لوگوں کے سامنے پڑھا ہے جن میں عورتوں کے حقوق کا تذکرہ کیا گیا قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حقوق کو ذکر

کیا ہے اسی طرح پیغمبر اسلام نے اس صنف نازک کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے اور اس کے ساتھ محبت سے زندگی گذارنے کو کمال ایمان قرار دیا اور اس کے لئے آپ ﷺ نے اپنی مثال اور اپنا نمونہ بھی پیش کر کے امت کو دکھا دیا تاکہ امت بھی اسی طریقہ کو اختیار کرے۔ ''خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ'' تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنی بیوی بچوں کے لئے سب سے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی بچوں کیلئے تم سے بہتر ہوں جب کہ آپ ﷺ نے بیوی کے ساتھ حسن معاشرت سے رہنے کو عین عبادت قرار دیا اور عورت کو کسی طرح کی احساس کمتری میں مبتلا ہونے نہیں دیا اور اس کو شوہر کی رفیقۂ حیات بنا کر اس کے مرتبہ کو بلند و بالا کر دیا اس کو گھر کی رانی اور ملکہ بنایا نہ کہ نوکرانی اور باندی جیسا کہ قبل از اسلام عموماً پوری دنیا کا نظریہ عورتوں کے تعلق سے اچھا نہیں تھا۔

یونان، روم اور ہندوستان میں عورت کی حیثیت

چنانچہ یونان میں عزت کا مقام مرد کے لیے مخصوص تھا، معاشرت کے ہر پہلو میں عورت کا مرتبہ گرا ہوا تھا، اس کو شیطان کی بیٹی اور برائی و بدی کی اصل سمجھا جاتا تھا۔ اس کے لیے نہ تہذیب و ثقافت تھی اور نہ حقوقِ مدنیت، یہ چیزیں جس عورت کو ملتی تھیں وہ رنڈی ہوتی تھی، غرض ہر طرح اس کو محکوم اور حقیر و ذلیل سمجھا جاتا تھا۔

اہلِ یونان کے بعد جس قوم کو دنیا میں عروج نصیب ہوا وہ اہل روم تھے، مگر جب وہ تاریخ کے روشن منظر پر نمودار ہوتے ہیں، تو ان کے بھی نظامِ معاشرت کا نقشہ یہ ہوتا ہے کہ مرد اپنے خاندان کا سردار ہے، اس کو اپنی بیوی بچوں پر پورے مالکانہ حقوق حاصل ہیں، بلکہ بہت سے حالات میں وہ بیوی کو قتل کر دینے کا مجاز بھی ہے، نہ عورت کے جانی حقوق کا تصور ہے اور نہ مالی حقوق کا، اس کی قسمت میں ذلت و تحقیر

کے سوا کچھ نہ تھا۔ اور حد یہ ہے کہ جہلاء تو درکنار علماء اور پیشوانِ مذہب میں مدتوں یہ سوال زیر بحث رہا کہ آیا عورت انسان بھی ہے یا نہیں، خدائے تعالیٰ نے اس کو روح بھی بخشی ہے یا نہیں؟

اسی طرح ہندوستانی سماج اور برہمنی زمانہ وتہذیب میں عورت کو ہمیشہ کمزور اور بے وفا نیز حقیر وذلیل سمجھا گیا، شوہر مرجاتا تو عورت گویا جیتے جی مرجاتی، وہ کبھی دوسری شادی نہ کرسکتی، اس کی قسمت میں طعن وتشنیع اور حقارت وذلت کے سوا کچھ نہ تھا، بیوہ ہوکر شوہر کے رشتہ داروں کیلئے بالکل خادمہ بن جاتی، اکثر بیوائیں اپنے شوہروں کے ساتھ ستی ہوجاتیں، سسرالی رشتے ذلیل سمجھے جاتے تھے، حتیٰ کہ سسرے اور سالے کے الفاظ اسی جاہلی تخیل کے تحت آج تک گالی کے طور پر استعمال ہورہے ہیں، بہت سی قوموں میں اسی ذلت سے بچنے کے لیے ان کو قتل کرنے کا رواج ہوچلا تھا، بودھ مت میں عورت سے تعلق رکھنے والے کے لیے نجات اور چھٹکارے کی کوئی صورت نہ تھی۔

عرب کا حال بھی کچھ اچھا نہیں تھا

اہل عرب میں بھی زمانۂ جاہلیت میں عورت کے ساتھ ظلم وبدسلوکی کا عام رواج تھا، اس کے حقوق پامال کیے جاتے، اس کا مال مرد اپنی ملکیت سمجھتا، ترکہ و میراث میں وہ کچھ حصہ نہ پاتی، شوہر کے مرنے یا طلاق دینے کے بعد اس کو اپنی پسند سے دوسرا نکاح کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا ممانعتی حکم نازل فرمایا (سورۂ بقرۃ آیت ۲۳۲) ایسے ہی دوسرے سامانوں اور حیوانات کی طرح وہ بھی وراثت میں منتقل ہوتی رہتی۔

جیسا کہ سورۂ نساء میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ’’یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْ لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ کَرْھًا‘‘ اے ایمان والو! تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ

عورتوں کے زبردستی وارث بن بیٹھو یہ بھی زمانہ جاہلیت ہی کی ایک رسم بد کا تذکرہ ہے کہ جس طرح باپ کے مرنے کے بعد اس کے سامانوں کو ورثا آپس میں تقسیم کرلیا کرتے تھے اس طرح سوتیلی ماں کو بھی بیٹا مال کی طرح استعمال کرلیا کرتا تھا اگر چاہتا تو اس کا کہیں نکاح کرکے اس کا مہر خود رکھ لیتا اور اگر چاہتا تو خود ہی بیوی کے طور پر استعمال کرتا تھا اس سے زیادہ بے حیائی اور بداخلاقی سے بڑی کیا چیز ہوسکتی ہے کہ آدمی اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرے مگر افسوس! اس دھرتی پر ایک وقت ایسا بھی گذر چکا ہے کہ شیطان نما انسان نے وہ حرکتیں بھی کی ہیں جس سے انسانیت شرمسار ہے اور انسان وحیوان میں تمیز اور فرق اٹھ گیا تھا چہ جائیکہ انسان کو اپنے معزز ومحترم لقب اشرف المخلوقات کا خیال ہوتا ایسے وقت دنیا تباہی وبربادی کے عمیق غار کی طرف نہ جاتی تو اور کیا ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے انتہا لطف وکرم اور ستر ماؤں سے زیادہ شفقت، محبت اور رأفت ورحمت کرتے ہیں اور یہ نہیں چاہتے کہ میرے بندے تباہ وبرباد ہوں ان بندوں کی ہدایت ورہنمائی کی خاطر اور دوزخ سے جنت کی طرف نکالنے کی خاطر سب مخلوق میں برگزیدہ سارے نبیوں میں افضل واشرف سید المرسلین والآخرین پیارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرماکر تمام بنی نوع انسان پر احسان کیا آپ ﷺ نے سسکتی ہوئی انسانیت کی مسیحائی کی اور کفر وشرک میں ڈوبے ہوئے بندوں کو راہ ہدایت دکھائی اور سینکڑوں بتوں کے پجاریوں کو ایک خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے آستانہ پر جھکا دیا اور جاہلیت کی جتنی بری رسمیں تھیں ان سب کو ختم کردیا بالخصوص عربوں میں لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی رسم چلی آرہی تھی اس کو جڑ سے ختم فرمادیا اور لڑکیوں کے تعلق سے جو بھی ناروا اور غیر مہذب سلوک کیا جاتا تھا یا ان کو وہ حقوق نہیں دیئے جارہے تھے جس کی وہ حقدار تھیں ان تمام کی اصلاح اور ان کی پرورش بڑی بڑی خوش خبریاں سنائیں۔

دامادی کو عیب تصور کیا جاتا تھا

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَقَالُوْا مَا فِیْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓی اَزْوَاجِنَا، وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ.

اور کہتے ہیں کہ جو بچہ ان مویشیوں کے پیٹ میں ہے اس کو تو خاص ہمارے مرد ہی کھاویں اور وہ حرام ہے ہماری عورتوں پر اور جو بچہ مردہ ہو، تو اس کے کھانے میں سب برابر ہیں۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

دامادی ایک عیب تصور کیا جاتا تھا، اسی وجہ سے لڑکیوں کا پیدا نہ ہونا ہی بہتر سمجھا جاتا تھا، قرآن کریم اس جاہلانہ ذہنیت کو نہایت بلیغ انداز میں اس طرح بیان کرتا ہے: "وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ، يَتَوَارٰی مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ، اَيُمْسِكُهٗ عَلٰی هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِی التُّرَابِ، اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ."

"اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خبر دی جائے، تو سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہے، جس چیز کی اس کو خبر دی گئی ہے اس کی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے، یا اس کو ذلت پر لئے رہے یا اس کو مٹی میں گاڑ دے، خوب سنو! ان کی یہ تجویز بہت ہی بری ہے۔" (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

لڑکیوں سے نفرت اس درجہ بڑھ گئی تھی کہ باپ نہایت سنگدلی اور بے رحمی سے اس کو زمین میں زندہ گاڑ دیتا تھا، قرآن کریم کہتا ہے: "وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ" (التکویر آیت/۸-۹) اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی تھی۔ (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

فرزدق شاعر کے دادا صعصعہ بن ناجیہ نے اسلام آنے تک تین سو لڑکیوں کو زندہ درگور ہونے سے بچایا تھا۔ (نفحۃ العرب ص:۴۲)

قرآن کریم کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اہل عرب لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے ہی تھے مگر بعض وہ بھی تھے جو لڑکیوں کے ساتھ لڑکوں کو بھی زندہ نہیں رکھتے تھے۔ "وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ". اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے اندیشہ سے قتل مت کرو۔ وہ یہ سوچتے تھے کہ لڑکوں کو پال پوس کر کون بڑا کرے گا خود ہمارے کھانے کو تو ہے ہی نہیں ہم کہاں سے ان کے لئے لائیں گے۔ قرآن کریم نے سختی سے منع کیا اور یہ اعلان کر دیا "وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا" اور زمین پر جتنے بھی چلنے والے ہیں ہر ایک کی روزی اللہ ہی کے ذمہ ہے۔ اور لڑکیوں کی پیدائش منحوس تصور کرتے تھے اور ان کو پال کر اور ان کی تربیت کر کے شادی بیاہ کرنا ایک بہت بڑی ذلت خیال کرتے تھے کہ ہم ان کو پال پوس کر بڑی کریں پھر کسی کو داماد بنائیں اور ہم کسی کے سسر بنیں لیکن یہ بڑی ہی حماقت و جہالت کی بات ہے آخر جو اپنی لڑکی کو زندہ درگور کر رہا تھا اس کو یہ بھی تو سوچنا چاہئے تھا کہ میں بھی کسی کا داماد ہوں میری بیوی بھی تو کسی کی بیٹی ہے اگر سب لوگ یہی تصور کر لیں کہ میں اپنا داماد کسی کو نہیں بناؤں گا تو پھر توالد تناسل کا جو ایک عظیم الشان سلسلہ اللہ رب العزت نے قائم کر رکھا ہے وہ کیوں کر چلے جب آدمی کی عقل پر پردہ پڑتا ہے تو اسے اسی طرح کی چیزیں سجھائی دیتی ہیں۔

الحمد اللہ! آج یہ چیز تو نہیں ہے اور لوگ دامادی کو عیب تصور نہیں کرتے بلکہ بعض جگہوں پر تو داماد کو بڑی ہی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنے بیٹوں پر دامادوں کو فوقیت دیتے ہیں لیکن بہر حال لڑکیوں کی پیدائش پر وہ رنجیدہ رہتے ہیں اور جو خوشی لڑکوں کی پیدائش پر مناتے ہیں وہ خوشی لڑکیوں کی پیدائش پر نہیں مناتے جس

طرح لڑکوں کی پیدائش خوشی ومسرت کی چیز ہے اسی طرح لڑکی بھی رحمت ومغفرت کا سامان ہے۔ مذہب اسلام نے اسی کی تعلیم دی اور لڑکیوں کو زندہ درگور ہونے سے بچا لیا پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم لڑکیوں کی پرورش پر ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے اور عربوں میں جو رواج تھا اس کو یک لخت ترک کر دیا۔

ایران چین اور مصر میں عورت کی محکومی

اسلام لانے کے بعد بعض عربوں نے اس سلسلہ کے بڑے اندوہناک اور رقت آمیز واقعات بیان کیے ہیں۔

ایران، چین، مصر اور تہذیب انسانی کے دوسرے مرکزوں کا حال بھی قریب قریب ایسا ہی تھا، صدیوں کی مظلومی، محکومی اور عالم گیر حقارت کے برتاؤ نے خود عورت کے ذہن سے بھی عزت کا قیام مٹا دیا تھا۔ وہ خود بھی اس امر کو بھول گئی تھی کہ دنیا میں وہ کوئی مقام لے کر پیدا ہوئی ہے، یا اس کے لئے بھی عزت کا کوئی مقام ہے، مرد اس پر ظلم کرنا اپنا حق سمجھتا تھا اور وہ اس کے ظلم کو سہنا اپنا فرض جانتی تھی، غلامانہ ذہنیت اس کے اندر اس حد تک پیدا کر دی گئی تھی کہ وہ فخر کے ساتھ اپنے آپ کو شوہر کی ''داسی'' کہتی تھی۔ ''پتی ورتا'' اس کا دھرم تھا یعنی شوہر اس کا معبود اور دیوتا، کہیں اس کے زخموں کا علاج نہ تھا، اس بگڑے ہوئے عالم گیر ماحول میں عورت کے سلسلہ میں جس نے نہ صرف قانونی اور عملی حیثیت سے بلکہ ذہنی حیثیت سے بھی ایک عظیم انقلاب برپا کیا وہ اسلام ہے۔

اسلام ہی نے عورتوں اور مردوں دونوں کی ذہنیتوں کو بدلا ہے، اسلام ہی نے عورت کی عزت اور اس کے حقوق کا تخیل انسان کے دماغ میں پیدا کیا ہے، آج مساوات، حقوق نسواں، تعلیم نسواں اور بیداریٔ اناث جیسے الفاظ کانوں میں پڑتے

ہیں یہ سب اسی انقلاب انگیز صدا کی بازگشت ہیں، جو رحمۃ للعالمین، فخر موجودات، سرور کائنات محمد عربی ﷺ کی زبانِ مبارک سے بلند ہوئی تھی اور جس نے افکار انسانی کا رخ ہمیشہ کے لیے موڑ دیا۔ اور یہ آپ ﷺ کی دین ہے جو کچھ عورتوں کو حقوق ملے ہیں اور ان کو معاشرے میں عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے ورنہ تو عورت کی حیثیت ہی کیا تھی بس ایک کام چلاؤ مشین سمجھی جاتی تھی کچھ دانشوران اور مفکرین ایسے بھی تھے جو عورت کو انسانیت کا درجہ دینے اور ان کو انسان تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھے اور کچھ لوگوں نے عورتوں پر بڑا احسان کیا تو اس کے انسان ہونے کو تسلیم تو کر لیا مگر صرف مرد کی خدمت کے لئے اس کی پیدائش ہوئی ہے۔ اللہ رب العزت نے عورت کو بھی انسان بنا کر پیدا کیا اور اس کو بھی عقل وشعور دیا لیکن اس کے ساتھ سلوک پتھر کی بے جان مورتیوں جیسا بھی نہ کیا جاتا تھا اس کو جوئے میں ہار جاتے تو بیوی کو بدل کے طور پر دے دیا جاتا اس کو شوہر کے ساتھ قانوناً جلنا اور آتش نار ہونا پڑتا تھا عموماً پوری دنیا ہی کے اندر روس جیسا ماحول اور ایسی ہی پراگندہ ذہنیت کے لوگ رہا کرتے تھے جس معاشرے اور خاندان اور ملک میں عورتوں کا یہ حال ہو تو آپ بتائیے کہ وہاں سکون واطمینان کی کیا کیفیت ہوگی؟ اور لوگوں کو خوشی ومسرت کہاں سے حاصل ہوگی؟

بحر حال صنف نازک پر بڑے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے اور قریب قریب یہی حال بلکہ اس سے بھی برا حال غلاموں کا تھا ان کے ساتھ بھی جانوروں سے زیادہ بدتر سلوک کیا جاتا تھا بلکہ بعض ایسے سخت دل انسان تھے جو اپنے آپ کو بہت ہی معزز اور معاشرے کے سربرآوردہ افراد گمان کرتے تھے مہمانوں کی آمد پر غلام کو جلا کر اس کی روشنی میں کھانا کھلاتے تھے غلام تڑپ تڑپ کر جان دیتا اور میزبان ومہمان مزے لے لے کر کھانا کھاتے اور شیر یا اسی طرح کے درندہ جانوروں سے غلاموں کا مقابلہ

کیا جاتا جس کو دیکھنے کے لئے کثیر تعداد میں لوگ دور دور سے آیا کرتے تھے بیچارہ غلام شیر کے ہاتھوں نوچ نوچ کر کھایا جاتا اور مجمع بڑی خوشی سے اس منظر کو دیکھتا آپ ﷺ نے جس طرح عورتوں پر بڑے احسانات کئے ہیں اسی طرح غلاموں پر بھی بڑے احسانات کئے ہیں اور اخیر وقت میں جب آپ علیہ السلام دنیا سے تشریف لے جا رہے تھے اس وقت بھی آپ ﷺ نے اس بات کی تاکید فرمائی کہ عورتوں اور غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور ان کے جو حقوق ہیں وہ حقوق پورے کے پورے ادا کرو ہر ایک سے اس کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائے گا۔

عورتوں کے حقوق ادا کرنے کی تاکید

وہ اسلام ہی ہے، جس نے مرد کو خبردار کیا اور عورت میں بھی یہ احساس پیدا کیا کہ جیسے حقوق مرد کے عورت پر ہیں ویسے ہی حقوق عورت کے بھی مرد پر ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ.'' (سورۂ بقرۃ آیت ۲۲۸) اور عورتوں کے بھی حقوق ہیں، جو کہ مثل انھیں کے حقوق ہیں جو ان عورتوں پر ہیں قاعدہ کے موافق۔ (ترجمہ: حضرت تھانویؒ)

قربان جایئے رحمۃ اللعالمین ﷺ اور آپ کے لائے ہوئے دین حق پر کہ جس نے دنیا کی آنکھیں کھولیں، انسان کو انسان کی قدر کرنا سکھلایا، عدل وانصاف کا قانون جاری کیا، عورتوں کے حقوق مردوں پر ایسے ہی لازم کیے جیسے عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں۔ آیت میں عورتوں کے حقوق کا ذکر مردوں کے حقوق سے پہلے کیا، جس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مرد تو اپنی قوت اور خداداد تفوق کی بنا پر عورت سے اپنے حقوق وصول کر ہی لیتا ہے، فکر عورتوں کے حقوق کی ہونی چاہئے کہ وہ عادۃً اپنے حقوق زبردستی وصول نہیں کر سکتی۔

دوسرا اشارہ اس میں یہ بھی ہے کہ مردوں کو عورت کے حقوق ادا کرنے میں مسابقت کرنی چاہئے اور اگر عورتوں کی طرف سے مردوں کے حقوق میں کوئی کوتاہی بھی ہو جائے، تو مرد کو صبر وتحمل سے کام لینا چاہئے اور عورتوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے، کیوں کہ مردوں کا یہی درجہ ہے۔ (معارف القرآن از مقامات مختلفہ بتغیر واختصار)

نبی کریم ﷺ نے آخری حج کے موقع پر جب کہ شمع نبوت کے ارد گرد ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام کا ہجوم تھا اور تمام دنیائے انسانیت کو خدائے برحق کا آخری پیغام پہونچایا جا رہا تھا اس وقت بھی آپ ﷺ نے بطور خاص عورتوں کے ساتھ مداومت اور حسن سلوک کی تاکید فرمائی کس قدر خیال تھا آپ ﷺ کو اس صنف نازک کا چوں کہ آپ ﷺ کو معلوم تھا تمام اقوام وملل میں بیچاری عورت کو اس کے حقوق سے محروم کیا جاتا ہے آپ ﷺ نے اپنے طویل خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

''اِتَّقُوا اللّٰهَ فِی النِّسَآءِ وَاِنَّكُمْ اَخَذْتُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ وَلَكُمْ عَلَیْهِنَّ اَلَّا یُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ اَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ فَاِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرِّحٍ وَلَهُنَّ عَلَیْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ''

لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ اپنے عقد میں لیا ہے اور اللہ کے کلمہ اور حکم سے وہ تمہارے لئے حلال ہوئی ہیں تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جس کا تمہارے گھر میں آنا اور تمہارے بستر پر بیٹھنا ناپسند ہے وہ اس کو نہ آنے دیں اور اگر وہ ایسی غلطی کر ہی بیٹھیں تو ان کو تنبیہ وتادیب کے طور پر تم سزا دے سکتے ہو جو زیادہ سخت نہ ہو اور تم پر ان کا حق یہ ہے کہ مناسب طریقے پر ان کے کپڑے اور کھانے کا بندوبست اور نظم کرو۔

اس حدیث میں اس بات پر تنبیہ کر دی گئی کہ مرد جو عورتوں کے حاکم اور سربراہ ہیں ان کو اللہ سے ڈرتے بھی رہنا چاہئے کہ کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ ہم نے عورتوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی تو نہیں کی اور عورتوں کے لئے یہ کتنے بڑے اعزاز اور فخر کی بات ہے ان کو اللہ کی امان اور پناہ حاصل ہوگئی اگر شوہر ظلم و زیادتی کر کے اس امان کو توڑیں گے جو اللہ نے دی ہے تو خدا کے یہاں مجرم گردانے جائیں گے اور مردوں کو کتنی سخت وعید اور دھمکی ہے مگر افسوس ہے کہ بہت سے شوہر ان حقوق اور ذمہ داریوں کا احساس نہیں کرتے جس کے وہ مکلّف اور پابند بنائے گئے ہیں اور ہمیشہ اپنے حاکم اور سربراہ ہونے کے زعم میں عورتوں پر ظلم ہی کرتے ہیں اس کا انہیں جواب دہ ہونا ہوگا جو اسلام کے قانون پر عمل نہیں کرتے۔

عورت کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم

اسلام ہی وہ مذہب ہے، جس نے مردوں کو حکم دیا کہ عورتوں کو ذلت وحقارت کی نظر سے مت دیکھو، ظلم و بدسلوکی اور ناانصافی نہ کرو، اس کی عزت وآبرو سے کھلواڑ نہ کرو، ارشاد مبارک ہے: "وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا" (النساء آیت/۱۹) اور عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گذارا کیا کرو اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں، تو ممکن ہے کہ تم ایک شئے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی بڑی منفعت رکھ دے۔

مثلاً وہ تمہاری خدمت گزار اور آرام رساں اور ہمدرد ہو۔ یہ تو دنیا کی منفعت ہے، یا اس سے کوئی اولاد پیدا ہو کر بچپن میں مرجاوے یا زندہ رہے اور صالح ہو جو ذخیرۂ آخرت ہو جاوے، یا اقل درجہ ناپسند چیز پر صبر کرنے کی فضیلت تو ضرور ہی حاصل ہوگی۔ (بیان القرآن)

بیویوں کے ساتھ آدمی اچھا سلوک کرے اسی سے قلبی سکون حاصل ہوسکتا ہے ان کی معمولی معمولی غلطیوں کو نظر انداز کرے اور بڑی غلطیوں پر تنبیہ کرے اور سمجھائے اور اس کے عیب جوئی کے پیچھے نہ پڑ جائے کیوں کہ اس سے سکون غارت ہو جائے گا اور مقصد ازدواج اسے ہرگز حاصل نہ ہوگا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "لَا يُفَرِّكُ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ" کوئی ایمان والا شوہر اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہیں کرتا اگر اس کی کوئی عادت ناپسند ہوگی تو دوسری عادت اس کی پسند آجائے گی یہ ایک ایمان والے کی شان بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنی بیوی سے نفرت نہیں کرتا۔

"عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلْعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَيْءٍ فِى الضِّلْعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگو! بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرو وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی کے اوپر زیادہ کجی اور ٹیڑھا پن ہوتا ہے اگر اس ٹیڑھی پسلی کو زبردستی بالکل سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کو یونہی اپنے حال پر چھوڑ دو گے اور اس کو درست کرنے کی کوشش بھی نہ کرو گے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی۔

اس لئے بیویوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرو اس حدیث سے اس بات کا اندازہ ہوا کہ عورت کی فطرت اور اس کے مزاج میں کجی رکھی ہے اس لئے عورت سے ہوسکتا ہے کہ بارہا ان کاموں کا صدور ہو جن کو مرد پسند نہیں کرتا ہے اس لئے مرد کو بڑی ہی ہوشیاری اور عقلمندی سے کام کرنا چاہئے اور عورتوں کے حقوق کی ادائیگی میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے۔

عورت بھی مرد کی طرح مقام ولایت حاصل کرسکتی ہے

اسلام ہی نے عورت کو بتایا کہ ایمان اور عمل صالح کے ذریعے روحانی ترقی کے جو درجات مرد کو مل سکتے ہیں ان سے عورت بھی محروم نہیں، مرد اگر حسن بصری بن سکتا ہے، تو عورت کو بھی رابعہ بصریہ بننے سے کوئی شئے روک نہیں سکتی اس طرح اسلام نے دونوں کو ایک ہی صف میں کھڑا کیا، ارشاد خداوندی ہے ”لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ.“ (النساء آیت ۳۲) ”مردوں کے لیے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لیے ان کے اعمال کا حصہ ثابت ہے۔“ (بیان القرآن)

مرد ہوں یا عورت جو بھی نیک کام کریں گے سب کو ان کے نیک کام کا پورا پورا بدلہ ملے گا کچھ کمی بیشی نہ ہوگی ”مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً“ جو کوئی نیک کام کرے گا ایمان کی حالت میں خواہ مرد ہو یا عورت تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا فرمائیں گے اسی طرح سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے مرد و عورت کے اعمال میں مساوات اور برابری کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ”اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ، اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا.“

بے شک اسلام کے کام کرنے والے مرد اور اسلام کے کام کرنے والی عورتیں اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں اور فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں اور صبر

کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں اور بکثرت خدا کو یاد کرنے والے مرد اور بکثرت خدا کو یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اعمال کے اندر مرد و عورت کو بالکل برابر قرار دیا ہے ایسا نہیں کہ مرد ایک عمل کرے اس کو وہ بدلہ اور عورت وہی عمل کرے اور اس کو بدلہ پورا پورا نہ ملے ہاں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر جو فضیلت وفوقیت عطا کی وہ الگ چیز ہے مگر عورت عمل کے ذریعہ مرد کے درجہ کو پہنچ سکتی ہے اور عورت کو ماں ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ نے اس کو بڑا درجہ دے رکھا ہے۔

ماں کی قدر و منزلت اسلام کی نظر میں

اسلام ہی نے بیٹے کو بتایا کہ خدا اور رسول کے بعد سب سے زیادہ عزت اور قدر و منزلت کی مستحق تیری ماں ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اچھے برتاؤ کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”اُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ، قَالَ: اُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ، قَالَ: اُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ، قَالَ: اَبُوْكَ.“

تمہاری ماں (تمہارے حسنِ سلوک کی زیادہ مستحق ہے) صحابی نے کہا پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں، کہا پھر کون؟ فرمایا تمہاری ماں۔ کہا پھر کون؟ (چوتھی دفعہ) ارشاد فرمایا تمہارے والد۔ (بخاری ج ۲، ص: ۳۸۳، مسلم ج ۲، ص: ۳۱۲)

اس حدیث کا صریح پیغام یہ ہے کہ خدمت اور حسن سلوک کے بارے میں ماں کا حق باپ سے زیادہ اور مقدم ہے۔قرآن کریم سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ کئی جگہ قرآن مجید میں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کر کے خاص طور سے ماں کی ان تکلیفوں اور مصیبتوں کا ذکر فرمایا گیا ہے جو حمل اور ولادت میں اور پھر دودھ پلانے اور پالنے میں خصوصیت کے ساتھ ماں کو اٹھانی پڑتی ہیں۔(سورۂ لقمان واحقاف)

معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ پیارے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرا جہاد میں جانے کا ارادہ ہے۔اور میں اس سلسلہ میں آپ ﷺ سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔آپ نے ان سے پوچھا:"هَلْ لَّكَ مِنْ اُمٍّ، قَالَ نَعَمْ قَالَ: فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ رِجْلَيْهَا." (نسائی ص:۴۴، ج۲) کیا تمہاری ماں ہیں؟ انھوں نے عرض کیا: ہاں ہیں، آپ نے فرمایا: تو پھر انھیں کی خدمت میں رہو، ان کے قدموں کے نیچے تمہاری جنت ہے۔

قرآن مجید میں ماں باپ کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور توحید کے ساتھ ساتھ اس طرح دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کے اعمال میں خدا کی عبادت کے بعد ماں باپ کی خدمت اور راحت رسانی کا درجہ ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا" اور تمہارے رب کا قطعی حکم ہے صرف اسی کی عبادت کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھے سے اچھا برتاؤ اور ان کی خدمت کرو اور احادیث شریفہ میں بھی حضور نبی کریم ﷺ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری پر جنت کی بشارت اور خوشخبری سنائی ہے کہیں تو فرمایا "رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ" باپ کی رضامندی میں اللہ کی

رضامندی ہے باپ کی ناراضگی میں اللہ کی ناراضگی ہے اور کہیں فرمایا "اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ" جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے اور کہیں فرمایا "هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ" والدین ہی تمہاری جنت اور تمہاری دوزخ ہیں۔

قربان جایئے مذہب اسلام اور نبی کریم ﷺ کی ذات مقدسہ پر کہ ایک عورت ذات یعنی ماں کی قدر ومنزلت کو اتنا بڑھایا جس کا تصور نہیں کیا جاسکتا، بیٹے کے لیے سب سے بڑی نیکی ماں کی خدمت کو قرار دیا اور بتایا کہ اسی کی خدمت تجھ کو جنت کا مستحق بنائے گی۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ" (بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم پر ماؤں کی نافرمانی حرام کردی ہے) (بخاری ص۲۰۰، ج۱۔مسلم ص:۷۵، ج۲) یعنی جب تک ماں باپ کسی ناجائز کام کا حکم نہ کریں اس وقت تک ماں باپ کی اطاعت ضروری اور نافرمانی حرام ہے۔ یہاں تک کہ علماء کرام نے فرمایا کہ اگر بیٹے نے نوافل کی نیت باندھ رکھی ہو اور ماں باپ کو پتہ نہ ہو، پھر وہ کسی کام سے آواز لگائیں، تو نیت توڑ کر آنا ضروری ہے۔

والدین کی خدمت جہاد سے بڑھ کر

جہاد کرنا بڑا ہی مبارک عمل ہے اور ایسی عبادت ہے کہ اس سے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور جہاد کرنے والا دودھاری تلوار کی طرح ہے کہ کسی بھی حالت میں نقصان اور گھاٹے میں نہیں رہتا اگر فتح یاب ہوجائے تو غازی کہلائے گا اور اگر قتل کردیا گیا تو شہادت کے مرتبہ عظمیٰ پر فائز ہوگا جس کے تعلق سے قرآن کریم نے بیان کیا: "وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ" اور ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان کو مردہ مت کہو "بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ"

بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تمھیں معلوم نہیں ہوتا کہیں فرمایا گیا ’’بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ‘‘ بلکہ وہ زندہ ہیں ان کے رب کی طرف سے ان کو رزق دیا جاتا ہے۔اور صادق المصدوق ﷺ نے فرمایا ’’یُغْفَرُ لِلشَّهِیْدِ کُلُّ ذَنْبٍ اِلَّاالدَّیْنُ‘‘ شہید کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں سوائے قرض کے اگر شہید مقروض ہے تو وہ معاف نہیں ہوگا۔ بقیہ سارے ہی گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

لیکن والدین کی خدمت اس درجہ اہم اور ضروری ہے کہ اگر وہ جہاد میں جانے کی اجازت نہیں دے رہے ہیں تو اولاد کی فلاح ونجات اسی میں ہے کہ وہ جہاد میں نہ جائے بلکہ انھیں کی خدمت میں رات دن لگا رہے۔

’’عَنْ اَبِی سَعِیْدِالْخُدْرِیِّ اَنَّ رَجُلاً هَاجَرَاِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْیَمَنِ فَقَالَ هَلْ لَّکَ اَحَدٌ بِالْیَمَنِ فَقَالَ اَبَوَایَ: فَقَالَ: اَأَذِنَ لَکَ؟ قَالَ: لا قَالَ اِرْجِعْ اِلَیْهِمَا فَاسْتَأْذِنْهُمَا فَاِنْ اَذِنَالَکَ فَجَاهِدْ وَاِلَّا بِرَّهُمَا.‘‘ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا اور یمن میں تمہارا کوئی ہے تو انھوں نے کہا کہ میرے والدین ابھی حیات ہیں تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا والدین نے تمھیں اجازت دی؟ تو انھوں نے کہا کہ نہیں، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان کے پاس جاؤ اور ان سے اجازت طلب کرو اگر وہ اجازت دیں تو جہاد کرو اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو ان کی خدمت کرو اور حسن سلوک کے ساتھ پیش آؤ۔

کافرہ اور مشرکہ ماں کا بھی اولاد پر حق ہے

حضرت اسماء صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی اور دوسری ماں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بڑی بہن تھیں، ان کی ماں کا نام روایات میں ’’قِیْلَهُ بِنْتِ

عَبْدِالْعُزّٰی‘‘ ذکر کیا گیا ہے، جن کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت ہی میں طلاق دے کر الگ کر دیا تھا، صلح حدیبیہ کے زمانے میں جب مشرکین مکہ کو مدینہ آنے کی اور مسلمانوں کو مکہ جانے کی آزادی حاصل ہو گئی، تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی یہ ماں اپنی بیٹی کے پاس مدینہ آئیں، حضرت اسماء نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میری ماں جو مشرک ہیں کچھ خواہش مند ہو کر آئی ہیں، یعنی وہ اس کی طالب اور متوقع ہیں کہ میں ان کی کچھ مالی خدمت کروں، بعض شارحین نے لفظ ’’غرابة‘‘ کا ترجمہ ’’منحرف اور بے زار‘‘ بھی کیا ہے، اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ میری والدہ ملنے تو آئی ہیں، لیکن وہ ہمارے دین سے منحرف اور بے زار ہیں، ایسی صورت میں ان کے ساتھ میرا رویہ کیا ہونا چاہئے؟۔کیا ماں ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ حسن سلوک کروں یا کافر ومشرک ہونے کی وجہ سے ان سے ترک موالات اور بے تعلقی و بے رخی اختیار کروں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہدایت فرمائی کہ ان کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرو جو ماں کا حق ہے۔

قرآن کریم میں سورۂ لقمان میں بھی اولاد کو یہی ہدایت کی گئی ہے کہ اگر ماں باپ کافر ومشرک ہوں اور اولاد پر بھی کافر ومشرک ہونے کے سلسلے میں زبردستی کریں، تو ان کی بات نہ مانی جائے، لیکن بہر حال خدمت اور حسن سلوک میں پھر بھی کمی نہ کی جائے۔ (معارف الحدیث ۶/۵۴)

اللہ تعالیٰ والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ’’وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدَاکَ لِتُشْرِکَ بِیْ مَالَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلاَ تُطِعْهُمَا‘‘ اور ہم نے تاکید کر دی انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی کے ساتھ رہنے کی اور اگر وہ تجھے مجبور کریں کہ میرے ساتھ شریک کر اس چیز کو جس کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کی اطاعت مت کر۔

دنیا میں ماں باپ کا حق سب سے بڑھا ہوا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا حق اس سے بڑا ہے والدین کی خاطر دین کو نہیں چھوڑیں گے۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی والدہ جو مشرکہ تھیں جب انھوں نے سنا کہ سعد بن ابی وقاص مسلمان ہوگئے تو بہت برہم ہوئیں اور عہد کرلیا کہ دانہ پانی نہ چکھوں گی اور نہ چھت کے سائے میں آرام کروں گی جب تک کہ معاذ اللہ سعد دوبارہ اسلام سے پھر نہ جائیں لوگ زبردستی منہ چیر کر دانہ پانی دیتے تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ والدین کے کہنے پر اسلام کو نہیں چھوڑیں گے البتہ ان کے ساتھ خیر خواہی اور حسن سلوک کا برتاؤ کریں گے سورہ لقمان میں اللہ تعالیٰ نے اسی جیسی آیت نازل فرمائی: ”وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِىْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِى الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا“ اور اگر والدین مجبور کریں کہ میرے ساتھ تو اس کو شریک کرو جس کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کی بات نہ مان اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی کے ساتھ بسر کر۔ یہ ہے مذہب اسلام میں والدین کا درجہ اور مرتبہ۔

والدین کی وفات کے بعد ان کے حقوق

اولاد پر والدین کے حقوق اتنے زیادہ ہیں کہ صرف زندگی ہی میں ختم نہیں ہو جاتے بلکہ مرنے کے بعد بھی باقی رہتے ہیں ان کے ادا کرنے سے اللہ کی خصوصی رحمت ومغفرت کی مستحق اولاد ہوا کرتی ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک وقت جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے بنی سلمہ میں کے ایک شخص آئے اور انھوں نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا میرے والدین کے مجھ پر کچھ ایسے بھی حق ہیں جن کو میں ان کے مرنے کے بعد ادا کروں آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں ان کے لئے خیر ورحمت کی دعا کرتے رہنا ان کے واسطے اللہ

سے مغفرت اور بخشش مانگنا ان کا اگر کوئی عہد ومعاہدہ کسی سے ہو تو اس کو پورا کرنا ان کے تعلق سے جو رشتے ہوں ان کا لحاظ رکھنا اور ان کا حق ادا کرنا اور ان کے دوستوں کا اکرام واحترام کرنا۔

والدین ہی اولاد کی پیدائش اور دنیا میں آنے کا سبب ظاہری ہیں اس لئے ان کا جتنا بھی حق ہو سو قرین قیاس ہے ماں باپ کے جتنے قریب اور رشتہ دار ہوں سب کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرنا چاہئے اور اگر کوئی شخص زندگی میں والدین کی نافرمانی کرتا رہا پھر والدین کا وصال ہوگیا تو اس کو بکثرت والدین کے لئے دعائے مغفرت کرنی چاہئے۔ ”عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَيَمُوْتُ وَالِدَاهُ اَوْاَحَدُهُمَا وَاِنَّهٗ لَهُمَا لَعَاقٌّ فَلَا يَزَالُ يَدْعُوْ لَهُمَا وَيَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰى يَكْتُبَهُ اللّٰهُ بَآرًّا“ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کے والدین یا ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جاتا ہے اور یہ ان کی زندگی میں نافرمانی کرتا ہے پھر ان کے لئے دعاء مغفرت طلب کرتا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی غلطیاں اور اس کے قصوروں کو معاف فرما دیتے ہیں اور اس کو فرمانبرداروں میں لکھ لیتے ہیں اور وہ اللہ کے عذاب اور دجال سے بچ جاتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے بہت گناہ کئے ہیں کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ تو آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا تمہاری ماں زندہ ہیں تو اس نے کہا کہ نہیں پھر دریافت کیا کیا تمہاری خالہ زندہ ہیں تو اس نے کہا کہ ہاں میری خالہ زندہ ہیں تو حضور سرورِ کونین ﷺ نے فرمایا کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرو اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے تمہاری توبہ قبول کریں گے اور تمہیں معاف فرمائیں گے۔

’’یہ ہے مذہب اسلام جس نے صنف نازک کو جو تاریخ کے ہر دور میں پٹتی چلی آئی اس کو ایسا مقام و بلند مرتبہ عطا کیا جس کا قبل اسلام وہم وگمان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔‘‘

اللہ ہم سب کو احکام اسلام پر عمل کرنے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

اشاعتِ اسلام میں صحابیات کی

شاندار خدمات

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّابَعْدَ! كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم. فَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ اٰيَةً وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ. اَوْ كَمَاقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عزت مآب خواتین اسلامی تاریخ کا ہم جب مطالعہ کرتے ہیں تو جہاں مردوں کی قربانیاں ان کی محنتیں اور جانفشانیاں اشاعت اسلام اور خدمت دین کے سلسلہ میں روز روشن کی طرح عیاں ہیں وہیں قرون اولیٰ کی خواتین جو درسگاہِ نبوی سے فیض یافتہ تھیں ان کا بھی مثالی اور ہمہ جہتی کردار سامنے آتا ہے۔

تعلیم، حفظ قرآن، روایات حدیث، تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے لئے ہر طرح کی قربانیاں صحابیات نے بھی پیش کی ہیں اور آنے والی نسلوں کو یہ باور کرا دیا کہ صنف نازک پردے میں رہ کر بھی کارہائے نمایاں انجام دے سکتی ہے آپ ﷺ کا پیغام ''بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً'' میری طرف سے اگر ایک آیت بھی کسی کو پہنچی ہو تو اس کا فریضہ اور ذمہ داری ہے کہ دوسروں تک اس پیغام کو پہونچا دے یہ صرف مردوں ہی کیلئے نہیں بلکہ کافی حد تک بشرط سہولت عورتیں بھی اس کی مکلف ہیں اسی لئے صحابیات رضی اللہ عنہن نے اپنی دینی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے خدمت دین اور اشاعت اسلام کے لئے قربانیاں پیش کیں۔

عورت! جو تمدن انسانیت کا خوبصورت ستون ہے، جو اپنے ہر روپ میں محبت اور شفقت ہے، جو انسان کو پروان چڑھانے کی امین ہے متضاد نظریات کا نشانہ بن کر رہ گئی ہے۔کل ہو یا آج یہ کشمکش جاری ہے اور عورت اپنے مقام، اپنے حقوق، اپنے فرائض کی پہچان کی متلاشی ہے۔آج پھر اس کے مقام کی ہزاروں توجیہات کی جارہی ہیں۔کہیں اسے محرومی کے ذریعے استحصال کا نشانہ بنایا جارہا ہے تو کہیں بے جا آزادی کے نام پر اس کے حقوق پامال کیے جارہے ہیں۔افراط و تفریط کی ان راہوں کے درمیان اسلام اعتدال کی بہترین راہ کی نشاندہی کرتا ہے اور عورت کو اس کے صحیح مقام سے آشنا کراتا ہے، اس کے فرائض سمجھاتا اور اس کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔وہ اسے اس کے ہر روپ میں عزت و وقار عطا کرتا ہے۔ماں کی حیثیت میں جنت اس کے قدموں تلے رکھ دیتا ہے۔بیوی کو دنیا کی بہترین متاع قرار دیتا ہے۔اسلام نے عورت کا گھر اور بچوں کو سنبھالنا اور شوہر کی اطاعت کرنا مردوں کے جہاد کے برابر قرار دیا ہے۔اسلامی نظام عورت کی عزت و عصمت کا محافظ ہے۔اسلام اسے آبگینوں کے مانند نازک قرار دیتا ہے اور اس کو ایسے فرائض سونپتا ہے جو اس کی فطرت سے نزدیک تر ہیں۔

اسلام نے عورت کو جو حقوق دئے ہیں ان میں سے ایک تعلیم و تربیت ہے۔عصر حاضر کی خاتون اپنے اس جائز حق سے مکمل استفادہ کرنے سے محروم ہے۔آج بھی کچھ لوگ موجودہ تعلیم کے منفی پہلوؤں سے متاثر ہو کر خواتین کو تعلیم کے حق سے یکسر محروم کرنے کے حامی ہیں تو کچھ لامحدود آزادی کے علمبردار، خواتین کو ہر میدان میں گھسیٹ لانے کی دھن میں مگن ہیں اور یوں مسلمانوں کی نوجوان نسل کو حقیقی اسلامی تعلیمات سے لاعلمی کے سبب تشکیک و خلجان کے گڑھے میں پھینکنے کی سازش ہو رہی ہے۔ایسے میں اس امر کی ضرورت ہے کہ انہیں اسلام کی تصویر کا صحیح رخ دکھایا جائے تاکہ ان کے ایمان کو تقویت ملے کہ اسلام آج بھی اسی طرح سسکتی بلکتی انسانیت کے زخموں کا مرہم ہے جس طرح آج سے چودہ صدیوں قبل تھا۔اس کے زریں اصول عصر حاضر میں بھی گم کردہ راہوں کیلئے ویسے ہی مشعل راہ ہیں جیسے عصر اول میں تھے۔

عورت کی صحیح تربیت کیا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ جہاں تک نفس کی تعلیم و تربیت کا تعلق ہے، اسلام نے مرد اور عورت کے درمیان کوئی امتیاز نہیں رکھا ہے، البتہ تربیت میں فرق ضروری ہے۔اسلامی نقطۂ نظر سے عورت کی صحیح تعلیم و تربیت وہ ہے جو اس کو ایک بہترین ماں، بہترین بیوی اور بہترین طالبہ بنائے۔بنیادی طور پر اس کا دائرۂ عمل گھر ہے اسلئے خصوصیت کے ساتھ اس کو ان علوم کی تعلیم دینی چاہئے جو اس دائرے میں اسے زیادہ مفید بنا سکتے ہوں۔مزید برآں وہ علوم بھی اس کیلئے ضروری ہیں جو انسان کو انسان بنانے والے، اس کے اخلاق کو سنوارنے والے اور اس کی نظر کو وسیع کرنے والے ہیں۔ایسے علوم اور ایسی تربیت سے آراستہ ہونا ہر مسلمان عورت کیلئے لازم ہے۔اس کے بعد اگر کوئی عورت غیر معمولی عقلی وذہنی استعداد رکھتی ہو اور ان علوم کے علاوہ

دوسرے علوم وفنون کی اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کرنا چاہے تو اسلام اس کی راہ میں مزاحم نہیں ہے بشرطیکہ وہ ان حدود سے تجاوز نہ کرے جو شریعت نے عورتوں کیلئے مقرر کی ہیں۔

ہر مرد وعورت کیلئے اسلامی تعلیم لازم ہے

اسلامی نقطۂ نظر سے تعلیم انسانوں کی فطری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے، ان کے طبعی رجحانات کو صحیح رخ پر ڈالنے اور انہیں ذہنی، جسمانی۔ علمی واخلاقی اعتبار سے بتدریج اس لائق بنانے کا نام ہے کہ وہ اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں، کائنات میں اس کی مرضی کے مطابق تصرف کریں۔ نیز انفرادی، عائلی اور اجتماعی حیثیت سے ان پر جو ذمہ داریاں ان کے خالق ومالک کی طرف سے عائد ہوتی ہیں، ان سے کماحقہٗ عہدہ برآ ہوسکیں، گویا اسلام میں تعلیم حسن کردار کے ساتھ منسلک ہے۔ اسلیئے اسلام میں تعلیم وتربیت لازم وملزوم ہیں، چناں چہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ'' علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اس میں مرد وعورت کی کوئی تخصیص نہیں اتنا علم تو ضرور حاصل کرنا چاہئے کہ جس سے حلال وحرام کی تمیز اور فرق معلوم ہوسکے اسی ارشاد وہدایت کا نتیجہ اور ثمرہ تھا کہ خواتین میں تحصیل علم کا شوق اور جذبہ موجزن تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی ایک ایک حرکت وسکون کو جاننے اور اس پر عمل کرنے کیلئے بے چین رہا کرتی تھیں۔ آج روایات حدیث کا جو ایک بہت بڑا ذخیرہ کتب حدیث میں موجود ہے اسمیں صحابیات کی کوششیں اور محنتیں درکار رہوئی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں

بعثت محمدی ﷺ کا مقصد بیان کرتے ہوئے قرآن مجید واضح کرتا ہے: ''جس طرح (تمہیں اس بات سے فلاح نصیب ہوئی کہ) ہم نے تمہارے درمیان خود تم

میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں ہماری آیات سناتا ہے، تمہاری زندگیوں کو سنوارتا ہے، تمہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں اور باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔'' (البقرہ ۲۰/۱۵۱)

تعلیم وتربیت میں تفریق کا اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے کیوں کہ وہ علم جو تربیت کا سبب نہ بنے وبال جان ہے۔ اسی لئے نبی کریم ﷺ دعا کیا کرتے تھے ''اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع کا طلب گار ہوں اور میں ایسے علم سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو نفع مند نہ ہو۔'' (مسند احمد وبن ماجہ)

طالب علم کے لئے سمندر کی مچھلیاں بھی دعا کرتی ہیں

قرآن کریم نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ''لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُوْفٌ رَّحِیْمٌ.'' تمہارے پاس تمہیں میں سے رسول آئے تمہارا تکلیف اٹھانا ان پر شاق گذرتا ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق ومہربان ہیں۔

حضور ﷺ کو امت کی ہدایت ورہنمائی کی فکر رہا کرتی تھی

حضور ﷺ غم میں مبتلا رہا کرتے تھے اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو فرمایا ''فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰی اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا'' تو شاید آپ اپنے کو ان کے پیچھے ہلاک کر ڈالیں گے اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائیں۔

حضور ﷺ نے دین اسلام کی تبلیغ کی خاطر بڑی محنتیں کیں اور اس کے لئے بڑی قربانیاں دیں اور اتنی تکلیفیں آپ ﷺ کو اس راستے میں پہونچائی گئیں کہ کسی

اور نبی کو اتنی تکلیف نہیں پہونچائی گئی۔ الغرض حضور ﷺ کی ہر وقت یہی فکر رہتی تھی کہ اللہ کا لایا ہوا یہ دین کس طرح امت کے ہر ہر فرد تک پہونچ جائے اور لوگ علم دین سے آراستہ و پیراستہ ہو جائیں اسی لئے حضور ﷺ نے علم دین حاصل کرنے کے بے شمار فضائل و مناقب بھی بیان فرمائے ہیں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے اور آسمان و زمین میں رہنے والی ساری مخلوقات یہاں تک چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور پانی میں رہنے والی مچھلیاں بھی اس بندے کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی اور دین کی تعلیم دیتا ہے۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسے ہے جیسے کہ میری فضیلت تم میں سے کسی ادنیٰ آدمی پر اور صرف مردوں ہی کو نہیں بلکہ عورتوں کو بھی اس کی ترغیب اور اس کی طرف توجہ دلائی گئی تاکہ عورتیں بھی علم دین سے آراستہ و پیراستہ ہوں۔

حضور ﷺ کا ایک ایک لمحہ تعلیم و تربیت کے لئے وقف تھا

تعلیم و تربیت کی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر خواتین اور مرد حضرات کو یکساں طور پر تعلیم و تربیت کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ قرآن و حدیث میں حصول علم اور نفس کی تربیت و تزکیہ کی اہمیت پر بہت سے گہرہائے تابدار موجود ہیں۔ آج مختصراً ان چند آیات و احادیث کا پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جن میں خصوصیت سے خواتین کی تعلیم و تربیت کا پہلو نمایاں ہے۔ سورۃ الاحزاب کی آیت ۳۴ میں ازواج مطہرات کو ہدایات دیتے ہوئے ارشاد ربانی ہے: ''اور یاد رکھو اللہ کی آیات اور حکمت کی ان باتوں کو جو تمہارے گھروں میں سنائی جاتی ہیں۔ بے شک اللہ لطیف و خبیر ہے۔''

صاحب ''تدبر القرآن'' فرماتے ہیں کہ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ نبی ﷺ کی بعثت جس طرح مردوں کی رہنمائی کے لیے ہوئی تھی اسی طرح عورتوں کے لیے بھی ہوئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ کی زندگی ''پبلک اور پرائیویٹ'' کے الگ خانوں میں تقسیم نہیں تھی بلکہ حضور ﷺ کی حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ امت کی تعلیم و تربیت کے لیے وقف تھا اور واقعہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کا علم و عمل جتنا حضور ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے ذریعے پھیلا ہے وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعے پھیلے ہوئے علم سے کہیں زیادہ ہے اور اس آیت سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ اس مشن پر آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو اللہ تعالیٰ نے خود مامور فرمایا تھا۔ (ج ۵ ص ۲۳۲)

رسول اللہ ﷺ زندگی کا کوئی بھی پہلو پردہ میں نہیں

حضور اکرم ﷺ کی بیک وقت نو بیویاں تھیں اور ہر ایک کو تاکیدی حکم تھا کہ جو کچھ رات کی تنہائی میں مجھے کرتا ہوا دیکھیں وہ دن کے اجالے میں بیان کر دیا کریں یہ بھی آپ ﷺ کی زندگی کے پاکیزہ اور روشن ہونے کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ کی زندگی کا کوئی گوشہ اور شوشہ پردۂ راز میں نہیں ہے بلکہ ہر ہر پہلو روشن اور واضح ہے اور ساری چیزیں منظر عام پر لانے اور دنیا کو باخبر کرنے میں سب سے بڑا کردار ازواج مطہرات نے ادا کیا دن میں جو کچھ آپ ﷺ کرتے تھے صحابۂ کرام اپنے سینوں میں محفوظ کر کے دوسروں تک ان باتوں کو پہونچاتے تھے اور رات کے افعال ازواج مطہرات دوسروں تک پہونچانے اور منتقل کرنے میں مصروف رہا کرتی تھیں۔

اصحاب صفہ کی ایک جماعت تھی جن کے پاس کھانے پینے کے لئے کوئی چیز میسر نہ تھی دن کو جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتے اور اسی کو بیچ کر اپنے کھانے پینے کا بندوبست کرتے اور رات دن آپ ﷺ کے قول و فعل، عادات و اخلاق سیکھنے اور

دوسروں کو سکھانے میں مصروف رہا کرتے تھے گویا کہ یہی حضور ﷺ کے مبارک دور کا مدرسہ تھا جس سے کسب فیض کرنے والوں میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ہیں جن سے زیادہ کسی کی روایت نہیں ہے اسی طرح صحابیات کو کوئی بھی مسئلہ دریافت کرنا ہوتا تو حضور ﷺ کی درسگاہ میں جاکر اپنی علمی پیاس کو بجھالیتی آج انھیں لوگوں کی پیروی ہمارے لئے فلاح ونجات کا ذریعہ وسبب ہے۔

عورت کی تربیت کا مرکز اس کا اپنا گھر ہے

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن خواتین کیلئے اسوۂ عمل ہیں اسلئے لامحالہ یہ حکم مسلمان خواتین کیلئے بھی ہے کہ انھیں دین وحکمت کی باتوں کو یاد رکھنا اور دوسروں تک پہنچانا ہے۔قرآن کریم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی تعلیم وتربیت کا اصل مرکز اس کا اپنا گھر ہے، کیوں کہ تعلیم وتربیت کی بنیاد گھر ہی سے پڑتی ہے اس لئے شریعت نے خواتین کے سرپرستوں کو اس امر کی جانب متوجہ کیا ہے کہ وہ ان کو حق وباطل کی تمیز کرنا سکھائیں تاکہ وہ غلط روی سے اجتناب کرسکیں۔سورۃ التحریم میں فرمان ربی ہے:

”اے اہل ایمان! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔“

اس کا کوئی ذریعہ بجز تعلیم وتربیت کے نہیں ہے۔جلال الدین انصر عمری کہتے ہیں ”یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اہل سے مراد اصلاً بیوی ہوتی ہے“۔

چوں کہ تعلیم اور دین سے واقفیت پر مسلمان کی زندگی کا انحصار ہے اس لئے نبی کریم ﷺ نے کسی کو بھی حصول علم سے مستثنیٰ نہیں فرمایا بلکہ تعلیم کو ایک فریضہ قرار دیا؛ سنن ابن ماجہ کی روایت ہے کہ ”طلب علم ہر مسلمان پر فرض ہے“ نبی کریم ﷺ نے متعدد مقامات پر والدین کو اس بات کی تاکید کی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو اچھی تعلیم وتربیت دیں۔

خاص طور پر بیٹیوں کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا: ”جس نے تین لڑکیوں کی پرورش کی، ان کو ادب وسلیقہ سکھایا، ان کی شادی کی اور ان سے حسن سلوک کیا تو اس کے لئے جنت ہے“۔(صحیح مسلم)

عورتوں کی تعلیم وتربیت بہت ضروری

نبی کریم ﷺ نے نہ صرف گھروں میں خواتین کو تعلیم وتربیت کی ترغیب دی بلکہ مراکز تعلیم وتربیت تک جانے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ارشاد نبوی ﷺ: ”اللہ کی بندیوں کو مساجد میں جانے سے منع نہ کرو“۔(صحیح مسلم)

اسی طرح خواتین کو معاشرے میں تعلیم وتربیت کے وسیع نظام سے استفادے کا موقع فراہم کیا۔عیدین کے مواقع پر بھی خواتین کو خطبۂ عید میں شمولیت کی ترغیب دی۔ بلکہ ایک مرتبہ جب آپ کو خیال ہوا کہ خواتین تک آپ ﷺ کے خطبے کی آواز نہیں پہنچی ہوگی تو آپ ﷺ نے خصوصاً دوبارہ ان کے لئے خطبہ دیا اور صدقہ کی نصیحت کی۔(صحیح بخاری) اسلام کی انہی ترغیبات نے عورتوں کے اندر علم کی ایسی تڑپ اور لگن پیدا کردی تھی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”عہد نبوی ﷺ میں ایک آیت نازل ہوتی تو ہم اس میں بتائے ہوئے حلال وحرام اور امر ونہی کے الفاظ کو ازبر کرتے۔خواتین کی جستجوئے علم کو دیکھتے ہوئے ان کی درخواست پر نبی کریم ﷺ نے ان کی تعلیم وتربیت کے علاحدہ دن کا تقرر فرمایا۔(صحیح بخاری)

ایک عورت کی تعلیم وتربیت سے ایک قبیلہ سدھر جاتا ہے

عورت کی تعلیم وتربیت بے حد ضروری ہے کیوں کہ عورت اگر تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ ہے تو صرف اسی کی حد تک محدود نہیں رہے گا بلکہ اس کا پورا خاندان اس

سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے گا۔ اور کم سے کم اس کے بچے نیک اور دیندار بنیں گے اور تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنے لوگ بڑے بنے ہیں اور دین کے اہم کاموں کو انجام دیا ہے اس میں عورتوں کا بہت اہم کردار رہا ہے اس لئے خاندان و قبیلہ کی کسی عورت اور لڑکی کو جاہل اور ناخواندہ نہیں رہنے دینا چاہیئے۔ آپ ﷺ کے دور مبارک میں ہر ایک عورت کو علم حاصل کرنے کی فکر رہا کرتی تھی اس وجہ سے حضور اکرم ﷺ نے ان کی درخواست پر ان کے لئے ایک علاحدہ دن مقرر کیا۔

خواتین کی تعلیم کا الگ انتظام

خواتین کی تعلیم کے لئے علاحدہ دن کا تقرر کرنے سے خواتین کو بے پناہ سہولت میسر آئی اور انہوں نے اس نعمت غیر مترقبہ سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔

چناں چہ الدکتور محمد بن ابوشبۃ لکھتے ہیں: ''علاحدہ دن کے تقرر کا یہ نتیجہ نکلا کہ مدرسہ نبوت سے کئی ایسی خواتین نے فراغت حاصل کی جو علم وعمل اور حکمت میں بلندی تک پہنچیں۔''

دور نبوی ﷺ کے پاکیزہ ترین ماحول میں خود نبی ﷺ نے خواتین کی تعلیم کا علاحدہ انتظام فرمایا۔ آج اس بات کی ضرورت واہمیت بدرجہا زیادہ ہے کہ خواتین اور طالبات کے لئے تعلیم وتربیت کا الگ اور معقول انتظام کیا جائے خواہ وہ دینی مدارس کی سطح کی تعلیم ہو یا یونیورسٹی اور جامعات کی سطح کی۔

علوم وفنون میں عورتوں کی کارکردگی

اسلام نے خواتین کی تعلیم وتربیت کو جس قدر اہمیت دی یہ اسی کا اعجاز تھا کہ عہد نبوی ﷺ وخلافت راشدہ کے دوران مسلمان خواتین کے علم وفہم اور بلند پایہ کردار کی

بے شمار گراں قدر مثالیں ملتی ہیں۔ ان سب جگمگاتے ستاروں کا ذکر ممکن نہیں تاہم مختصر اُن باکرامت ہستیوں کا ذکر ضرور کریں گے تاکہ اندازہ کیا جاسکے کہ اسلام کے دور عرج میں خواتین نے علم کے میدان میں کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جو آج کی مسلمان عورت کے لئے بھی مشعل راہ ہیں۔

☆ وہ ائمہ جن سے قرأت کے طریقے منقول ہیں بے شمار ہیں۔ ان میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی شامل ہیں۔

☆ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے قرآن پاک جمع کیا تھا اور چوں کہ وہ قرآن زیادہ پڑھی ہوئی تھیں لہٰذا نبی کریم سرکارِ دوعالم ﷺ نے انہیں اپنے گھر میں خواتین کی امامت کا اعزاز عطا فرمایا تھا۔

☆ اسلامی علوم یعنی قرأت، تفسیر، حدیث، فقہ، فرائض میں متعدد صحابیات درجۂ کمال رکھتی تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے پورا قرآن مجید حفظ کیا تھا کہ ہند بنت اسید رضی اللہ عنہا، ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا، رائطہ بنت حیان رضی اللہ عنہا اور ام سعد بنت بن ربیع رضی اللہ عنہا بعض حصوں کی حافظہ تھیں۔ کثرت روایت میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ساتواں نمبر ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کل روایتوں کی تعداد دو ہزار دو سو ہے جن میں سے صحیحین میں دو سو چھیاسی احادیث ان کی روایت سے داخل ہیں ان میں ایک سو چوہتر حدیثیں دونوں میں مشترک ہیں۔

صحابیات نے ہر میدان میں اپنا لوہا منوالیا

اس کو اسلام کی خصوصیات نہ شمار کیا جائے تو اور کیا ہے کیا دنیا کے کسی بھی مذہب میں عورتوں نے اس قدر محنت اور دلجمعی سے مذہبی تعلیم حاصل کی ہو؟ کہ ایک ایک

عورت اتنی کثیر روایت نقل کرے اور مسائل واحکام میں وہ درک وکمال رکھے کہ بڑے بڑے اور چوٹی کے علماء بھی اس عورت سے رجوع کریں اور مسائل دریافت کریں بلکہ صحابیات نے تو ہر میدان میں اپنا لوہا منوایا ہے خواہ قرآن وحدیث کا تدبر ہو یا بکثرت حدیثوں کو نقل کرنا اور بیان کرنا یا ذوق عربی اور ادب، ہر میدان میں انھوں نے اسلام کی خدمت کی ہے اور اس کی عظمت کو دوبالا کیا ہے اور ضرورت پڑنے پر لڑائی اور جنگ میں شرکت کرنے سے بھی احتراز اور گریز نہیں کیا۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی اصابتِ رائے

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی علمی شان کا اندازہ ان اقوال سے بخوبی ہوسکتا ہے: ’’ازواج النبی ﷺ بہت سی احادیث یاد کیا کرتی تھیں مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس معاملے میں سب سے آگے تھیں۔‘‘

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا صلح حدیبیہ میں حضرت محمد ﷺ کے ہمراہ تھیں، صلح کے بعد آنحضور ﷺ نے حکم دیا کہ لوگ حدیبیہ میں قربانی کریں لیکن لوگ اس قدر شکستہ دل تھے کہ تین مرتبہ کہنے پر بھی کوئی آمادہ نہ ہوا (کیوں کہ معاہدے کی شرائط سے مسلمان بہت رنجیدہ تھے) نبی کریم ﷺ کو اس صورت حال سے بہت رنج ہوا چنانچہ حضور ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور شکایت کی تو انہوں نے کہا: ’’یارسول اللہ ﷺ کسی سے کچھ نہ فرمائیں، باہر نکل کر خود قربانی کریں اور احرام اتارنے کیلئے بال منڈوائیں۔‘‘ آپ ﷺ نے باہر آکر قربانی کی اور بال منڈوائے تو سب نے قربانیاں کیں اور احرام اتار دیئے۔ ہجوم کا یہ حال تھا کہ لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹے پڑتے تھے۔ عجلت اس قدر تھی کہ ہر شخص حجامت بنانے کی خدمت انجام دے رہا

تھا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ خیال علم النفس کے ایک بڑے مسئلے کو حل کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں جمہور کی فطرت شناسی میں کس قدر کمال حاصل تھا۔ امام الحرمین فرمایا کرتے تھے: ’’صنف نازک کی پوری تاریخ اصابت رائے کی ایسی عظیم الشان مثال پیش نہیں کرسکتی۔‘‘ اشاعت اسلام میں صحابیات کی خدمات بھی ان کی تعلیم وتربیت کا شاندار اظہار ہیں کیوں کہ جو افراد خود علم کی دولت سے مالا مال ہوں وہی دوسروں کو اس نعمت عظمیٰ کی جانب بھرپور اعتماد سے دعوت دے سکتے ہیں۔

............علم کی اہمیت

اور جس کے پاس علم نہیں ہے وہ دوسرے کو کیا علم سکھا سکتا ہے اور کیا دین و اسلام کی خدمت کرسکتا ہے صلح حدیبیہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے جہاں علم النفس کا ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہوتا ہے وہیں شوہر کو نازک موڑ پر اس کو اچھا مشورہ دینے اور اس کی خیرخواہی کرنے کا بھی سبق ملتا ہے اور جب مشورہ دینے کی اہمیت ہے تو شوہر سے مشورہ لینا اور بھی زیادہ اہم اور ضروری ہے اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو مشورہ کرنے کا حکم دے رہے ہیں ’’شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ‘‘ اے نبی آپ صحابہ کرام سے مشورہ کرلیا کیجئے ایک موقع پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ’’وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ‘‘ اور ان کا کام آپسی مشورے سے ہوتا ہے جب عورت اپنے شوہر سے مشورہ لے کر ہر کام کرے گی اور شوہر بھی اپنی بیوی سے اس کی دل جوئی کی خاطر مشورہ لے گا تو دونوں میں بڑی پرسکون زندگی گزرے گی اور یہ دنیا ہی جنت معلوم ہوگی۔

صحابیات کی مختلف علوم فنون میں خدمات

صحابیہ رسول ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ترغیب سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عنہ نے آستانہ اسلام پر سر جھکایا تھا۔

اسلامی علوم کے علاوہ دیگر علوم میں بھی صحابیات رضی اللہ عنہن دسترس رکھتی تھیں مثلاً:

حضرت اسماء بنت زید رضی اللہ عنہا اتنی عمدہ اور بہترین خطیبہ تھیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ خود ان کی تعریف فرمائی۔

تعبیر میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بہت مشہور تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ان سے خوابوں کی تعبیریں پوچھا کرتے تھے۔

شاعری میں خنساء، سعدیٰ۔ صفیہ، امامہ مریدیہ بنت حارث، زینب بنت عوام اردوی، عاتکہ بنت زید، ہند بنت اثاثہ، ام ایمن، قتیلہ عبرینہ، عبشہ بنت رافع، میمونہ بلویہ، نعم، رقیہ رضی اللہ عنہن زیادہ نامور ہیں۔ حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا جواب اب تک عورتوں میں پیدا نہیں ہوا۔

طب وجراحی میں رفیدہ اسلمیہ، ام مطاع، ام عبشہ، حمنہ بنت جحش، معاذہ، لیلیٰ، امیہ، ام زیادہ، ربیع بنت معوذ، ام عطیہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہن کو مہارت حاصل تھی۔

خواتین کی علمی کیفیت کا اندارہ اس امر سے بھی بخوبی کیا جاسکتا ہے کہ ان سے اہم معاملات میں مشورہ کرنا خلفائے راشدین سے ثابت ہے۔ چناں چہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''حضرت ضحاک سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خواتین سے بھی مشورہ کیا کرتے تھے۔''

ہم بھی صحابیات کی سیرت اپنائیں

یوں تو اور بھی بہت سی صحابیات ہیں جنھوں نے علوم دینیہ میں عظیم الشان خدمات انجام دیں ہر ایک کو الگ الگ بیان کرنا ممکن نہیں ان کے لئے کافی وقت درکار ہے یہ چند نام میں نے شمار کرائے ہیں آج کی خواتین کے لئے یہی کافی ہیں کہ ان کو آئیڈیل اور نمونہ بنا کر اپنی زندگیاں انھیں کے بتائے ہوئے طریقوں پر لائیں

اور جس طرح ان پاکیزہ خواتین نے علم دین حاصل کر کے عظیم الشان خدمات انجام دیں روایات حدیث کے سلسلہ میں کارہائے نمایاں انجام دئے کہ تاریخ ان جیسی پاک طبیعت خواتین کی نظیر اور مثال پیش کرنے سے عاجز وقاصر ہے ہم ان جیسے تو نہیں بن سکتے جو مقام ومرتبہ اور شرف صحبت نبوی انھیں حاصل تھا وہ تو نہیں مل سکتا لیکن ان کی زندگیاں ہی ہمارے لئے وافی اور کافی ہیں ان کی خدمات کو باقی رکھیں اور ان کی زندگی کو مشعل راہ بتائیں اور علم دین حاصل کر کے اسلام کی خدمت انجام دیں ایک عربی کا مقولہ ہے۔ ''مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ'' اگر کسی ہنر کے کل کو حاصل نہیں کیا جاسکتا تو اس کو بالکل چھوڑنا بھی نہیں چاہئے بلکہ جس قدر حاصل کیا جاسکتا ہو اس کو حاصل کر لینا چاہئے اس لئے صحابیات نے جس طرح علم دین کے حاصل کرنے میں کوششیں کیں ہم بھی اسی طرح کوشش کریں اور دین کو پھیلائیں اور اپنے بچوں کی صحیح تعلیم وتربیت کریں تعلیم کی اہمیت ہر چیز سے بڑھی ہوئی ہے علم ہر کسی کو بلند کر دیتا ہے خواہ وہ کسی بھی خاندان وقبیلہ کا کیوں نہ ہو۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا معاشرتی واصلاحی اقدام

نبی کریم ﷺ نے تعلیم وتدریس کے جس نظام کو متعارف کرایا تھا، خلافت راشدہ کے دوران بھی اس پر نہایت مستعدی سے عمل ہوتا رہا۔ خواتین کیلئے بالخصوص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حلقۂ درس قائم تھا۔ دیگر امہات المؤمنین بھی مرکز رشد وہدایت تھیں۔ خلافت راشدہ کے زمانے میں ان علوم وفنون کا دائرہ وسیع ہوا جو عہد نبوی ﷺ میں رائج تھے اور تبلیغ کی ضرورتوں اور دوسری اقوام کے تیزی سے حلقۂ اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے جو مسائل پیدا ہوئے، انہیں حل کرنے کے لئے علوم وفنون ایجاد ہوئے جن میں نحو اصول فقہ اور حدیث کی صحت کو جانچنے کے علوم سر

فہرست نظر آتے ہیں۔مزید برآں سیر ومغازی کی بنیاد پڑی، خطابت، علم انساب اور علم الفرائض کوفروغ ملا۔

خلفائے راشدین کے دور میں تو امہات المؤمنین باقاعدہ اور مستند ترین مرکز تعلیم وتربیت بن گئی تھیں۔ نہ صرف صحابیات رضی اللہ عنہن بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی ان کے علم کی روشنی سے مستفیض ہوا کرتے تھے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا معمول تھا کہ ہر سال حج کو جاتیں۔اسلام کا وسیع دائرہ سال میں ایک دفعہ سمٹ کر ایک نقطہ پر جمع ہوجاتا تھا۔کوہ حرا اور ثبیر کے درمیان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خیمہ نصب ہوتا۔تشنگان علم جوق در جوق دور دراز ممالک سے آکر حلقۂ درس میں شریک ہوتے، مسائل پیش کرتے اور اپنے شبہات کا ازالہ چاہتے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن معاشرتی اصلاح اور نیکیوں کی ترغیب میں بھرپور کردار ادا کرتی تھیں۔قدیم زمانہ میں یہودی عورتوں میں جو بداخلاقیاں پھیل گئی تھیں ان میں ایک یہ تھی کہ وہ مصنوعی بال لگالیا کرتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی ممانعت فرمادی تھی۔ایک مرتبہ کسی عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میری بیٹی دلہن بنی ہے لیکن بیماری سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں کیا مصنوعی بال جوڑ دوں؟ فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پرلعنت بھیجی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کسی فرد کو غلطی کرتے دیکھتیں تو فوراً اصلاح فرماتیں۔ایک بار ان کی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا نہایت باریک دوپٹہ اوڑھ کر سامنے آئیں۔ دیکھتے ہی غصہ سے دوپٹہ چاک کردیا اور فرمایا تم نہیں جانتی ہو کہ سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ نے احکامات نازل فرمائے ہیں۔اس کے بعد گاڑھے کا دوسرا دوپٹہ منگوا کر اوڑھایا۔مولانا سید سلیمان ندوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تعلیم وتربیت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔''مسند احمد بن حنبلؒ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سب سے زیادہ

حدیثیں ہیں۔ان حدیثوں کو جن لوگوں نے روایت کیا ہے، میں جہاں تک گن سکا ہوں ان کی تعداد تقریباً ۲۰۰ تک پہنچتی ہے۔ان میں مرد وعورت صحابی وتابعی، غلام وآزاد، عزیز وبیگانہ ہر صنف کے اشخاص داخل ہیں۔''

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو تعلیم وتفہیم کا بہت شوق تھا۔عبداللہ بن عمر، حمزہ بن عبداللہ، حارثہ بن وهب، عبدالرحمٰن بن حارث، وغیرہ مردوں میں اور صفیہ بنت ابی عبیدہ اور ام مبشرہ انصاریہ عورتوں میں سے ان کے تلامذہ میں داخل ہیں۔

اصلاح کیلئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت

آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ صحابیات رضی اللہ عنہن کو خدمت دین اور اشاعت اسلام کا کس قدر شوق تھا اور معاشرے کے سدھار اور اس کی اصلاح کی کس قدر فکر تھی اور بدعات وخرافات سے اس قدر گریزاں تھیں کہ زمانہ جاہلیت کی کسی بھی رسم ورواج کو باقی رکھنے کی روادار نہ تھیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کسی طرح کی کاہلی اور سستی ان کے یہاں ناممکن اور محال تھی اور تعلیم وتعلم اور درس وتدریس کا جوشوق وجذبہ ان میں تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مرد حضرات بھی بیبیات سے علم حاصل کیا کرتے تھے مگر آج اس کا بالکل الٹا ہوگیا آج مرد حضرات تو عورتوں کو تعلیم دیتے ہیں مگر عورتوں میں وہ شوق اور جذبہ نہیں ہے جو پہلے تھی آج اس کی بہت سخت ضرورت ہے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے تلامذہ

مدینہ منورہ میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے مدرسے قائم کررکھے تھے۔ایک مدرسہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا تھا جس میں لڑکیاں تعلیم پاتی تھیں۔مرد بھی پس پردہ فقہ

کے مسائل آپ سے دریافت کرتے تھے۔ دوسرا مدرسہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ وہ تعلیم کے ساتھ کتابت کی تعلیم بھی دیتی تھیں۔ خود انھوں نے شفا بنت عبداللہ عدویہ سے کتابت کی تعلیم حاصل کی تھی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو پہلی مرتبہ کتابی شکل میں مدون فرمایا تو اس مقدس کتاب کی امانتدار یہی خاتون تھیں۔ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ابن الاثیر لکھتے ہیں: ''حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی مانند مرکز علم وفن تھیں۔ بہت سے تشنگان علم ان کے ہاتھوں سیراب ہوئے۔ خواتین کی تعلیم وتربیت کیلئے وہ باقاعدہ مجلس میں ان کو تعلیم دیا کرتی تھیں۔ علاوہ ازیں دوسرے شہروں سے بھی جب خواتین کو موقع ملتا، ان سے مسائل دریافت کرنے حاضر ہوا کرتی تھیں۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا جب نبی ﷺ کے نکاح میں آئیں تو عمر رسیدہ خاتون تھیں اور تعلیم وتربیت میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ ان کے غلام یسار کے چار لڑکے تھے، عطاء بن یسار، سلیمان بن یسار، مسلم بن یسار اور عبدالملک بن یسار۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی تعلیم وتربیت کا نتیجہ تھا کہ یہ غلام زادے بہت بڑے عالم دین بن گئے۔ ان چاروں کا شمار مدینہ کے فقہا میں ہوتا ہے۔

ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں

خلاصہ یہ کہ صحابیات بالخصوص امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے اشاعت اسلام میں بڑی قربانیاں دیں آج انھیں معزز و پاکیزہ نفوس کی کدوکاوش محنتوں اور قربانیوں کا نتیجہ اور ثمرہ ہے کہ دین صحیح شکل وصورت میں ہمارے پاس موجود ہے انھوں نے جس طرح نبی اکرم ﷺ دین حاصل کیا اسی طرح پوری ذمہ داری کے ساتھ بعد کی نسلوں

کو بھی پہونچا دیا اور بعد کی نسلوں نے بھی اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے اپنی اولاد اور نسلوں کو منتقل کرتی رہیں تا کہ یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے اور دشمنان اسلام کی کتر بیونت جس طرح دیگر مذاہب میں ہوئی ہیں اس طرح مذہب اسلام میں نہ ہونے پائے اس لئے ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ علم دین حاصل کریں اور بطور خاص اپنے بچوں کو علم دین سے آراستہ و پیراستہ کرسکیں تا کہ پکے سچے مسلمان بن سکیں۔

آج دشمنان اسلام کی طرف سے طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا کئے جارہے ہیں اس لئے اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کے عقیدے بالکل درست رکھیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابیات رضی اللہ عنہن کے نقش قدم پر چلنے اور اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

ساس اور بہو خاندان کے لئے رحمت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم . وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

’’اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی قسم سے جوڑے پیدا کئے تا کہ تم ان کے پاس چین سے رہو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور مہربانی رکھی۔‘‘

معزز خواتین اسلام نکاح در حقیقت صرف دو شخصوں کا اجتماع اور ملاپ نہیں بلکہ دو خاندانوں کا ایک ساتھ جڑ جانا ہے اور بالکل اسی طرح معاملہ کرنا ہے جیسے کہ شادی سے پہلے ہر کوئی اپنے خاندان کے لوگوں کے ساتھ کرتا تھا داماد کا اپنی ساس کے ساتھ اور بہو کا اپنی ساس کے ساتھ اس طریقہ سے ہر ایک آپس میں میل محبت سے رہیں اور ساس بہو تو خاندان کے لئے ایک بڑی رحمت ہیں لیکن یہ اسی وقت ہے جب کہ ساس بہو کو بیٹی اور بہو، ساس کو ماں کا درجہ دے کیوں کہ یہ شادی اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ متمدن زندگی کی پہلی اینٹ ہے اور اس سے ایک نیا خاندان وجود میں آتا ہے۔ یہ تعلق جوز وجین کے درمیان پیدا ہوتا ہے اس کا دونوں خاندانوں کے افراد پر براہ راست اثر ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے دونوں خاندانوں کے درمیان پیار، محبت، گرم جوشی اور قربت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس طرح یہ دونوں خاندان ایک ہی خاندان کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ’’مصاہرت‘‘ یعنی سسرال کے تعلق کی بنیاد پر آدمی کا اپنی ساس کو اللہ تعالیٰ نے محض عقد نکاح کے ساتھ ہی ماں کا درجہ دیا ہے تا کہ گھر کے اس نو وارد فرد کے دل سے ہر قسم کے شک وشبہ کو کھرچ ڈالا جائے۔ لیکن اسلام میں ساس کے اس عظیم مرتبے کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ بعض گھرانوں میں ساس اور بہو کے اختلافات کی وجہ سے بہت سے مسائل پیش آتے رہتے ہیں۔

بہو کو ساس سے شکایت اور ساس کو بہو سے شکایت رہتی ہے اور بیٹا دونوں کا مشق ستم بنتا ہے جیسے ہی رات کو سونے کے لئے بستر پر آیا شوہر کی ماں اور دیگر اہل خانہ کی دسیوں شکایتیں بیوی نے گنوا دیں اس کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ آخر ساس شوہر کی ماں ہے ماں خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ہے کہ ماں اپنے اس جگر گوشے کیلئے اپنے دل میں کیا احساسات رکھتی ہے جس کا وجود ہی

ماں کا مرہونِ منت ہے، جسے اس نے جنم دیا، اس کی تربیت کی اور پال پوس کر جوان کیا۔ یقیناً ہر ماں جانتی ہے کہ ایک دن اس کا بچہ یا بچی اس سے الگ ہو جائیں گے لیکن وہ اس کیلئے تیار نہیں ہوتی۔

ماں سمجھتی ہے کہ ابھی اس کا بیٹا اتنا ذمہ دار نہیں ہے کہ اپنے معاملات خود چلا سکے۔ چناں چہ اس کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ بیٹے کے لئے سب کچھ وہ خود ہی کرے اور بسا اوقات جب وہ کچھ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو ماں اسے روکتی ہے اور اس کام کے لئے خود دوڑتی ہے۔ اسی طرح وہ خود اپنے آپ کو بھی اس بات کا عادی نہیں بنا پاتی کہ وہ بچے کی ذاتی زندگی سے بے دخل ہو جائے۔ اس کی نظروں میں وہ ایسا بچہ ہوتا ہے جو اس کی مدد کا محتاج ہے۔ ایک ماں کو جس بات کا سب سے زیادہ خدشہ ہوتا ہے وہ یہ کہ بیٹے یا بیٹی کی شادی کے بعد وہ اپنے اُس مقام سے محروم ہو جائے گی جو اس کو پہلے سے حاصل تھا یعنی بیٹا یا بیٹی پہلے صرف اس کے لئے تھے لیکن اب ایک اور فرد بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائے گا۔

اس کا یہ خوف بہت حد تک بجا ہے کیوں کہ وہ جانتی ہے کہ وہ اپنے مدمقابل کے ساتھ ٹکر نہیں لے سکتی۔

بیٹے کی صورت میں اس کی مدمقابل، بیٹے کی نئی نویلی دلہن ہوتی ہے اور بیٹی کی صورت میں، بیٹی کا شوہر ہے۔ اگر چہ یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے کہ لڑکی اپنی مخصوص فطرت کی بنا پر شادی سے پہلے اور شادی کے بعد بھی شوہر کے مقابلے میں اپنے والدین کے ساتھ تعلق کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے۔

ہم اُن جذبات واحساسات سے بھی چشم پوشی نہیں کر سکتے جن سے ایک ماں کا دل ہر وقت لبریز ہوتا ہے۔ اس لئے بہو اور داماد کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنی ساس کے ان جذبات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

ایک بہو کو اپنے دل سے پوچھنا چاہئے کہ خود اس کے دل میں اپنی والدہ کے لئے کیا جذبات ہیں اور والدہ کی اس کے ساتھ کتنی محبت ہے؟ کیا یہ جذبات شادی کے بعد یکسر تبدیل ہو سکتے ہیں؟

گھروں میں پیدا ہونے والے اکثر مسائل کا سبب یہ ہوتا ہے کہ بیٹی اپنی ماں کے ساتھ شادی سے پہلے جو تعلق رکھتی ہے، شادی کے بعد بھی اس کو برقرار رکھنا چاہتی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ روزانہ اپنی ماں کے پاس جایا کرے یا دن میں کئی بار اس کے ساتھ ٹیلی فون یا موبائل پر بات کیا کرے۔ وہ چاہتی ہے کہ اپنے نئے گھر کو بھی اسی انداز میں چلائے جس طرح کہ اس کی والدہ اپنے گھر کو چلایا کرتی تھی۔

شوہر پر سب سے زیادہ حق اس کی ماں کا ہے

ماں کو بھی اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ ماں ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ بیٹا اور بیٹی ہمیشہ کے لئے اس کی ملکیت ہیں۔ ماں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل میں مامتا کے ناقابلِ انقطاع جذبات ہوں۔ ماں کو اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ بیٹا جب شادی کرتا ہے تو وہ اپنی زندگی کے ایک نئے مرحلے میں داخل ہوتا ہے اور اس کے اپنے تقاضے ہیں۔ اس مرحلے کے بعد اس کا یہ حق بنتا ہے کہ اس کا مستقل گھر ہو اور وہ اپنے طور پر زندگی گزارے۔

اس لئے ماں باپ کو چاہئے کہ بیٹے اور بہو کے لئے الگ گھر کا انتظام کریں اور بہو بیٹے بھی گھر والوں کا خیال کریں ان کے حقوق کی پاسداری اور لحاظ کریں کیوں کہ بیٹے پر ماں کا سب سے زیادہ حق ہے اور بیوی پر اس کے شوہر کا سب سے زیادہ حق ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''اَعْظَمُ النَّاسِ حَقًّا عَلَى الْمَرْأَةِ زَوْجُهَا وَاَعْظَمُ النَّاسِ حَقًّا عَلَى الرَّجُلِ اُمُّهٗ'' عورت پر سب سے بڑا حق اس

کے شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ'' اور بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اس حدیث اور قرآنی آیت کے ذریعہ معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ حق شوہر اور ماں کا ہے اور اللہ تعالیٰ مردوں کو حکم دے رہے ہیں کہ بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اس لئے بیوی کو چاہئے کہ کبھی بھی اپنے شوہر کے بارے میں یہ ارادہ نہ کرے کہ وہ اپنی ماں سے جدا ہو جائے اور ماں کو چھوڑ کر زندگی گذارے اسی طرح شوہر بھی بیوی کی جائز باتوں میں حتی الامکان پاسداری کرے۔

شوہر کی بیوی (ساس کیلئے بہو)

سب سے پہلے ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے کہ کیا ساس بہو اور ساس داماد کے درمیان تعلق باہمی کش مکش کا ذریعہ ہے؟ ماہرین نفسیات کے مطابق اس کی کوئی ایک وجہ نہیں بلکہ اس میں کئی عوامل کارفرما ہیں۔ یہ نفرت ایک طرف ماں کے دل میں اپنے بیٹے یا بیٹی کے شریک حیات کے خلاف پیدا ہوتی ہے اور دوسری طرف بہو یا داماد کے دل میں اپنی ساس کے خلاف۔

ان عوامل میں سب سے اہم عامل، ماں کا احساس ملکیت ہے۔ وہ اس بات پر عقیدے کی حد تک یقین رکھتی ہے کہ اولاد گویا اس کی ملکیت ہے اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اسے چھین سکے۔

دوسری طرف ساس کی ناپسندیدگی کا احساس اس وجہ سے بھی ہوتا ہے کہ بہو اپنے طور پر اس بات پر آمادہ نہیں ہوتی کہ شوہر کے ساتھ اس کی محبت میں کوئی دوسرا شریک ہو، خواہ وہ شوہر کی ماں ہی کیوں نہ ہو۔ وہ اس بات کی خواہش رکھتی ہے کہ شوہر کی پوری توجہ اس کی طرف ہو اور اُس کی سوچ فکر کا مرکز ومحور صرف وہی ہو۔

نئے گھر میں مسائل پیدا ہونے کی وجہ اکثر یہ ہوتی ہے کہ وہاں شادی کا ایک غلط تصور پایا جاتا ہے۔ بیوی چاہتی ہے کہ شوہر کسی بھی معاملے میں صرف اُس کی بات مانے اور شوہر کی زندگی کا ہر چھوٹا بڑا معاملہ اس کے سامنے ہو۔ وہ وہی غلط کردار ادا کرنا چاہتی ہے جو بعض مائیں ادا کرتی ہیں کہ وہ اپنے بیٹے کے لئے خود اعتمادی کا کوئی موقع فراہم نہیں کرتیں۔ یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ بیوی اپنے شوہر کے بارے میں یہ حق رکھتی ہے اور یہ بے شک بڑا بنیادی حق ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ دوسروں کے حقوق پر دست درازی کرے۔

مسلمان تو اس بات کا مکلّف ہے کہ وہ ہر صاحب حق کو اس کا حق ادا کرے۔ ایک مسلمان جب اپنے اوپر عائد حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ گناہ گار ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس عبادت گزار بیوی پر اپنی رحمتیں نازل فرماتے ہیں جو اپنے شوہر کو اس بات پر ابھارتی ہے کہ وہ اپنی والدہ کی بات مانے اور ان کی دل جوئی وخدمت کرے۔ وہ اسے کہتی ہے میں تجھے قسم دیتی ہوں کہ صرف حلال مال کماؤ، اور میری وجہ سے اپنے آپ کو آگ میں نہ ڈالو۔

اپنی والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرو، ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور قطع تعلق نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تجھ سے قطع تعلق کر لے گا۔

ایک صالح بیوی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ذہن سے ساس کا یہ مہیب تصور نکال دے اور وہ یہ سوچے کہ میرے شوہر کی ماں، یعنی ساس میرے لئے بھی ماں کی طرح ہے۔ اگر ساس کی طرف سے اس کے بارے میں کوئی غلط فہمی ہو جائے تو جواب میں اس کا طرز عمل وہی ہونا چاہئے جو وہ اپنی ماں کی کسی غلطی کی وجہ سے اختیار کرتی تھی۔

جب بیوی یہ تصور کرے کہ میری ساس بھی میری ماں ہے اور اس کے ساتھ بھی مجھے ماں جیسا ہی سلوک کرنا چاہئے اور ساس کی طرف سے اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اس سے چشم پوشی اور درگزر کرے اور ساس کی خدمت اور اطاعت شعاری کرے تو ساس بہو کے جھگڑے جو آئے دن پیش آتے رہتے ہیں اس سے بڑی حد تک نجات مل جائے گی لیکن ہوتا ہے کہ بیوی شوہر ہی کے حقوق کی بجا آوری میں کوتاہی کرتی ہے اور اپنی ماں اور بھائیوں کے ساتھ اس کا جو برتاؤ رہتا ہے سسرال والوں کے ساتھ اس کا برتاؤ نہیں رہتا بلکہ دورخ معاملہ کرتی ہے۔

بیوی کا شوہر (ساس کا بیٹا) اور اس کی ذمہ داری

اس بارے میں شوہر کی ذمہ داری اور اس کے کردار کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ساس بہو کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات کی ایک بڑی وجہ شوہر کا کردار ہی ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اسے سمجھ نہیں آتی کہ وہ اپنی بیوی بچوں اور نئے گھر کے حقوق اور اپنے والدین، بہن بھائیوں اور خصوصاً ماں کے حقوق، نیز اپنے کام کاج، کے ذریعہ معاش اور دوست احباب کے ساتھ تعلقات میں توازن کیسے پیدا کرے۔ چناں چہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کی توجہ ان میں سے کسی ایک طرف مرکوز ہو جاتی ہے اور باقی حقوق متاثر ہونے لگتے ہیں اور اُسے اس بات کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یا وقت کی کمی اور مصروفیات کی کثرت ہوتی ہے یا پھر یہ کہ آدمی کو زندگی کے معاملات کا تجربہ نہیں ہوتا۔ وہ بیک وقت سب کو خوش رکھنا چاہتا ہے نتیجتاً اپنی تمام تر کوشش کے باوجود وہ کسی ایک کو بھی پوری طرح خوش نہیں رکھ پاتا۔

اگر لڑکا سمجھ دار ہو تو وہ اپنے معاملات کو خوب سوچ سمجھ کر آگے بڑھتا ہے۔ وہ اپنی ذمہ داریوں اور میسر وقت کے درمیان توازن قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ

اپنی پوری توجہ کسی ایک طرف مرکوز نہیں کرتا، بلکہ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے وقت کو اپنی ذمہ داریوں کے مطابق تقسیم کرے تا کہ دیگر حقوق بھی ادا کئے جا سکیں۔ اگر چہ وہ یہ طاقت تو نہیں رکھتا کہ ہر پہلو میں حد کمال تک پہونچے لیکن اپنی وسعت کے مطابق ہر باغ میں کوئی پھول تو لگا سکتا ہے۔

لیکن عام طور پر اکثر و بیشتر شوہر جوانی کے جوش اور عدم تجربہ کی بنیاد پر ان سب باتوں کی طرف توجہ نہیں کر پاتے اور کسی ایک کی طرف پوری التفات ہو جاتی ہے جس کے نتیجہ میں ہر ایک کے حقوق کی رعایت نہیں ہو پاتی بلکہ زیادہ تر اپنی نئی نویلی دلہن کی باتوں میں آ کر اپنے دیگر رشتہ داری حتی کہ ماں کے حقوق تک کا خیال نہیں کرتے ان کی توجہ اور محبت کا مرکز و محور صرف ان کی بیوی ہی ہوا کرتی ہے اور وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ماں نے کس محنت و مشقت اور تکلیف پر تکلیف برداشت کر کے بچپن سے جوانی کی دہلیز پر پہونچایا ہے اور جب لڑکا اس لائق ہوا کہ اب ماں کی خدمت کرے تو اس وقت اسکے سامنے صرف اور صرف اپنی بیوی ہوا کرتی ہے لیکن بعض لوگ اس کا خیال بھی کرتے ہیں کہ ماں کی باتیں ہی مانتے ہیں اور ماں بیوی کی جتنی شکایتیں کرتی ہے اس کو قبول کر لیتے ہیں وہ فراموش کر جاتے ہیں کہ آخر اس کی بیوی کی بھی کوئی رائے ہوتی ہوگی اس کو بھی اپنے شوہر سے محبت ہوگی صرف اور صرف ماں کی باتوں پر ہی کان دھرتے ہیں خواہ وہ سچ کہے یا جھوٹ کہے۔

ساس اور بہو میں ہم آہنگی کا مسئلہ

بسا اوقات لڑکا اپنی مرضی سے شادی کر لیتا ہے اور ماں اس سے خوش نہیں ہوتی۔ وہ اپنی بہو کے بارے میں اپنا نقطۂ نظر تبدیل کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ اسی طرح کبھی بہو کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ساس کی اس بارے میں کیا رائے ہے، اور ساس

کے اس کے بارے میں احساسات کچھ اچھے نہیں ہیں۔ چناں چہ وہ بھی اسی طرح بے رخی برتتی ہے جس طرح اس کی ساس برتتی ہے اور اس کے نتیجے میں دونوں کے درمیان عداوت کی وہ آگ بھڑک اٹھتی ہے جس کے شعلے پھر کبھی ماند نہیں پڑتے۔ اس صورت حال میں لڑکا بے چارہ چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پستا رہتا ہے۔ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ لڑکا جب شادی کا ارادہ کرے تو اس کو چاہئے کہ اپنے گھر والوں سے اپنی شادی کے بارے میں مشورہ ضرور کرے، اور اُن پر زور دے کہ وہ اس کے ساتھ انتخاب میں شریک ہوں، خواہ برائے نام ہی کیوں نہ ہو، دلوں کو خوش کر دیتا ہے اور معاملہ سب کی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے اور پریشانی نہیں ہوتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ ماں کو بھی چاہئے کہ اپنے بیٹے کی پسند کا خیال رکھے اور اس کو کسی ایسی لڑکی کے ساتھ شادی پر مجبور نہ کرے جس سے ذہنی ہم آہنگی نہ ہو۔ اس لئے کہ شادی ایک ایسا رشتہ ہے جو ساری زندگی پر محیط ہے۔ اس رشتے کو دوام بخشنے کے لئے ضروری ہے کہ ذہنی ہم آہنگی ہو۔

تیسری بات اس مسئلے کی تلخ حقیقت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ جب شادی ماں کی رضامندی کے بغیر طئے پا جائے تو ایسی صورت میں ہم بہو کو نصیحت کریں گے کہ وہ ساس کی ترش روئی کا جواب خندہ پیشانی کے ساتھ دے اور نرمی سے پیش آتے ہوئے دل سے اس کا احترام کرے۔ اس کی نفرت کا جواب محبت سے دے۔ دوسری طرف ساس کا فرض ہے کہ وہ اپنی بہو کے بارے میں اللہ سے ڈرے اور اسے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کے حقوق سے نوازے۔ اسے چاہئے کہ اپنے بغض اور ناپسندیدگی کو اس کے حقوق کی ادائیگی میں حائل نہ ہونے دے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ’’ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ‘‘ کان کھول کر سن لو تم میں ہر شخص نگراں اور محافظ ہے اور ہر شخص سے اس

کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائے گا شوہر سے اس کی بیوی کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ اپنی بیوی کے حقوق کی رعایت کی کہ نہیں اس کے حقوق کو ادا کیا کہ نہیں بیوی سے اس کے شوہر کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس کے حقوق کو ادا کیا یا نہیں اسی طرح ہر شخص سے سوال کیا جائے گا اگر ساس بہو کے حقوق کی ادائیگی میں روڑے اٹکا رہی ہے تو یقیناً اسے بھی جوابدہ ہونا ہوگا اس لئے ساس کو بھی چاہئے کہ اپنی بہو کو بیٹی ہی تصور کرے اور وہ خیال کرے کہ اگر اس کی بیٹی کو کوئی تکلیف پہونچائے تو اس کے دل پر کیا گزرے گی اسی طرح ہر ایک ماں کو اپنی بیٹی کے تئیں یہی جذبہ ہوتا ہے۔

بچوں کی پیدائش کا مسئلہ

بچوں کی پیدائش کا مسئلہ بھی ساس بہو کی لڑائیوں کا ایک اہم سبب تصور کیا جاتا ہے۔ جب بہو کے ہاں بچے کی پیدائش میں تاخیر ہو جاتی ہے تو ماں کا اپنے بیٹے کے بارے میں اضطراب روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور اس کا اپنی بہو کے ساتھ تعلق خراب ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات لڑکا پیدا نہ ہونا بھی وجہ تنازع بن جاتی ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ اولاد (لڑکا یا لڑکی) خدا کی طرف سے ہے۔ (الشوریٰ۴۹:۵۰)

جدید علمی تحقیقات سے بھی یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ لڑکا یا لڑکی کی پیدائش کا سبب مرد ہوتا ہے عورت نہیں۔ لہٰذا ساس کو چاہئے کہ وہ اپنی بہو کی اس حالت پر صبر کرے اور اس معاملے میں اسے پریشان نہ کرے، اس کے احساسات کو ہرگز مجروح نہ کرے اور اس کا مذاق نہ اڑائے۔

رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ’’تم اپنے بھائی کا مذاق نہ اڑاؤ۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے اور تمہیں اس مصیبت میں مبتلا کر دے جس میں پہلے وہ مبتلا تھا‘‘۔

ساس کا فرض ہے کہ وہ اس معاملے میں اپنی بہو کو تسلی دے، اسے صبر کی تلقین کرے اور خود بھی صبر کرے۔ اس لئے کہ بسا اوقات ایک عورت کے ہاں شادی کے کئی سال بعد بچے پیدا ہوتے ہیں۔

مشترکہ خاندان مضبوط بنیاد ہے

بعض اوقات لڑکی اپنے شوہر کے ساتھ مشترکہ خاندان میں رہتی ہے جہاں اس کے شوہر کے دوسرے بھائی بھی اپنی بیویوں سمیت رہتے ہیں، وہ گھر کے کام کاج اور کھانے پینے میں اشتراک عمل سے کام لیتے ہیں۔ اگر چہ یہ صورت آہستہ آہستہ کم ہوتی جا رہی ہے لیکن پھر بھی اس کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ صورت حال بھی کبھی کبھار ساس بہو کے درمیان ناچاقی کا سبب بن جاتی ہے۔

اس حوالے سے لڑکی کے لئے ہمارا مشورہ یہ ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری دلجمعی سے ادا کرے اور اپنے کام کو اچھے طریقے سے انجام دینے کی کوشش کرے۔ وہ یہ نہ دیکھے کہ اس کی دوسری نندیں کیا کرتی ہیں۔ اس کو چاہئے کہ ساس کے ساتھ بہترین تعلقات رکھے اور اپنی نندوں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک سے پیش آئے غیبت نہ کرے اور برا بھلا نہ کہے۔ یہ روش دل میں جگہ بنانے کا باعث ہوگی۔ لڑکی کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ ایک مضبوط بنیاد ہے جس کے ذریعے وہ اپنے گھر کے ماحول کو خوش گوار بنا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان کو دل دیا ہے اور دوسرے انسان کی ہمدردی اور مہربانی رکھی ہے اور آدمی اچھے اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا اپنے تو اپنے پرائے بھی اپنے ہو جاتے ہیں جب لڑکی اپنے حقوق کو مکمل طور پر ادا کرتی رہے گی اور گھر کے کام کاج انجام دیتی رہے گی اور یہ نہیں دیکھے گی کہ دیگر عورتیں یہ کام کرتی ہیں

یا نہیں، نندوں اور ساس کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آئے گی تو یقیناً گھر کے دیگر افراد اس سے محبت کریں گے اور ساس کے دل میں سب سے زیادہ جگہ پائے گی اور اس کو وہ خوشی و مسرت حاصل ہوگی جس پر دوسری عورتیں رشک کریں گی۔

بہو کی فضول خرچی اور ساس کی بخالت

بعض اوقات بہو فضول خرچ ہوتی ہے اور اس کی ساس بخیل ہوتی ہے یا بہو تو معتدل ہوتی ہے لیکن اس کی ساس حد سے زیادہ بخیل۔ چناں چہ اس صورت میں بھی وہ اپنی بہو کے طرز عمل سے خوش نہیں ہوتی کیوں کہ بخیل آدمی دوسروں سے کسی حال میں بھی خوش نہیں ہوتا۔

اس مسئلے کا سبب در حقیقت بخل نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ساس زمانے کی موجودہ صورت حال سے بے خبر ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو اس مسئلے کا حل کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے۔ اگر بہو ایک دن اپنی ساس کو خریداری کے لئے یا اس کے لئے کوئی تحفہ خریدنے کی غرض سے ساتھ لے جائے تو اس پر خود بخود حقیقت حال واضح ہو جائے گی اور وہ سمجھ جائے گی کہ زمانہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے۔

اگر ساس واقعی بخیل ہے تو پھر بہو کے لئے ہماری نصیحت یہ ہے کہ وہ اپنے زیادہ تر مالی معاملات ساس سے چھپا کر رکھے اور وہ خریداری میں جو پیسے خرچ کرے اس کو ساس کے سامنے حکمت سے بیان کرے تاکہ ساس کو محسوس نہ ہو اور خرابی کی صورت نہ پیدا ہو۔

دراصل ماں کو اپنے بیٹے کی کمائی کی بڑی فکر ہوتی ہے اور اسے خدشہ ہوتا ہے کہ کہیں بہو اسے اِدھر اُدھر نہ اُڑا دے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی مشورہ ہے کہ اخراجات میں اعتدال سے کام لیا جائے اس لئے کہ شریعت بھی ہمیں اعتدال پر

اُبھارتی ہے۔اگر اعتدال اور میانہ روی پیدا ہو جائے تو یہ بہت بڑی دولت ہے اور کم آمدنی میں بھی غنا اور مالداری نصیب ہوگی لیکن فضول خرچی کی بڑی لت ساس یا بہو میں پڑ گئی تو خواہ کتنی ہی زیادہ آمدنی کیوں نہ ہو مگر قلبی سکون حاصل نہیں ہوسکتا۔

قرآن کریم میں فضول خرچی کرنے والے کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔"اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ" فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اس لئے بہو کو بطور خاص اس بات پر توجہ دینی چاہئے کہ میرے شوہر کی کمائی کا ایک پیسہ بھی بیکار میں صرف نہ ہو کیوں کہ اس کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا کہ شوہر کے مال کو کہاں خرچ کیا اور اگر بیوی عقلمند اور ہوشیار ہے تو مستقبل کو سامنے رکھ کر بہت سوچ سمجھ کر پیسے خرچ کرے گی وہ یہ سوچے گی کہ آج ہم اکیلے ہیں کل جب بچے ہو جائیں گے تو دقتیں اور پریشانیاں پیش آئیں گی اس لئے آج ہی سے چار پیسے بچانے کی فکر اور فضول خرچ کرنے سے بچتی رہیں تاکہ بعد میں ان کو دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانے پڑیں۔

بیوی کی لاپرواہی کا گھر میں اثر

گھریلو مسائل کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب عورت کا لاپرواہ ہونا بھی ہے۔کبھی وہ گھر کے کام کاج کی طرف توجہ نہیں دیتی،کبھی بچوں کی نگہداشت سے بے پرواہ ہو جاتی ہے یا اپنے بارے میں کاہلی کا شکار ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے شوہر ذہنی طور پر پریشان ہو جاتا ہے اور اسے گھر کے ساتھ نفرت سی ہو جاتی ہے۔اس کی ماں جب یہ حالت دیکھتی ہے تو اس کو بھی پریشانی لاحق ہوتی ہے کیوں کہ ماں اپنے بچوں کی خوشی سے خوش ہوتی ہے اور پریشانی سے پریشان،بہت سی عورتیں ساس کے ساتھ اپنے تعلقات کی کشیدگی کی شکایت کرتی ہیں لیکن اسباب سامنے آتے ہیں تو معلوم

ہوتا ہے کہ مسائل کھڑے کرنے کی ذمہ دار وہ خود ہی ہیں۔ایک بہو کو معلوم ہونا چاہئے کہ اپنے گھر کی صفائی اور دیگر امور کا خیال رکھنا،بچوں کی نگہداشت اور اپنے اوپر نظر رکھنا،یہ ایسے امور ہیں جن کی وجہ سے ساس کو خوشی ہوتی ہے۔

سب جانتے ہیں کہ ماں کا دل کیسا ہوتا ہے اور وہ شادی سے پہلے اپنے بیٹے کا کس طرح خیال رکھتی ہے۔پھر جب وہ دیکھتی ہے کہ بیوی بھی اس کے بیٹے کا اسی طرح خیال رکھتی ہے تو اس سے وہ بے انتہا خوش ہوتی ہے اور بہو کے ساتھ بہت زیادہ پیار کرتی ہے۔لیکن اگر صورت حال اس کے برعکس ہو تو پھر اس کا ناراض ہونا اور تعلقات کا کشیدہ ہونا فطری ہے۔

خاندانوں کے مختلف ماحول

عام طور پر ایک گھرانے کا ماحول دوسرے گھرانے سے مختلف ہوتا ہے۔اگر ایک گھرانے میں کسی بات کا معمول ہے تو ضروری نہیں کہ دوسرے گھرانے میں بھی اس کو وہی اہمیت حاصل ہو۔

لہٰذا اس قسم کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ساس کا فرض ہے کہ وہ اپنی بہو کی طبیعت اور مزاج کو بھی سمجھے اور بہو جس ماحول سے آئی ہے اور اس کی شخصیت پر اس ماحول کے جو اثرات ہیں اُن کا بھی خیال رکھے۔دنیا میں کوئی عورت بھی ایسی نہیں پائی جاتی جو ہر قسم کے کاموں کو بہترین انداز میں کرسکتی ہو اور عورت کا کسی کام کو نہ کرسکنا،خصوصاً جب وہ ایسا کام ہو جو اس نے پہلے نہ کیا ہو،کوئی عیب نہیں ہے۔

بہو کا بھی فرض ہے کہ وہ اُن امور میں مہارت حاصل کرے جس کا اس سے تقاضا کیا جاتا ہے،یا خوشی طبعی اور پورے ادب واحترام کے ساتھ معذرت کرے۔وہ اپنی ساس کی توجہ حکمت ودانش مندی سے ایک

ایسے کام کی طرف بھی موڑ سکتی ہے جس کو وہ بہ آسانی اچھے انداز میں کرسکتی ہوا اور جو ساس کے مزاج کے موافق بھی ہو۔

اگر بہو اس نسخۂ کیمیا کو اپنا لے تو ساس بہو میں بڑی خوشگوار زندگی گزارے گی اور بہو پر چھوٹے بڑے معاملہ میں اپنی ساس سے مشورہ لیتی رہے اور جو کام وہ نہیں جانتی ہے خوشامد کر کے اپنی ساس سے معلوم کرلیا کرے اس سے یقیناً ساس بھی خوش ہوگی اور جب تک ساس زندہ ہو اس کی خدمت گزاری میں اپنی سعادت سمجھے اور جو درجہ وہ اپنی ماں کو دیتی ہے وہی درجہ اپنی ساس کو بھی دے اس سے ایک اچھا اور صالح وخوشگوار معاشرہ وجود میں آئے گا۔

اللہ تعالیٰ تمام عورتوں کو نیک اور صالح بنائے آمین ثم آمین۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

مسلم معاشرہ پر بیوٹی پارلر کے اثرات

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِیَ لَهٗ . وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ تَعَالٰی یَاَیُّهَاالنَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جلاَ بِیْبِهِنَّ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ.

میری ماؤں اور بہنو! اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش اور ان کو مٹانے کی عالمی پیمانے پر ہر ممکن کوشش کوئی نیا موضوع اور نئی بات نہیں رہی، دشمنان اسلام بڑی ہی شاطرانہ اور عیارانہ چالوں سے احکام اسلام پر حملہ کرتے ہیں اور لوگوں کے سامنے اس طرح اس کو پیش کرتے ہیں کہ بھولے بھالے لوگ اسی کو صحیح اور درست سمجھ بیٹھتے ہیں اور چوں کہ میڈیا پر مغربی ممالک کا مکمل قبضہ ہے اس لئے جس چیز کو جس شکل وہیت کے ساتھ چاہتے ہیں بگاڑ کر اسکی تشہیر کرتے ہیں۔

آج عورت کے لئے آزادی نسواں کا نعرہ بلند کر کے اس کو طرح طرح کی بندشوں اور رکاوٹوں میں پھانس رہے ہیں اور لوگوں کے ہاتھوں کا کھلونا اور بازاروں اور ہوٹلوں کی زینت کے طور پر اس کو پیش کرتے ہیں اور بے حیائی وعریانیت کے نت نئے طریقے ایجاد کر کے عورت کے اندر رہی سہی شرم وحیا کو بھی ختم کیا جارہا ہے آج فحش وبدکاری کے لئے بڑے پیمانے پر کوششیں بھی ہوتی ہیں جس کے اثرات بڑے خراب پڑ رہے ہیں۔

مرد عورت کی الگ الگ ذمہ داریاں

اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ اور رانی بنایا ہے عورت کو اس لئے نہیں پیدا کیا گیا ہے اس کو ہوٹلوں میں بٹھایا جائے عورت کو اس لئے نہیں پیدا کیا گیا کہ اس کو اسکرینوں اور فحش لٹریچروں اور اخباروں کی زینت بنایا جائے عورت کو اس لئے پیدا نہیں کیا ہے کہ اس کو بینکوں اور آفسوں میں کام کے لئے بھیجا جائے جہاں غیر مردوں سے اختلاط اور اس کے نتائج بڑے ہی ناگفتہ بہ بن جاتے ہیں، عورت کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ مرد کے قلوب کو تسکین بخشے اور یہ خود بھی مرد سے سکون حاصل کرے اور ظاہر ہے کہ یہ اسی وقت ہے جب کہ مرد کی ذمہ داری گھر کے باہر کی

ہو اور بیوی کی ذمہ داری گھر کے اندر کی ہو کیوں کہ جو عورت دن بھر آفسوں اور بینکوں میں کام کرے گی وہ شام کو شوہر کی خدمت اور اس کے راحت وآرام کا کیا خیال کرے گی اس کے ذہن میں ہمیشہ یہ بات رہے گی کہ جس طرح شوہر کمارہا ہے اسی طرح میں بھی کما رہی ہوں پھر کیا ضرورت ہے کسی چیز کا خیال کرنے کی، پھر دونوں میں ان بن ہوتی ہے اور طلاق وخلع تک نوبت آجاتی ہے یہ ہے آزادی نسواں اور مغربی تعلیم وتربیت کا نتیجہ کہ عورتیں بگڑ رہی ہیں اور جس طرح قبل از اسلام ظلم وستم کی چکی میں پس رہی تھی پھر اسی طرف لے جانے کی گویا سازش رچی جارہی ہے۔

ذرا آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ عورت کے لئے گھر کے اندر رہنے میں سکون واطمنان ہے یا باہر جاکر دن بھر کام کرنے اور غیروں کے ساتھ ہنسی مذاق کرنے میں؟ اور اس سے بھی زیادہ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اب باہر ملکوں میں کام کاج کرنے کے لئے عورتیں جارہی ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے عورت کے لئے بغیر محرم کے سفر کرنے سے منع فرمایا ہے حیرت واستعجاب ہے ان شوہروں اور لڑکیوں کے والدین پر کہ آخر کیسے وہ دوسرے ملکوں میں کام کاج کے لئے اپنی عورتوں اور بیٹیوں کو بھیجتے ہیں کیا ان کو اتنی بھی غیرت نہیں آتی ہے کہ جس چیز کی ذمہ داری ہماری تھی وہ ہم اپنی عورتوں اور بہنوں اور بیٹیوں پر ڈال رہے ہیں۔

اسلام نے عورت کو باعزت مقام دیا

میری پیاری ماؤں اور بہنو! اسلام سے قبل عورتوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھانے کا عام رواج تھا، صنف نازک کو قدم قدم پر ذلیل اور رسوا کیا جاتا تھا، عورتوں کو معاشرہ میں کسی طرح کی کوئی عزت اور مقام حاصل نہیں تھا، بیچاری عورت بے بسی اور بیکسی کی زندگی گزارنے پر مجبور تھی۔ اسلام آیا تو اس نے اس مجبور عورت کو سربلندی

بخشی اور اس کو دوسرے انسانوں کی طرح برابری کا درجہ عطا کیا، اس کو جینے کا حق دینے کے ساتھ ساتھ تمام معاملات میں حقوق واختیارات عطا کئے، اور اس کی کھوئی ہوئی عزت اور وقار کو لوٹایا، اس کو پردہ میں رہنے اور جسم پوشی کے احساس سے آشنا کیا، سڑکوں پارکوں اور قہوہ خانوں کی زینت بننے کے بجائے خاتون خانہ بننے کا تصور بیدار کیا اور اپنے جیون ساتھی کے ساتھ خوش اسلوبی سے زندگی گزارنے کو عبادت قرار دیا۔

اسلام کا مہذب قانون دشمنان اسلام کو نہیں بھاتا

مگر دشمنانِ اسلام کو صنفِ نازک کو اسلام کا دیا ہوا مقام اور مرتبہ کیسے برداشت ہوتا، لہٰذا اس نے عورت کی آزادی کے بہانے اسلام کی بندشوں سے آزاد کرانے کا نعرہ بلند کر دیا اور اسلامی تہذیب وتمدن کو فرسودہ تہذیب قرار دے کر اس کو زینت خانہ کے تصور سے نکال کر بازاروں، ہوٹلوں اور کلبوں کی زینت بنا دیا اور اپنی شیطانی اور شطرنجی چالوں کے ذریعہ مغربی تہذیب کا ایسا بھوت اس کے دماغ پر بٹھا دیا کہ وہ اس ظاہری آزادی ہی میں اپنی اصلی زندگی اور بقاء وتحفظ سمجھنے لگی، مگر اس بھولی بھالی اور نتیجہ سے بے خبر عورت کو کیا معلوم کہ ان انسان نما بھیڑیوں کے کیا مقاصد ہیں، انہیں عورت کو عزت دلانا نہیں بلکہ اپنے مقصد کی تکمیل کیلئے گھر کی چہار دیواری سے نکال کر بازاروں اور کلبوں کی زینت بنانا تھا۔

لہٰذا ان شہوت پسند اور مفاد پرست انسانوں نے عورت کی سادگی اور بھولے پن سے فائدہ اٹھا کر اسلامی تہذیب کے دائرہ سے نکال باہر کیا اور پھر یہ بیچاری تقدیر کی ماری عورت ان کے اشارے پر اپنی عزت ووقار کو نیلام کرنے کے درپے ہوگئی۔ افسوس یہ ہے کہ اس سیلاب میں کچھ مسلم خواتین بھی بہہ گئیں اور وہ بھی غیروں کی طرح خاتون خانہ نہ بن کر دوسری جگہوں کی زینت بن گئیں۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ

آج کے ترقی یافتہ دور پر طائرانہ نظر ڈالنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ حوا کی ان مظلوم بیٹیوں کی جو حالت قبل از اسلام تھی وہ پھر دوبارہ لوٹ آئی ہے، آزادی اور ماڈرن تہذیب کے نام پر صنفِ نازک کی عصمت وعفت سے کھلواڑ کیا جارہا ہے، ترقی یافتہ دنیا میں جنسی انقلاب کی شاہراہ پر دوڑتی عورت اشتعال انگیز لباس سے اپنا تن ڈھانکنے کی ناکام کوشش کر رہی ہے، شرم وحیا کی چادر اوڑھنے والی خواتین کو بے حیائی کے نشیمن میں کھینچا جارہا ہے، جس چادر کے تقدیس سے حورعین کی تطہیر کی مہک ملتی تھی اس کی عفت کو داغدار کیا جارہا ہے، دوشیزاؤں کی دوشیزگی کو لہو ولعب کے پانی میں ڈبویا جارہا ہے، اس ظاہری نام نہاد ترقی یافتہ دور میں غالب تہذیب کے اثرات دنیا میں پھیلتے جارہے ہیں، جس سے اس کے پیچھے چھپے نظریۂ حیات اور مقصد حیات کی عکاسی ہوتی ہے۔

ابلاغ کے مختلف آلات کے ذریعہ بے حیائی اور حسن وعشق کے مناظر کی کھلے عام اشاعت کی جارہی ہے، مخلوط تعلیم کی سلگتی بھٹیاں ہیجان انگیز اشتہار بازی اور ہورڈنگ کی یلغار سے نیم عریاں لباس پہننے اور نت نئے میک اپ کرنے کی ایک دوڑ سی مچی ہوئی ہے، عریانیت کی ان سونامی لہروں میں بہنے کو آج صنف نازک تیار کھڑی معلوم ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ مردوں میں بہت سی بیماریوں کا ایک بڑا سبب عورتوں کا ہیجان انگیز لباس پہننا ہے نتیجہ یہ ہے کہ مغربی تہذیب رفتہ رفتہ ایسے معاشرہ میں ڈھل رہی ہے جس میں مرد صنفی طور پر غیر حسین جسمانی طور پر غیر فعال اور غیر صحتمند زندگی گذار رہے ہیں۔ امریکی تحقیق کاروں کی تیس سالہ تحقیق کے مطابق ۶۰ سال کی عمر سے زیادہ مغربی مردوں کی ۸۰/ فیصد تعداد جن مختلف بیماریوں میں گھری

ہوئی ہے، ان میں سب سے بڑے غدود (پراسٹیٹ گلینڈ) کا کینسر ہے تیس سال سے بڑی عمر کا ہر تیسرا امریکی یا یوروپی مرد مثانہ کے غدود کی بیماری کا شکار ہے، جو ہزار علاج کرانے کے باوجود زندگی کی حقیقی لذتوں سے محروم ہے۔

کثرت امراض کی ایک بڑی وجہ کثرت فحاشی

جب گناہوں کی کثرت ہوگی تو لوگوں میں بیماریاں پھیلیں گی آفات وبلیات آئیں گی قحط سالیاں آئیں گی، ”ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِی النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ.“

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کا ان کو کچھ مزہ چکھائے تا کہ وہ لوگ باز آئیں آج جن کے اندر نئی نئی بیماریاں جنم لے رہی ہیں اور لوگ ڈاکٹروں کے ہاتھوں کا کھلونا بن رہے ہیں اس کی ایک بڑی وجہ یہی ہے بے حیائیاں عام ہوگئی ہیں گناہ کو لوگوں نے گناہ سمجھنا ترک کر دیا ہے ایسی صورت میں بلائیں نہ آئیں لوگ پریشانیوں سے دوچار نہ ہوں تو کیا ہو؟ اللہ تعالیٰ بڑے رحیم وکریم ہیں لوگوں کے گناہوں کو دیکھتے ہیں اور ان سے درگذر فرماتے رہتے ہیں۔

”وَلَوْ يُؤَاخِذُاللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى“

اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے ظلم کی وجہ سے پکڑ فرمائے تو زمین پر کسی چلنے والے کو نہ چھوڑے، لیکن اللہ نے ایک متعینہ مدت کیلئے مہلت دے رکھی ہے۔

آج کل مرد وعورت دونوں ہی نئی تہذیب وکلچر کے اس طرح دلدادہ ہوگئے ہیں کہ ان میں ذرا بھی کسی طرح کا حجاب و پردہ اور شرم وحیا باقی نہیں رہی۔

شادی ایک فیشن بن کر رہ گئی

تہذیب حاضر کا ایک اور مظہر جو ہمارے معاشرہ اور گلی کوچوں میں بہت تیزی سے پھیلتا جارہا ہے وہ بیوٹی پارلر کا شوق ہے، جس کو ہم حسن باختہ اور زینت خانے کا نام دے سکتے ہیں، جہاں سے عمر رسیدہ خواتین اور جوان دوشیزائیں مختلف ناز وانداز اور کانٹ چھانٹ کے بعد ماڈرن ماڈل بن کر نکلتی ہیں، جس میں چہرہ کی خراش تراش میک اپ سے لے کر بالوں کی کٹنگ اور جسمانی مالش شامل ہے، جہاں جسم کے ابھار اور گولائی کو نمایاں کرنے کی ورزش اور گُر سکھائے جاتے ہیں، بیوٹی پارلرز کو حسن کے مقابلوں اور فیشن شوز نے مزید مقبولیت عطا کی ہے، ان سے اخلاق تباہ ہوتے جارہے ہیں نوجوان نسل بے راہ ہوتی جارہی ہے، معاشرہ میں فحاشی اور بے حیائی عام ہوتی جارہی ہے، صرف لڑکیوں کے لئے ہی نہیں بلکہ لڑکوں اور مردوں کے لئے بھی اب ایسے بیوٹی پارلرز اور سیلون کھل گئے ہیں جہاں نئے انداز سے بالوں کی کٹنگ کسی فلمی ہیرو کے طرز پر کی جاتی ہے، ان سینٹروں اور پارلرز سے سج دھج کر نکلنے کے بعد لڑکے اور لڑکیوں کی نفسیات یہ بن جاتی ہیں کہ زیادہ سے زیادہ اپنی اور اپنے جسم کی نمائش کریں، درحقیقت یہی چیزیں بے پردگی اور بے حیائی کو جنم دیتی ہیں۔

شادی بیاہ کے موقعوں پر دلہنوں کی سجاوٹ اور مہندی کے نقش ونگار کے لئے باقاعدہ پہلے سے بُک کرایا جاتا ہے، اور مہندی جو صرف ہاتھوں اور پیروں کے لئے تھی وہ بھی آج جسم کے اکثر حصوں پر لگنے لگی ہے، جس میں فضول خرچی تو ہوتی ہی ہے بے حیائی کا مظاہرہ بھی خوب ہوتا ہے کیوں کہ ان جگہوں کا کھولنا جہاں جہاں مہندی لگی ہے ضروری ہوتا ہے، اسی لئے بازو اور کمر اور کھلے ہوئے گریباں کی قمیصوں کا پہننا عام ہوتا جارہا ہے، جس سے جسم چھپتا کم ہے اور جسم کے اعضاء زیادہ ظاہر ہوجاتے

ہیں، دلہن کے جسم کو ظاہری طور پر حسن و جمال بخشنے کے لئے ایک اچھی خاصی رقم بیوٹیشین کو دی جاتی ہے، ایک دلہن کو سجانے اور آراستہ و پیراستہ کرنے میں ہزاروں روپے خرچ ہوجاتے ہیں اوراس طرح شادی جوایک سنت رسول ﷺ تھی وہ ایک فیشن شو بن کررہ جاتی ہے۔

اسلام نے میک اپ کرنے سے منع نہیں کیا لیکن......؟

زمانہ جاہلیت میں عورتیں اپنے حسن کو دوبالا کرنے کیلئے طرح طرح کے حربے استعمال کیا کرتی تھیں۔اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا تو آج کل جوعورتیں اور لڑکیاں اپنے آپ سجنے اور حسین بننے کیلئے جارہی ہیں وہ کیسے جائز ہوسکتا ہے مذہب اسلام نے میک اپ اور بناؤ سنگار کرنے سے منع نہیں کیا تم سے جس قدر ہوسکتا ہے بناؤ سنگار کرو لیکن اس کیلئے اپنے گھر سے باہر جانے کی ضرورت نہیں ہے آپ گھر کے اندر رہ کر اپنے شوہروں کیلئے بناؤ سنگار کریں اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ باعث اجر وثواب ہے آپ کیلئے سب کچھ آپ کے شوہر ہیں آپ اگر بیوٹی پارلر میں جارہی ہیں تو یقیناً یہ بہت بڑی بے حیائی کی بات ہے جو کام بیوٹی پارلر میں ہوتا ہے وہ آپ اپنے گھر بھی کرسکتی ہیں۔آپ اپنی صحت کا خیال رکھیں آپ کے چہرے کی رونق زائل نہیں ہوگی اس کیلئے میں ایک نسخہ تجویز کرتا ہوں آپ پودینہ کا استعمال بکثرت کریں اس سے نظام ہاضمہ صحیح رہتا ہے اکثر نظام ہاضمہ کی خرابی کی وجہ سے چہرے پر دانوں اور مہاسوں کی شکایت رہتی ہے تو پودینہ کو کھانے پینے کی اشیاء میں زیادہ تر استعمال کریں تو یہ شکایت نہ رہے گی، تازہ پودینہ کا پیسٹ بنا کر روزانہ رات کو چہرے پر استعمال کرنے سے دانے اور خشکی دور ہوجاتی ہے اسی طرح آپ حکیموں اور ڈاکٹروں سے مشورے لے کر اس پر عمل کریں تو انشاء اللہ آپ کو کبھی بیوٹی پارلر کا رخ نہیں کرنا

پڑے گا اور آپ پردے کے اندر رہ کر اپنا مقصد حاصل کرسکتی ہیں اور گناہوں سے بہت آسانی سے بچ سکتی ہیں۔

نہ جا ظاہر پرستی پر اگر کچھ............

معاشرہ میں بے حیائی اور بے شرمی عام ہونے کی ایک وجہ آج کے دور میں کچھ اسکولوں کالجوں میں جنسی تعلیم کا داخلِ نصاب ہونا بھی ہے، آج غیر مسلم حضرات کے ساتھ ساتھ کچھ امیر مسلمانوں کے بچے بھی انگریزی اسکولوں میں زیر تعلیم ہیں، عیسائی اسکولوں میں بچوں کو تعلیم دلانے کی عام فضا بنتی جارہی ہے اور کچھ ایجنٹوں کے ذریعہ عامۃ الناس کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ان اسکولوں میں تعلیم بہت اچھی ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ سانپ بھی ظاہری طور پر خوبصورت ہوتا ہے، مگر جب وہ ڈنک مارتا ہے تو اس کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے، اسی طرح یہ عیسائی اسکول میں ظاہری طور پر ان کا تعلیمی سسٹم اور کورسز بہت خوشنما معلوم ہوتے ہیں، لیکن درحقیقت یہ مسلمانوں کو ان کی اسلامی تہذیب وتمدن اور کلچر سے دور رکھنے کے لئے قائم کئے گئے ہیں جن میں شروع ہی سے یونیفارم کے بہانے بچیوں کو نیم برہنہ رہنے کی عادت ڈالی جاتی ہے، اور ستم بالائے ستم بہت سے اسکولوں میں جنسی تعلیم بھی دی جارہی ہے اور اس کو نصاب کا لازمی حصہ قرار دئے جانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

کتنی بے شرمی کی بات ہے کہ بچوں کے سامنے ایسی فحش باتیں کی جائیں اور ایسی تعلیم دی جائے جس سے ہیجان برپا ہو، ان کے آباواجداد کو جنسی تعلیم دی گئی تھی، اگر نہیں تو ان کا جنم کیسے ہوا؟

جنسی تعلیم پر زور دینے والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ مچھلی کے بچوں کو تیرنا سکھایا نہیں جاتا وہ خود بخود تیرنے لگتے ہیں، پانی کو زمین پر بہا دیا جائے تو وہ اپنا خود راستہ

بنا لیتا ہے، انسان کے علاوہ جانوروں میں بھی جنسی تعلقات قائم ہوتے ہیں وہ بھی اس فعل میں کسی کے محتاج نہیں بلکہ یہ سلسلہ ہزاروں سال قبل سے ہے لیکن کسی انسان کو اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی، اس دور میں انسان نے سورج کی شعاؤں کو گرفتار کیا ہے، چاند پر کمندیں ڈالی ہیں، سمندروں اور خلاؤں میں غوطے لگا کر نئی نئی کھوج حاصل کی ہیں، پھر بھی جنسی تعلیم کی ضرورت کیوں محسوس کی جاتی ہے۔

جنسی تعلیم کے برے نتائج واثرات

اگر اس طرح کی ذہنیت کے لوگ ملک ومعاشرے میں رہیں گے تو اس ملک اور معاشرے کا کیا حال ہوگا؟ جنسی تعلیم کے نتائج اتنے خطرناک ہیں جو بیان سے باہر ہے اگر اس طرح کی تعلیم بچہ حاصل کرے گا تو پورا کا پورا خاندان برائیوں کی لپیٹ میں آجائے گا بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے تو بیجا اور غلط نہ ہوگا کہ بہن اور مائیں بھی محفوظ نہ رہ سکیں گی کیوں کہ والدین نے ہی بچہ کو اس اسکول اور کالج میں تعلیم کیلئے داخل کرایا ہے جو تعلیم حاصل کرے گا اسی کے مطابق عمل کرے گا اور چوں کہ سراسر خواہش نفسانی ہی ہے تو نفس اس کو قبول بھی کرے گا پھر برائیاں جس حد تک پھیلیں گی اللہ ہی حفاظت فرمائے آپ تمام سے ایک عاجزانہ اپیل اور درخواست کرتا ہوں ایسے اسکولوں میں داخل کرا کے خدا اور اس کے رسول کے واسطے اپنی اور اپنی اولاد کی زندگی کو خراب نہ کیجئے قیامت کے روز والدین سے سوال کیا جائے گا کہ اولاد کی کس حد تک تعلیم وتربیت کی۔ یہی اولاد کل روز محشر میں ہمارا گریباں پکڑے گی کہ اے اللہ میرے ماں باپ نے ہی مجھ کو اس برے راستہ پر لگایا تھا بچوں کی ہم جس طرح تربیت کریں گے بچے بھی اسی طرح آئندہ چل کر ہم کو پھل دیں گے اسلئے ایسے اسکول اور کالج میں جہاں جنسی تعلیم دی جارہی ہو ہرگز ہرگز اپنے بچوں کو داخل نہ کریں۔

جنسی تعلیم کا مقصد بے حیائی کو فروغ دینا

حقیقت یہ ہے کہ جنسی تعلیم مقصد نہیں بلکہ شہوت پرست اور جنسی درندوں کا اس عنوان کے تحت اپنے مقصد کے لئے بے حیائی اور فحاشی کو فروغ دینا اور نابالغ بھولے بھالے معصوم بچوں کو قبل از وقت بالغ کر دینا ہے، تاکہ سماج میں رہی سہی شرم وحیا بھی مٹ جائے، درحقیقت یہ دشمنانِ اسلام کی گہری سازش ہے وہ ہمارے سماج میں جنسی تعلیم کے نام پر ماضی کی طرح چور دروازہ سے داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہے تاکہ باپ بیٹی بھائی بہن اور استاذ شاگرد کے درمیان شرم وحیا کا جو حجاب حائل ہے وہ ختم ہو کر عریانیت عام ہو جائے۔

بھلا ہو کچھ تنظیموں اور اداروں کا کہ انہوں نے جنسی تعلیم سے ہونے والے خطرات کو محسوس کیا، اس کی پرزور مخالفت کی اور اس کے خلاف بر وقت آواز اٹھا کر ملت اسلامیہ پر بہت بڑا احسان کیا، ورنہ کچھ لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ ملت اسلامیہ بانجھ ہے اس کے اندر بیدار مغز افراد نہیں، ہم جو چاہیں فیصلہ کرلیں اور عوام پر اس کو تھوپ دیں، لیکن ایسا نہیں ہوا، خدا کا شکر ہے کہ کچھ مخلص اور قوم وملت کے ہمدرد افراد آج بھی موجود ہیں جو آنے والے خطرات سے اپنی قوم وملت کو آگاہ کرنے اور اس کے خلاف آواز اٹھانے کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں، انہیں کی قربانیوں کے صلہ میں یہ سماج بے حیائی کی لعنت سے محفوظ رہ سکے گا۔ ہمیں اس کی فکر کرنی چاہئے کہ سماج ومعاشرے کو ہر طرح کی فحش کاری بے حیائی اور عریانیت سے پاک وصاف رکھیں اور اپنا معاشرہ ایک صالح اور پاکیزہ معاشرہ بنائیں اور نت نئے آنے والے فتنوں کا مقابلہ قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کریں ہر نئی چیز کو دیکھ کر نیا فیشن اور ماڈل دیکھ کر اس کی طرف لبیک کہنا عقلمندوں کا کام نہیں ہے۔

کامیابی صرف اسلام کے طریقہ میں

ہمارے لئے اسی میں کامیابی ہے کہ اسلام کے طریقے پر زندگی گذاریں خواہ لوگ اس کو فرسودہ کہیں یا دقیانوسیت سے تعبیر کریں فیشن پرستی ہی ہمارے دین ومذہب کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے والی ہے جس دین کے بارے میں خود اللہ رب العزت نے فرمایا ہے۔ ”اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔

آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا جب اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ مذہب ہے اور کامل ومکمل دین ہے تو کسی دوسرے طریقہ اور فیشن کی کیا ضرورت؟ بلکہ وہ تو سراسر نقصان اور خرابی کا باعث ہے اس لئے آج ہم عہد کریں کہ اسلام کے ہر ہر حکم پر عمل کریں گے کسی بھی چیز میں ہم غیروں کی تقلید وپیروی نہیں کریں گے اپنی اولاد کی صحیح تربیت کریں گے غیروں کے طور طریقے سے ان کو بچائیں گے دین اسلام کی تعلیم سے ان کو آراستہ پیراستہ کریں گے، بالخصوص مشنری اور غیروں کے اسکولوں اور کالجوں میں ہم اپنے بچوں کو کبھی داخل نہ کروائیں گے اس کے نتیجہ میں آوارگی اور بے حیائی پروان چڑھتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر طرح کے شرور وفتن سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

اسلام میں
عورت سے حسنِ سلوک کی تاکید

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَمَّابَعْد !! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ، وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِىْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

محترم خواتین اسلام عہد قدیم میں یوروپ ایشیاء کے تقریباً پیشتر علاقوں میں عورتوں کے ساتھ بڑا ناروا سلوک کیا جاتا تھا لڑکی پیدا ہوجانا اپنے ہم چشموں میں ننگ وعار اور ذلت تصور کیا جاتا تھا جس کے نتیجہ میں عورتوں پر بڑے ظلم روا رکھے

جاتے تھے پیدا ہوتے ہی ان کو زندہ درگور کرنا عام تھا میراث میں ان کو کوئی حق نہیں دیا جاتا تھا شوہر کے مرنے پر عورت کو بھی آگ کے سپرد کیا جاتا تھا یہ سب ایک معمول کی چیز بن گئی تھی بلکہ اچھے معاشرے کے لوگ بھی اس طرح کے گھناؤنے عمل کیا کرتے تھے بعض لوگ تو عورت کو صرف تکمیل خواہشات کا آلہ ہی سمجھتے تھے اور عورت کو انسان ہی نہیں خیال کرتے تھے اور کسی ایک بستی اور کسی ایک ملک کا یہ حال نہ تھا بلکہ ارض الٰہی کا کوئی گوشہ اور کوئی ایسا حصہ نہ تھا کہ جہاں اس صنف نازک پر ظلم وستم کے پہاڑ نہ توڑے جارہے ہوں اس کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کیا جاتا تھا ملک ومعاشرے میں اس کی کوئی قدر وقیمت نہ تھی۔

الحمدللہ! اسلام نے آتے ہی عورت کو عزت ورفعت کے بلند مقام پر پہونچادیا اور کئی طرح کی خوشخبریاں بھی سنادیں ماں بیٹی اور بہن سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آنے کا تاکیدی حکم دیا اور جس طرح مردوں کے حقوق ہیں اسی طرح عورتوں کے حقوق بھی بیان فرمادیئے میراث میں اس کو حصہ دیا۔شوہر کے فوت ہوجانے پر اس کو عدت پوری کرکے اپنی مرضی سے دوسرا نکاح کرنے کا مکمل اختیار دیا اور عورت کو گھریلو خادمہ اور عورت کی نوکرانی کی حیثیت نہ دے کر اس کو گھر کی ملکہ اور شوہر کی رفیق حیات بنایا اور گھر کے خرچ کی پوری ذمہ داری سے اس کو سبکدوش کرکے مرد پر پوری ذمہ داری رکھی اور عورتوں کو باہر پھرنے اور غیر مردوں کی شہوتوں کا نشانہ بننے سے منع کیا اور شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری لازم قرار دے کر اور بچوں کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داری سونپ کر اس کو بہت بڑا مقام عطا کیا۔قرآن مجید میں عورت کے تین اہم کرداروں یعنی ماں، بیوی اور بیٹی کے بارے میں بار بار الگ سے تاکید کی گئی ہے۔

ماں باپ کا بلند مقام

ماں کے بلند مرتبے اور اس کی خدمت واطاعت کی ترغیب اور اس کے ساتھ ترش کلامی یا بدسلوکی کی وعید میں کئی آیتیں ہیں، سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اس کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم بھی ہے۔اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو۔سورۂ بنی اسرائیل میں بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حکم کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کی کسی بات پر اف تک نہ کرنے اور ان کے ساتھ درشت کلامی نہ کرنے کا حکم ہے۔ان سے ادب سے بات کرنے اور ہمہ وقت ان کے ساتھ مہربانی اور انکساری کا معاملہ کرنے کا واضح ارشاد ہے۔

اور والدین کے مقام ومرتبہ کو بیان کرتے ہوئے یہاں تک حکم دیا گیا کہ اگر والدین اپنے بیٹے سے کہہ رہے ہیں کہ اپنی بیوی کو الگ کردے تو اس کو الگ ہی کردینا چاہیئے ایک موقع پر سرکار دوعالم محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اَعْظَمُ النَّاسِ حَقًّا عَلَى الرَّجُلِ اُمُّهٗ'' مرد پر سب سے زیادہ حق اس کی ماں کا ہے اور ظاہر ہے کہ ماں اولاد کی خاطر بڑی تکلیفیں برداشت کرتی ہے اپنے عیش وآرام کو تج کر اس کے راحت وآرام کا خیال کرتی ہے گرمی ہو یا سردی رات ہو یا دن ہر موسم میں ہر وقت بچے کی فکر ہی اس کو دامن گیر رہتی ہے قرآن کریم میں جگہ جگہ اللہ رب العزت نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔

ماں باپ کو اف تک نہ کہو!

اللہ رب العزت نے فیصلہ کردیا کہ تم لوگ صرف اسی کی عبادت کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو، اگر وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بوڑھا ہوجائے

تو ان سے اُف تک نہ کہو، اور ان سے شریفانہ بات کرو اور نرمی و رحم کرو جس طرح ان لوگوں نے تم کو بچپن میں پالا تھا، حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خوبیوں کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید نے ان کا یہ وصف خاص طور پر بیان کیا ہے کہ وہ والدین کے خدمت گذار اور ان کے ساتھ خوش سلوک تھے، سرکش اور نافرمان نہیں تھے۔ اور پرہیزگار تھے اور والدین کے فرمانبردار تھے اور ظالم وسرکش نہیں تھے۔ اور مجھ کو میری والدہ کا فرماں بردار بنایا اور ظالم و بد بخت نہیں بنایا۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے پوری بنی نوع انسانی کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے، والدین کے حکموں کی اطاعت ضروری ہے بجز اس کے کہ وہ شرک وکفر پر آمادہ کریں۔ یا کسی معصیت کے ارتکاب کی بات کریں تو ایسی صورت میں ان کی بات اور حکم لائق اطاعت نہیں۔

اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا اور اگر وہ تم کو اس پر آمادہ کریں کہ تم میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھہراؤ جس کا تم کو علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مانو اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب بندوں کے لئے بہتری اور خیر اسی میں ہے کہ وہ قرابت داروں کا حق ادا کریں جس میں والدین کے ساتھ دوسرے قرابت دار بھی شامل ہیں۔ قرابت داروں کو ان کا حق دو اور مسکین و مسافر کو یہ ان لوگوں کے لئے باعث خیر ہے جو اللہ کی رضا کے جویا ہیں۔

حسن سلوک کا حکم

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے ماں کا رتبہ اس لئے بلند ہے کہ اس نے حمل اور دودھ پلانے کی مدت میں خاص طور سے ضعف کے باوجود سخت ترین مشقتوں اور اذیتوں کو برداشت کیا اس کا بدلہ صرف یہی ہے کہ خالق حقیقی کے شکر

گذار ہونے کے ساتھ ساتھ وجہ تخلیق والدین کا بھی احسان مند ہو جائے دنیا میں اچھے اور بھلے طریقے سے ان کے ساتھ پیش آیا جائے ارشاد فرمایا میں نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا، اس کی ماں نے اس کو ضعف پر ضعف کے باوجود پیٹ میں رکھا، اور اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہوا کہ میرا شکر ادا کرے اور اپنے ماں باپ کا۔ میری ہی طرف لوٹنا ہے اور اگر وہ اس کی کوشش کریں کہ تم میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک ٹھہراؤ جن کا تم کو علم نہیں تو ان کی بات نہ مانو اور دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آتے رہو۔

آپ اس سے اندازہ لگایئے والدین کا مقام و مرتبہ کتنا بلند اور رفیع ہے کہ اگر وہ خدا کے ساتھ شرک کرنے کا حکم کرتے ہیں تب تو ان کی فرمانبرداری نہ کرو لیکن جائز امر میں ان کا حکم ماننا اور فرمانبرداری کرنا فرض ہے حتیٰ کہ اگر والدین غیر مسلم ہوں تب بھی ان کے ساتھ اچھے سے اچھا برتاؤ کرنے کا حکم ہے اگر والدین کمانے کے لائق نہیں ہیں اگرچہ غیر مسلم ہی ہیں لیکن ان کا خرچہ بھی اولاد ہی کے ذمہ ہے البتہ مشرک ہونے کی حالت میں مذہبی امور میں ان کی تابعداری نہیں کی جائے گی اور سچ تو یہ ہے کہ والدین ہی انسان کی جنت اور جہنم ہیں اگر ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے تو یہ والدین دخول جنت کا ذریعہ بنیں گے اور اگر ان کی نافرمانی کرتا ہے تو نافرمانی اس کو جہنم میں داخل کر دے گی۔

اعمال میں والدین کی اطاعت کا اثر

جن لوگوں کے حسن عمل کو قبولیت سے نوازا جاتا ہے اور جو لوگ محض خسارہ میں رہتے ہیں تو ان دونوں کے اعمال میں والدین کی اطاعت اور والدین کی نافرمانی کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ سورہ احقاف میں یہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔

ہم نے انسان کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے اس کی ماں نے مشقت اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور جنا، اور اس کا حمل اور دودھ تیس مہینوں کا رہا، یہاں تک کہ جب جوان ہوا اور چالیس سال کا ہوا تو اس نے کہا اے میرے رب، مجھے توفیق دے کہ تیری اس نعمت کا شکرادا کروں جو تو نے مجھے اور میرے والدین کو عطا کیں اور یہ کہ ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو اور میری اولاد میں میرے لئے درستگی کا سامان رکھ، میں تیری جانب رجوع کرتا ہوں اور میں اطاعت گزاروں میں ہوں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے بہترین عمل کو ہم قبول کرتے ہیں یہی جنت والے ہیں یہ وعدہ سچا ہے جس کا ان لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے اور وہ جو اپنے ماں باپ سے کہتا ہے کہ افسوس ہے کیا تم مجھے یہ خوف دلاتے ہو کہ میں پھر زندہ کیا جاؤں گا اور مجھ سے پہلے صدیاں گذریں اور وہ دونوں اللہ سے فریاد کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ افسوس ایمان لے آ، اللہ کا وعدہ سچ ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو صرف اگلوں کی باتیں ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر عذاب کا فیصلہ ثابت ہو چکا ہے ان سے پہلے جنوں اور انسانوں کے جو قبیلے اس طرح کے گذرے ہیں ان میں یہ بھی ہیں بے شک یہ لوگ نقصان میں ہیں۔

والدین کی خدمت محبوب ترین عمل

ان آیتوں کے بعد ماں اور باپ کا درجہ اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ جس اہمیت کے ساتھ متعین ہوتا ہے اس کے بعد کسی اور تفصیل کی ضرورت نہیں رہتی لیکن رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات جو دراصل قرآن کی تعلیمات کی تشریح اور توضیح ہیں وہیں آپ کے سامنے عرض کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف موقعوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے خدمت والدین کو خدا کے نزدیک محبوب ترین عمل بیان کیا ہے، ایک

موقع پر آپ ﷺ نے نماز کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کے عمل کو خدا کے نزدیک محبوب ترین عمل بتایا اور اس کو جہاد فی سبیل اللہ جیسے عمل پر فوقیت دی۔

نماز اپنے وقت پر پھر ماں باپ کی فرمانبرداری پھر جہاد فی سبیل اللہ لوگوں میں حسن صحبت کا سب سے زیادہ حق دار کون، کے تحت یہ حدیث درج کی ہے۔ ایک شخص رسول ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میرے حسن صحبت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، تمہاری ماں، پوچھا پھر کون، فرمایا تمہاری ماں، پوچھا پھر کون، فرمایا تمہاری ماں، انہوں نے کہا اس کے بعد فرمایا تمہارے باپ۔ والدین کی خدمت کے لئے اگر اولاد کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے تو پھر ایسی اولاد کے لئے جہاد میں شامل ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ماں باپ کی خدمت ہی میں ان کے لئے جہاد کے ثواب ہیں۔

بہت سی احادیث میں رسول عربی ﷺ نے ماں کے فضائل بیان کئے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ سے غزوات اور جہاد میں جانے کی درخواست کی اور اجازت چاہی تو حضور ﷺ نے ان کو ماں کی خدمت کرنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ تمہارے لئے جہاد یہی ہے اور تم کو اسی سے جنت ملے گی اور خاص کر جب والدین بوڑھے ہو جائیں تب تو اولاد کے لئے اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ ان کی خدمت کریں اور ان کی ہر طرح کی ضروریات کا خیال کریں۔

جہاد اور ماں باپ کی خدمت

ایک صاحب نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ کیا میں جہاد کروں؟

آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے ماں باپ ہیں؟ کہا ہاں! تو حضور ﷺ نے فرمایا ان دونوں کی خدمت میں لگے رہو۔ نسائی کی روایت ہے کہ ایک صحابی حضرت جاہمہ

رضی اللہ عنہ جہاد میں شریک ہونے کے لئے حاضر ہوئے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری ماں ہیں، کہا ہاں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کی خدمت کروان کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔اس سے اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ اگر جنت تلواروں کے نیچے ہے تو وہ ماں کے قدموں کے آس پاس بھی ہے۔صحیح مسلم کی ایک روایت کے مطابق آپ نے اس شخص کے حق میں رنج وافسوس کے کلمات بیان فرمائے جس نے والدین کو یا ان میں سے کسی کو بڑھاپے میں پایا پھر بھی ان کی خدمت کے ذریعے جنت کا مستحق نہ بن سکا۔ برباد ہوا، برباد ہوا جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی کو بڑھاپے میں پایا پھر بھی جنت میں داخل نہ ہوا۔ ماں اگر غیر مسلم ہے مشرک وکافر ہے تو بھی صلہ رحمی کا آپ ﷺ نے حکم دیا، حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنی غیر مسلم ماں کے بارے میں سوال کیا کیا میں اپنی ماں سے صلہ رحمی کروں؟ فرمایا ہاں اپنی ماں سے صلہ رحمی کرو۔ اس قسم کی اور بھی حدیثیں ہیں جن کو حدیث وفقہ کی کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اولاد نادانی میں والدین کی نافرمانی کر دیا کرتی ہے اور جب والدین دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو اسے خیال آتا ہے کہ میں نے بہت بڑی غلطی کی کہ والدین کی نافرمانی کی تو اس کے لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے والدین کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کو بھی فرمانبرداروں میں لکھ دیں گے۔

بیٹیوں کا مقام

ماں کا درجہ تو خیر ظاہر ہے عورت کا ایک اور کردار بیٹی کی صورت میں ہے یہ تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد دوسرے غیر مسلم معاشروں میں لڑکی اور بیٹی کے وجود کو اچھا نہیں سمجھا گیا بلکہ ان کو

زندہ درگور کر دینے، پیدا ہوتے ہی ختم کر دینے اور ان کی پیدائش پر عار محسوس کرنے کے واقعات تاریخ کے صفحات پر بکھرے ہیں۔

قرآن مجید نے انتہائی پر زور اور پر اثر انداز میں بیٹیوں کی اس زندہ درگوری کے خلاف آواز بلند کی کہ قیامت کے دن یہ سوال ضرور ہوگا کہ بیٹیوں کو کس جرم میں مارا گیا تھا۔اور جب زندہ درگور کی جانے والی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں ماری گئی۔بیٹیوں کو دیوتاؤں پر بھینٹ چڑھایا جاتا تھا قرآن نے اس کو بربادی کا طریقہ بتایا۔اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کیلئے ان کے شریکوں نے اپنی اولاد کے قتل کو خوش نما بنادیا ہے تاکہ ان کو ہلاکت میں مبتلا کریں اور ان پر ان کے دین کو مشتبہ بنادیں۔

قرآن مجید نے ایسے لوگوں کی نفسیاتی بیماری کی تشخیص کی ہے جن کو بچی کی پیدائش کی خوش خبری ملتی ہے تو غم وغصہ سے ان کے چہرے سیاہ ہو جاتے ہیں وہ بچی کی پیدائش کی خوش خبری پر بجائے مسرور ہونے کے کڑھتے رہتے ہیں اور ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیا کریں اس ذلت کو برداشت کریں یا پھر اس کو سپرد خاک کریں۔ اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور غصے کے گھونٹ پیتا ہے وہ لوگوں سے اس خوشخبری کی تکلیف کی وجہ سے چھپا پھرتا ہے (سوچتا ہے) کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لئے رہے یا اس کو مٹی میں دبادے۔

اسلام نے ان بیٹیوں کو بجائے عار وشرم کے جنت کے استحقاق کا سبب بنادیا، انسان اور جہنم کے درمیان یہ بیٹیاں ایک آڑ اور ایک حجاب بن گئیں۔

صحیحین اور ترمذی کی روایت ہے کہ ان بچیوں کے بارے میں جس شخص کی کچھ بھی آزمائش کی گئی اور اس نے ان سے اچھا سلوک کیا تو یہ بچیاں اس کیلئے جہنم سے حجاب بن جائیں گی۔ایک اور روایت کے مطابق قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ

سے ایک ایسا شخص انتہائی قریب ہوگا جس نے دو بچیوں کی پرورش اور تربیت کی ہو۔ترمذی کی روایت ہے کہ جس نے تین بہنوں یا بیٹیوں یا دو بہنوں اور بیٹیوں کی عمدہ طور پر پرورش کی تو جنت اس کی ہوگئی۔جس نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو بیٹیوں یا دو بہنوں کی پرورش کی ان کو تہذیب سکھائی ان سے اچھا برتاؤ کیا تو اس کیلئے جنت ہے۔ جس کی بیٹی ہو پھر وہ اس کو زندہ دفن نہ کرے اور نہ اس بچی کی توہین کرے اور نہ اس پر بیٹوں کو ترجیح دے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریں گے۔

برکت والا نکاح

مگر افسوس ہے کہ آج کل اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ بھی بچیوں کو وہ درجہ نہیں دیتے جو بچوں کو دیتے ہیں بلکہ یہی تمنا اور خواہش کرتے ہیں کہ صرف لڑکے ہی لڑکے پیدا ہوں ممکن ہے کہ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ لڑکیوں کی شادی میں بڑے پیسے صرف ہوتے ہیں اور طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ سب چیزیں غیروں کی طرف سے در آئی ہیں ورنہ ہم کو اسلام نے بالکل سادی شادی کرنے کا حکم دیا ہے۔ارشاد نبوی ہے ''اَعْظَمُ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَؤْنَۃً'' سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو۔

بعض لوگ تو مجبوری کی وجہ سے زیادہ خرچ کرتے ہیں اور بعض لوگ شہرت وناموری کیلئے خرچ کرتے ہیں لیکن دیکھا یہ گیا ہے لڑکی کا باپ تو غمگین اور پریشان حال ہوتا ہے کیوں کہ نہ معلوم اس نے کہاں سے ایک ایک پیسے کا انتظام کر کے بیٹی کی شادی میں خرچ کیا اور طرح طرح کے کھانے کھا کر لوگ خوشیاں مناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلم معاشرے سے اس رسم بد کو مٹائے سادی شادی کا رواج پیدا فرمائے۔

بیوی کا درجہ اور مقام

بیوی کا درجہ چوں کہ معاشرہ کی تعمیر وتشکیل میں سب سے زیادہ باوزن اور اہم ہوتا ہے اس لئے اس کے متعلق احکام بھی زیادہ ہیں، سورۂ بقرہ، نساء، نور، روم، تحریم، اور طلاق میں اس قسم کی بہت سی آیتیں ہے، ہم ان میں سے چند کو نقل کرتے ہیں تا کہ بیوی کی منزلت واہمیت اس کی فطرت وصلاحیت اور اس کے متعلق حقوق وفرائض کی وضاحت ہوسکے، بیوی کا وجود باعث تسکین ہے اور یہ سکون آپس کی محبت اور مروت سے حاصل ہوتا ہے۔خدا کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تمہارے لئے تم ہی میں سے جوڑے بنائے ہیں تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور خدا نے تمہارے درمیان مودت ورحمت پیدا فرمادی۔

بیوی کے ساتھ بھلائی کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہئے ان کی بات ناگوار خاطر ہوتی ہے تو ہوسکتا ہے کہ اسی میں خیر اور بہتری پوشیدہ ہو۔ان (بیویوں) کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی بسر کرو، اگر تم ان کو ناپسند کرتے ہو تو ہوسکتا ہے جس چیز کو تم برا سمجھتے ہو اللہ تعالیٰ نے اس میں خیر کثیر رکھی ہے۔امام بصاص نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ شوہر پر مہر اور نفقہ کے جو حقوق ہیں ان کو پورا کرے، درشتی کلامی اور اعراض اور غیر عورت کی طرف التفات کی وجہ سے اس کو اذیت نہ دے، حتیٰ کہ بیوی کے سامنے چہرہ بشرہ سے بھی نفرت وبیزاری کا اظہار نہ کرے بیوی کے لئے اسی طرح کے حقوق شوہر پر ہیں جس طرح کے حقوق شوہر کے بیوی پر ہیں یعنی ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے۔ان عورتوں کے حقوق ایسے ہی ہیں جیسے ان پر (مردوں) کے حقوق ہیں اچھے طور پر۔اس آیت کریمہ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ہر فریق کو اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے کے بجائے اپنے فرائض کے ادا کرنے کی فکر ہونی چاہئے

جب ہر ایک کو اپنے فرائض کے ادا کرنے کی فکر ہوگی تو سارے ہی جھگڑے رفع ہو جائیں گے آج کل تو لڑائیاں پیش آتی ہیں اور میاں بیوی میں آئے دن جھگڑے ہو رہے ہیں اس کی ایک بڑی وجہ یہی ہے۔

حسن صحبت اور خوش معاملگی

امام قرطبی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ مردوں پر عورتوں کے حقوق زوجیت اسی طرح ہیں جس طرح عورتوں پر مردوں کے حقوق ہیں، اسی لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک بار فرمایا میں اپنی بیوی کیلئے اسی طرح سجتا ہوں جس طرح وہ میرے لئے سنورتی ہے اور جس طرح میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ میرا حق پوری طرح ادا کرے اسی طرح وہ اس کا اختیار رکھتی ہے کہ وہ اپنا حق پوری طرح وصول کرے“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے کہ مردوں پر عورتوں کا حق یہ ہے کہ ان کے ساتھ حسن صحبت اور خوش معاملگی کا سلوک کرے۔ ابن زید نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اسی طرح وہ تمہارے بارے میں اللہ سے ڈریں۔ قرآن مجید کی ایک آیت ہے۔ ”مردوں کیلئے ان کے اعمال کا حصہ ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا حصہ ہے“

شوہر اور بیوی دونوں یکساں طور پر اپنی اپنی ہستی، اپنے فرائض و اعمال اور ان کے نتائج و ثمرات رکھتے ہیں۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ایک گروہ کو دوسرے گروہ پر کسی نہ کسی خاص بات کی بناء پر فوقیت دی ہے، فطری طور پر عورت کی معیشت کی ضرورتیں مردوں کے ذریعے پوری ہوتی ہیں اس لئے ذمہ داری اور کارگزاری میں سربراہی کا حق قدرتی طور پر مردوں کو حاصل ہے۔ مرد عورتوں کے حاکم (زندگی کا بندوبست کرنے والے) ہیں اسلئے کہ اللہ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ مردوں

کا عورتوں پر ایک (خاص) درجہ ہے۔ اور ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت گھر کی نوکرانی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو گھر کی ملکہ اور رانی بنایا ہے اور گھر کا نظام چلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے عورت پر مرد کو فوقیت عطا کی ہے کہ مرد گھر کے باہر کے کام انجام دے اور عورتیں گھر کے اندر کام بحسن و خوبی پایۂ تکمیل کو پہونچائیں اور اس کیلئے اس سے بہتر کوئی اور شکل ہی نہیں تھی کہ مرد کو حاکم بنایا جائے اس لئے اللہ رب العزت نے مرد کو حاکم بنایا اور اس کو فضیلت و برتری عطا کی۔

مرد کا مقام عورت سے بلند کیوں؟

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مرد کا درجہ اس لئے بلند ہے کہ وہ عقل میں، خرچ کرنے کی طاقت میں، دیت میراث اور جہاد میں بعض حیثیت سے عورتوں پر تفوق رکھتے ہیں لیکن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک رائے یہ بھی ہے کہ درجہ کی اس برتری سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ مردوں کو عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت پر ابھارا جائے اور عورتوں کے ساتھ اخلاقی اور اقتصادی دونوں طرح سے کشادگی کا سلوک کیا جائے یعنی جو افضل ہے اسے ان اخلاق عالیہ کا زیادہ بڑا نمونہ ہونا چاہئے۔

اور اصل بنیادی بات یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے ناگزیر ہیں۔ دونوں کی زندگی ایک دوسرے سے وابستہ ہے اس لئے ضرورت اور مقصد میں دونوں یکساں اور مساوی ہیں۔ وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔

تفسیر میں مفسرین نے مختلف رایوں کو بیان کیا ہے ہم یہاں مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تحریر نقل کرتے ہیں وہ اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں۔ ”مرد و عورت کو ایک دوسرے سے ملا کر اللہ تعالیٰ نے دونوں کے جنسی میلان کو ان کی معاشی اور معاشرتی کمی کی تکمیل کا ذریعہ بنایا ہے اس لئے یہ ایک دوسرے کے ساتھ

لازم وملزوم، ایک دوسرے کی پردہ پوش، ایک دوسرے کی تکمیل کا ذریعہ ہیں قرآن کی آیتوں میں ہے، تم ان کے ستر پوش ہو وہ تمہارے لئے تم ان کی زینت ہو وہ تمہاری تم ان کی خوبصورتی ہو وہ تمہاری تم ان کی تکمیل کا ذریعہ ہو وہ تمہاری یہی نکاح کے اغراض ہیں اور انہی اغراض کو پورا کرنا حقوق زوجین کو ادا کرنا ہے۔ قرآن مجید کی چند آیتیں میں نے مختصر پیش کی ہیں، لیکن ان سے یہ الزام جاتا ہے کہ اسلامی معاشرہ میں عورتوں کے ساتھ ذلت وپستی کا سلوک کیا جاتا ہے۔

حدیث نبوی ﷺ اور عورتوں کے حقوق

قرآن مجید کے بعد شریعت کا دوسرا سب سے بڑا ماخذ حدیث نبوی ﷺ ہے حدیث کی تمام کتابوں اور مجموعوں میں عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے باب موجود ہیں ان ساری حدیثوں کو یہاں پیش نہیں کیا جا سکتا، لیکن زن وشوہر سے متعلق چند حدیثیں بطور استحضار عرض کرتا ہوں۔ یہ حدیثیں مشہور ومعروف ہیں۔ اسلامیات کا ہر طالب علم ان سے واقف ہے، مگر جب یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسلام میں عورت کے ساتھ حقارت ونفرت کرنا ایک اہم نقطہ ہے تو پھر یادداشت میں تازگی لانے کے لئے ان حدیثوں پر دوبارہ نظر ڈالنا ضروری ہے، تاکہ صحیح طور پر معلوم ہو سکے کہ اسلام نے عورت کو کیا حقوق دیئے ہیں عورت کے حق کی ادائیگی صرف اسی چیز میں نہیں ہے کہ اس کے نان نفقہ کا بندوبست کر دیا جائے بلکہ ایک انسان کی جتنی بھی ضروریات ہو سکتی ہیں وہ سب ایک مرد کے ذمہ ہیں کہ ان کو بجالائے ارشاد باری تعالیٰ ہے، ''اَسْکِنُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ سَکَنْتُمْ مِنْ وُّجْدِکُمْ وَلَاتُضَآرُّوْھُنَّ لِتُضَیِّقُوْعَلَیْھِنَّ'' تم ان عورتوں کو اپنی وسعت کے مطابق رہنے کا مکان دو جہاں تم رہتے ہو اور ان کو تنگ کرنے کیلئے تکلیف مت پہونچاؤ اسلام نے عورتوں کو مارنے

سے بھی منع فرمایا کہ ان کی پٹائی مت کرو اور اگر ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو ان کی فہمائش کرو اور سمجھاؤ پھر بھی باز نہ آئیں اور اپنی غلطی پر اڑی رہیں تب بھی ان کو مارنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ اسی کمرے میں رہو ان سے بستر الگ کر لو اور اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو ان کو مار سکتے ہو مگر اس طرح نہیں کہ ان کے جسم پر نشان پڑ جائے یا کوئی ہڈی ٹوٹ جائے۔

شوہر پر بیوی کا حق ہے

اور بہترین انسان وہی ہے جو اپنی بیوی کے لئے بہتر ہو اور دنیا کی سب سے بہتر چیز نیک بیوی ہے اس مضمون پر مختلف حدیثیں ہیں۔

مثلاً: تمہاری بیویوں کا تم پر حق ہے، مکمل مومن وہ ہے جو بہترین اخلاق والا ہو اور تمہارے لئے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہیں تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والے کے لئے بہتر ہو اور میں اپنے اہل کے لئے تم سے بہتر ہوں، دنیا ایک پونجی ہے اور اس کی سب سے بہترین پونجی نیک عورت ہے ان قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں اسلامی معاشرہ میں عورت کی حیثیت کا صحیح تعین ہو جاتا ہے۔ وہ ایک ماں، بیٹی اور بیوی کی حیثیت سے اپنے حقوق وفرائض کی متحمل ہے۔

لہٰذا یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اسلام نے معاشر میں عورت کو جو مقام دیا ہے وہ مقام دنیا کا کوئی مذہب عورت کو نہیں دے سکتا۔

چناں چہ حجۃ الوداع کے موقع پر جہاں آپ ﷺ نے بہت سی باتیں ارشاد فرمائی ہیں وہیں عورتوں کے تعلق سے مردوں کو تاکیدی حکم دیا خطبہ عرفہ کے موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اِتَّقُوا اللّٰہَ فِی النِّسَآءِ وَاِنَّکُمْ اَخَذْتُمُوْھُنَّ بِاَمَانِ اللّٰہِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَھُنَّ بِکَلِمَۃِ اللّٰہِ وَلَکُمْ عَلَیْھِنَّ اَلَّا یُوْطِئْنَ فُرُشَکُمْ

اَحـداً تـکْـرَهُوْ نَهٗ فَاِنْ فَعَلْنَ ذَالِکَ فَاضْرِبُوْ هُنَّ ضَرْبًا غَیْرَ مُبَرَّحٍ وَلَهُنَّ عَلَیْکُمْ رِزْقُهُنَّ وَ کِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ.

عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈروتم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے اور ان کی شرمگاہوں کو اللہ کی بات کیساتھ حلال سمجھا ہے اور تمہاری طرف سے ان پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو (جس کا آنا تم کو گوارا نہیں ہے) نہ آنے دیں اگر وہ ایسا کریں تو تم انھیں ایسی مار مارو جو نمودار نہ ہو اور ان کا حق تمہارے اوپر یہ ہیکہ ان کو معقول طریقے پر ان کی خوراک اور پوشاک کا انتظام کرو۔

اس حدیث شریف میں سب سے پہلے یہ بات بیان فرمائی گئی کہ مرد جو عورتوں کے سربراہ اور حاکم ہیں وہ اس سربراہی اور حکم کو اللہ کے مواخذہ اور گرفت سے بے پرواہ ہو کر عورتوں پر استعمال نہ کریں بلکہ ہمیشہ یہ بات یاد رکھیں کہ ان کے اور بیوی کے درمیان اللہ رب العزت ہے اور یہ بیویاں اللہ کی دی ہوئی امانت ہیں شوہروں کے قبضہ میں اگر عورتوں پر ظلم و زیادتی کروگے تو اللہ کی دی ہوئی امانت میں خیانت ہوگی اور سخت مجرم قرار دئے جاؤ گے درحقیقت لفظ ''اَخَذْ تُمُوْهُنَّ بِاَمَانِ اللّٰهِ'' عورتوں کے لئے کتنا بڑا شرف ہے کہ وہ اللہ کی امانت میں ہیں اور ان کے سربراہ شوہروں کے لئے کتنی سخت وعید ہے۔

الغرض مذہب اسلام نے عورتوں پر بڑے احسانات کئے اور مرد کو ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اسلام کی صحیح سمجھ عطا فرمائے، آمین ثم آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

سیرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روشنی میں عورتوں کا کردار

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْد !! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَالطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّئُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ، صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ. عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ کَثِیْرٌ وَّلَمْ یَکْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِیَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَاءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ. اَوْکَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّم.

معزز خواتین، ماؤں اور بہنو! آج کی اس بابرکت مجلس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کے تعلق سے کچھ باتیں آپ کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب اور خصوصیات بے شمار ہیں جو آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت صدیقہ کے فضائل کا ذکر کیا ہے۔

قرآن کریم میں مستقل دو رکوع اللہ تعالیٰ نے ان کی شان برأت میں نازل فرمائے۔اور جو حدیث میں نے پڑھی ہے اس کے راوی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مردوں میں تو بہت لوگ درجہ کمال کو پہونچے ہیں مگر عورتوں میں صرف مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ ہی کامل ہوئی ہیں اور عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسے ہے جیسے کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں ثرید تمام کھانوں میں افضل اور عمدہ شمار کیا جاتا تھا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چوں کہ فضل وکمال اور زہد وتقویٰ علم وفقہ میں صرف صحابیات ہی نہیں بلکہ بہت سے اجلۂ صحابہ سے بھی فائق تھیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہی مرجع خلائق تھیں صحابہ وصحابیات اہم اور پیچیدہ مسائل میں ان سے رجوع کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت میں تمام ہی خواتین کے لئے بہتر پیروی اور عمدہ نمونہ ہے حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ آج مسلمانوں کے اس دور انحطاط میں ان کے انحطاط کا آدھا سبب ''عورت'' ہے، وہم پرستی، جاہلانہ مراسم، خوشی وغمی کے موقعوں پر مسرفانہ مصارف اور جاہلیت کے دوسرے آثار صرف اس لئے ہمارے گھروں میں زندہ ہیں کہ آج بیویوں کے قالب میں تعلیمات اسلامی کی روح مردہ ہوگئی ہے، شاید اس کا سبب یہ ہو کہ ان کے سامنے مسلمان عورت کی زندگی کا کوئی مکمل نمونہ نہیں۔

آج آپ کے سامنے اس خاتون کا نمونہ پیش کیا جارہا ہے جس کی زندگی شمع ہدایت ہے، ایک مسلمان عورت کیلئے ''سیرت عائشہ'' میں اس کی زندگی کے تمام تغیرات، انقلابات اور مصائب، شادی، رخصتی، سسرال، شوہر، سوکن، لاولدی، بیوگی، غربت، خانہ دار، رشک وغبطہ، غرضیکہ اس کے ہر موقع اور ہر حالت کیلئے تقلید کے قابل نمونے موجود ہیں، پھر علمی، عملی، اخلاقی ہر قسم کے گوہر گرانمایہ سے یہ پاک زندگی مالا مال ہے، اس لئے سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے لئے ایک آئینہ خانہ ہے، جس میں صاف طور سے یہ نظر آئے گا کہ ایک مسلمان عورت کی زندگی کی حقیقی تصویر کیا ہے۔اس کے لئے مکمل نمونۂ عمل موجود ہے گویا سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک جامع سیرت ہے جو ایک عورت کے تمام گوشہ پر حاوی اور محیط ہے اور جن جن چیزوں کی ایک عورت کو صحیح زندگی گزارنے اور سکون واطمنان حاصل کرنے کے لئے ضرورت ہوتی ہے وہ تمام گوشے سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں مل سکتے ہیں عورت کے لئے جہاں بہت سی چیزیں اہم اور ضروری ہوتی ہیں وہیں یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر کو کس طرح راضی اور خوش رکھے اور یہ کیسے اپنے شوہر کی سب سے زیادہ محبوب اور پیاری بنی رہے۔یقیناً ہر ایک نیک بخت عورت کے دل میں یہ بات ضرور ہوتی ہوگی۔

سیدہ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مبارک سیرت میں یہ چیزیں آپ کو مل جائیں گی کہ کس طرح ازدواجی زندگی خوشگوار طریقہ پر گذرے اسلئے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت سے متعلق کچھ باتیں عرض کرتا ہوں۔

آپ کا حسب ونسب

نام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، صدیقہ لقب، ام المؤمنین خطاب، ام عبداللہ کنیت اور حمیرہ لقب ہے، حضور انور ﷺ نے بنت الصدیق سے بھی خطاب فرمایا ہے۔

چوں کہ آپ لاولد تھیں اس لئے حضور کے ایماء پر اپنے بھانجہ عبداللہ بن زبیر کے نام پر اپنی کنیت ام اعبداللہ اختیار کی، ان کے والد کا نام عبداللہ تھا، ابوبکر کنیت اور صدیق لقب تھا، اور ماں کا نام ام رومان تھا، جن کا پہلا نکاح عبداللہ ازدی سے ہوا تھا، ان کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عقد میں آئیں اور ان سے حضرت ابوبکر کی دو اولادیں، عبدالرحمٰن اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نسب ساتویں آٹھویں پشت پر جا کر ملتا ہے اور ماں کی جانب سے گیارہویں بارہویں پشت میں کنانہ پر جا کر ملتا ہے۔

ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات

غیر معمولی اشخاص اپنے بچپن ہی سے اپنے حرکات وسکنات اور نشوونما میں ممتاز ہوتے ہیں، ان کے ایک ایک خدوخال میں کشش ہوتی ہے، ان کے ناصیۂ اقبال سے مستقبل کا نور خودبخود چمک چمک کر نتیجہ کا پتہ دیتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی اسی قسم کے لوگوں میں تھیں، بچپن ہی میں ان کے ہر انداز سے سعادت اور بلندی کے آثار نمایاں تھے، تاہم بچہ بچہ ہے، وہ صرف کھیلتا ہے اور کھیلنا ہی اس کی عمر کا تقاضہ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی لڑکپن میں کھیل کود کی بہت شوقین تھیں محلّہ کی لڑکیاں ان کے پاس جمع رہتیں اور وہ اکثر ان کے ساتھ کھیلا کرتیں، لیکن اس لڑکپن اور کھیل کود میں بھی رسول اللہ ﷺ کا ادب ہر وقت ملحوظ رہتا۔ یعنی ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات۔

"عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ يَنْقَمِعْنَ مِنْهُ فَيسر بِهِنَّ اِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِيْ".

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی (نکاح کے بعد) گڑیوں سے کھیلا کرتی تھیں اور میرے ساتھ کھیلنے والی میری کچھ سہیلیاں تھیں تو جب حضرت محمد ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو وہ لڑکیاں (آپ ﷺ کے احترام میں) گھر کے اندر جا چھپتیں تو آپ ﷺ ان کو میرے پاس بھجوا دیتے چناں چہ وہ آ کر پھر میرے ساتھ کھیلنے لگتیں، بچپن میں جس طرح بچوں کو کھیل کود کا شوق ہوتا ہے اسی طرح آپ رضی اللہ عنہا کو بھی تھا، مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنے متعلق بیان ہے "وَزُفَّتْ اِلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ وَلُعَبُهَا مَعَهَا" یعنی جب ان کی رخصتی ہوئی اور آپ ﷺ کے دولت کدہ پر بحیثیت شریکِ حیات اور ام المؤمنین تشریف لے گئیں اس وقت عمر صرف نو سال کی تھی اور ان کے کھیلنے کی گڑیا ان کیساتھ تھیں اور حضور اکرم ﷺ اس عمر کا خیال کرتے ہوئے ان کی دلداری اور دلجوئی بھی فرمایا کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے تشریف لانے پر دوسری بچیاں چھوڑ کر چلی جاتیں تو آپ علیہ السلام خود ان کا کھیل جاری رکھنے کیلئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح جیسے کم عمری میں ہوا تھا اسی طرح بڑی ہی سادگی کے ساتھ ہوا تھا۔

نکاح اور تعلیم وتربیت

حضرت عطیہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا واقعہ اس سادگی سے بیان کرتی ہیں کہ "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لڑکیوں کے ساتھ کھیل رہی تھیں ان کی انا (دائی) آئی اور ان کو لے گئی، حضرت ابوبکر نے آ کر نکاح پڑھا دیا"

مسلمان عورت کی شادی صرف اسی قدر اہتمام چاہتی ہے لیکن آج ایک مسلمان لڑکی کی شادی، مسرفانہ مصارف اور مشرکانہ مراسم کا مجموعہ ہے، لیکن کیا خود سرور کائنات حضور اکرم رسول اللہ ﷺ کی یہ مقدس تقریب اس کی عملی تکذیب نہیں؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب میرا نکاح ہوا تو مجھ کو خبر تک نہ ہوئی کہ میرا نکاح ہو گیا، اس کے بعد میری والدہ نے مجھے سمجھا بھی دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نکاح کے بعد تقریباً تین برس تک میکے میں رہیں، دو برس تین مہینہ مکہ میں اور سات آٹھ مہینے ہجرت کے بعد مدینہ میں، ہجرت کے بعد رخصتی ہوئی حضور ﷺ کے پاس مہر ادا کرنے کے لیے روپیہ نہ تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پیشکش پر ان سے قرض لیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھجوایا، اس سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنا چاہئے جو مہر کی ادائیگی سے اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتے ہیں، مہر عورت کا حق ہے جو اس کو ملنا چاہئے۔

تعلیم وتربیت کا زمانہ کہاں سے شروع ہوا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تعلیم وتربیت کا اصل زمانہ رخصتی کے بعد شروع ہوتا ہے انہوں نے اسی زمانہ میں پڑھنا سیکھا، قرآن دیکھ کر پڑھتی تھیں، ایک روایت میں ہے کہ لکھنا نہیں جانتی تھیں، بہر حال نوشت وخواند تو انسان کی ظاہری تعلیم ہے، حقیقی تعلیم وتربیت کا معیار اس سے بدرجہا بلند ہے، انسانیت کی تکمیل اخلاق کا تزکیہ، ضروریات دین سے واقفیت، اسرار شریعت کی آگاہی کلام الٰہی کی معرفت، احکام نبوی کا علم بھی اعلیٰ تعلیم ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس تعلیم سے کامل طور پر بہرہ اندوز تھیں، علوم دینیہ کے علاوہ تاریخ وادب اور طب میں بھی ان کو ید طولیٰ حاصل تھا، تاریخ وادب کی تعلیم تو خود اپنے پدر بزرگوار سے حاصل کی تھی، طب کا فن ان وفود عرب سے سیکھا تھا جو گاہ گاہ اطراف عرب سے بارگاہ نبوت میں آیا کرتے تھے، اسی طرح حضور اکرم ﷺ عمر کے آخیر دنوں میں اکثر بیمار رہتے، اطبا جو دوائیں بتایا کرتے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان کو یاد کر لیتی تھیں۔ چوں کہ ذہین وفطین کافی تھیں اسلئے

ان دواؤں کے نام اور ان کی خاصیات اچھی طرح ذہن نشیں بھی کر لیا کرتی تھیں اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ کوئی بھی فن اور ہنر ہو اس کو حاصل کر لینا چاہئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اتنی بڑی عالمہ ہونے اور بے شمار فضائل ومناقب حاصل ہونے کے باوجود فن طب کو جو بشرط سہولت حاصل ہو سکتا تھا اس کو حاصل کیا لیکن بہر حال علم دین کا حاصل کرنا سب سے مقدم ہے اسلئے پہلے اس کو حاصل کریں پھر بعد میں اسلامی قواعد وضوابط کے مطابق دیگر علوم وفنون اگر حاصل کرنا بشرط سہولت ممکن ہو تو اس کو بھی حاصل کر سکتی ہیں۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گھریلو زندگی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جس گھر میں رخصت ہو کر آئیں تھیں وہ کوئی بلند اور عالیشان عمارت نہ تھی، بنی نجار کے محلّہ میں مسجد نبوی ﷺ کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے متعدد حجرے تھے، انہیں میں ایک حجرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مسکن تھا، یہ حجرہ مشرقی جانب واقع تھا اس کا ایک دروازہ مسجد کے اندر مغرب رخ اس طرح واقع تھا کہ گویا مسجد نبوی اس کا صحن بن گئی تھی، آنحضرت ﷺ اسی دروازہ سے ہو کر مسجد میں داخل ہوتے تھے، جب مسجد میں معتکف ہوتے تو سر مبارک حجرے کے اندر کر دیتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بالوں میں کنگھا کر دیتیں، کبھی مسجد میں بیٹھے بیٹھے حجرہ کے اندر ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز مانگ لیتے، اس عقل وشعور کے باوجود کم سنی کی غفلت اور بھول چوک سے بری نہ تھیں، گھر میں آٹا گوندھ کر رکھتیں اور بے خبر سو جاتیں، بکری آتی اور کھا جاتی، دوسری بیویوں کے مقابلہ میں کھانا بھی اچھا نہیں پکاتی تھیں۔ لیکن یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے کیوں کہ وہ بڑی کم سن تھیں اور کم سنی کا تقاضہ یہی تھا کہ بھول چوک ہوتی نو دس سال کی عمر ہی کیا ہوتی ہے اور آج کل تو پندرہ پندرہ سال کی لڑکیا

ں ہو جاتی ہیں مگر ان کو کھانا صحیح طور سے پکانا نہیں آتا ہے لیکن حضرت رضی اللہ عنہا بڑی زیرک اور عقلمند تھیں اور تمام ازواج مطہرات کو آپ کی عقلمندی ہوشیاری اور علمی تفوق کا اقرار تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غایت درجہ محبت والفت بھی تھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے محبت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نہایت محبت رکھتے تھے، اور یہ تمام صحابہ کو معلوم تھا اس کا اندازہ اس سے لگایئے کہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے زانو پر سر رکھے ہوئے وفات پائی، اس محبت کی اصل وجہ یہی تھی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فہمِ مسائل، اجتہادِ فکر اور حفظ احکام میں تمام ازواج سے ممتاز تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ صرف شدید محبت تھی بلکہ شغف اور عشق تھا، اس محبت کا کوئی اور دعویٰ کرتا تو ان کو ملال ہوتا تھا، کبھی راتوں کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیدار ہوتیں اور آپ کو پہلو میں نہ پاتیں تو بے قرار ہو جاتیں۔ایک سوکن جس کو شوہر سے حد درجہ محبت ہو اس کے دل میں یہ خدشات بھی ہوتے ہیں کہ کہیں اس کا شوہر کسی اور سوکن کے پاس تو نہیں چلا گیا اگر چہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عدل وانصاف کی وجہ سے یہ، کامل درجہ کا یقین تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایک کی باری میں دوسری بیوی کے پاس تشریف نہیں جائیں گے مگر محبت کے ہاتھوں مجبور تھیں، جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتیں تو ان کا وہ گمان ہمیشہ غلط ثابت ہوتا، ظاہر ہے ہادیٔ عالم صلی اللہ علیہ وسلم انصاف نہ کرتے تو اور کون کرتا؟

سوتیلی اولاد سے حسن سلوک

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کنواری تھی، لیکن ان سے عمر میں پانچ چھ برس بڑی تھیں، غالباً ایک سال یا اس سے بھی کچھ کم دونوں ماں

بیٹی ایک ساتھ رہی ہوں گی، سن ۲ ہجری کے بیچ میں وہ حضرت علی مرتضیٰ سے بیاہ دی گئیں شادی کے لئے جن ماؤں نے سامان درست کیا تھا ان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے انہوں نے خاص طور سے اس کا اہتمام کیا، مکان لیپا، بستر لگایا، اپنے ہاتھ سے کھجور کی چھال دھن کر تکئے بنائے، چھوہارے اور منقیٰ دعوت میں پیش کئے، شادی کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جس گھر میں گئیں اس میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں صرف ایک دیوار کا فصل تھا، بیچ میں دریچہ تھا جس سے کبھی کبھی باہم گفتگو ہوتی۔سوتیلی اولاد سے اچھے اخلاق سے پیش آنا ہی بہت بڑی بات ہے چہ جائیکہ اس کی شادی کیلئے انتظام اور بندوبست کرنا جس طرح حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چہیتی بیٹی تھیں اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چہیتی بیوی تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جو معاملہ تھا اور ان کے ساتھ جو عمدہ اور اچھا اخلاق و برتاؤ تھا اس میں ہمارے زمانہ کی عورتوں کیلئے بڑا اسبق ہے کہ اگر ہماری سوتیلی کوئی اولاد ہے تو اس کے ساتھ کس طرح کے اخلاق و برتاؤ کرنا چاہئے اس کے ساتھ وہی معاملہ اور برتاؤ کرنا چاہئے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کیا اس کو بھی اپنی ہی اولاد سمجھنا چاہئے ا سے یہ احساس نہ ہونے پائے کہ یہ میری ماں نہیں ہے کیوں کہ اگر ہم اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں گے تو آئندہ یہی سوتیلی اولاد دنیا میں بھی ہمارے لئے سہارا بنے گی اور مرنے کے بعد آخرت میں بھی ہمارے لئے ذریعہ فلاح ونجات بنے گی اس لئے اولاد کے اوپر خرچ کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی اور کاہلی وسستی سے کام نہ لیں اگر ہم ایسا کریں گے تو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہم سے سوال کریں گے۔ ’’کُلُّکُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ‘‘ تم میں سے ہر شخص نگراں ہے ہر شخص سے اس کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائے گا کہ اس نے اپنی ذمہ داری کا حق کہاں تک ادا کیا۔

عادات وخصائل حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا

عہد نبوی میں ایک صحابی نے اپنی لڑکی کا نکاح اس سے پوچھے بغیر کسی سے کر دیا، لڑکی نے بارگاہ نبوی ﷺ میں استغاثہ کیا، آپ ﷺ نے باپ کو بلا کر کہا کہ نکاح فسخ کرا دیا جائے، لڑکی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اس نکاح کو قبول کر لیتی ہوں، میرا مقصد صرف یہ تھا کہ ہماری بہنوں کے ذاتی حقوق کی توضیح ہو جائے، اگر ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سیاست گاہ عالم میں آئیں تو وہ اس امر کا ثبوت ہے کہ مسلمان عورت کے حقوق کا دائرہ اتنا تنگ نہیں ہے جتنا عام طور پر سمجھا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کسی کا احسان کم قبول کرتی تھیں اور اگر کر لیتی تھیں تو اس کا بدل ضرور ادا کر دیتی تھیں، اپنے منہ سے اپنی تعریف پسند نہیں کرتی تھیں۔ اس عجز وانکساری کے باوجود وہ خوددار بھی تھیں کبھی کبھی یہ خودداری دوسروں کے مقابلہ میں تنگ مزاجی کی حد تک پہنچ جاتی اور خود آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں وہ ناز محبوبانہ بن جاتی۔ نہایت شجاع اور پردل تھیں، راتوں کو تنہا اٹھ کر قبرستان چلی جاتی تھیں، میدان جنگ میں آکر کھڑی ہو جاتی تھیں غزوۂ احد میں جب مسلمانوں میں اضطراب برپا تھا، اپنی پیٹھ پر مشک لاد کر زخمیوں کو پانی پلاتی تھیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سخاوت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق کا سب سے ممتاز جوہر ان کی طبعی فیاضی اور کشادہ دستی تھی، دونوں بہنیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نہایت کریم النفس اور فیاض تھیں خیرات میں تھوڑے بہت کا لحاظ نہ کرتیں جو موجود ہوتا سائل کی نذر کر دیا کرتیں۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے سامنے پوری ستر ہزار کی رقم خدا کی راہ میں دے دی اور دوپٹہ کا گوشہ جھاڑ دیا۔

ایک مرتبہ کہیں سے ڈھیر ساری رقم آئی پوری کی پوری تقسیم کر دی ان کی باندی نے کہا کہ آپ روزے سے ہیں کچھ بچا لیتیں تو افطار کے لئے نظم ہوتا تو کہنے لگیں یہ بات پہلے کیوں نہیں بتائی اب تو پورا تقسیم کر دیا گیا یہ حال تھا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا کہ روزے سے ہیں اور گھر میں افطار کے لئے کوئی چیز نہیں مگر اس کا کچھ بھی خیال نہیں سارا کا سارا دوسروں کو تقسیم کر دیا اور بانٹ دیا اور آج ہمارا حال یہ ہے کہ جو زکوۃ ہم پر فرض ہے وہ بھی ادا کرنے کیلئے تیار نہیں چہ جائیکہ دوسری چیزیں خرچ کریں۔

عبادات، ریاضات اور انفاق فی سبیل اللہ

عبادت الٰہی میں اکثر مصروف رہتیں، چاشت کی نماز پڑھا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اگر میرے ماں باپ بھی قبر سے اٹھ کر آئیں اور مجھے منع کریں تو میں باز نہ آؤں، آنحضرت ﷺ کے ساتھ راتوں کو اٹھ کر تہجد ادا کرتی تھیں، اکثر روزے رکھا کرتی تھیں اور بعض روایتوں میں ہے کہ ہمیشہ روزے سے رہتی تھیں، حج کی شدت سے پابند تھیں کوئی سال ایسا بہت کم گذرتا تھا جس میں وہ حج نہ کرتی ہوں۔

منہیات کی چھوٹی چھوٹی باتوں تک سے بھی پرہیز کرتی تھیں، راستہ میں اگر کبھی ہوتیں اور گھنٹے کی آواز آتی تو ٹھہر جاتیں کہ کان میں اس کی آواز نہ آئے ان کے ایک گھر میں کچھ کرایہ دار تھے، یہ شطرنج کھیلا کرتے تھے ان کو کہلا بھیجا کہ اگر اس حرکت سے باز نہ آؤ گے تو گھر سے نکلوا دوں گی۔

صرف ایک قسم کے کفارہ میں ایک دفعہ انہوں نے چالیس غلام آزاد کئے آپ کے آزاد کئے ہوئے غلاموں کی تعداد جملہ (٦٧) تھی۔

فقراء اور اہل حاجت کی اعانت ان کے حسب حیثیت کرنا چاہئے اگر کسی نیچے طبقہ کا آدمی تمہارے پاس آتا ہے تو صرف اس کی حاجت براری ہی اس کے درد کی دوا ہے، لیکن اگر اس سے بلند درجہ کا آدمی ہے تو وہ کسی قدر عزت وتعظیم کا بھی مستحق ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس نکتہ کو ہمیشہ مدنظر رکھتی تھیں۔

پردے کا حد درجہ خیال

پردہ کا بہت خیال رکھتی تھیں، آیت حجاب کے بعد تو تاکیداً فرض ہو گیا تھا۔

اگر کسی کے بارے میں شبہ بھی ہو گیا کہ اس سے پردہ کرنا ہے یا نہیں تو اس سے بھی پردہ کیا انھیں کے ایک رشتہ دار تھے **افلح** وہ آئے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پردے میں چلی گئیں تو انھوں نے بتایا کہ میں تو تمہارا چچا ہوں مجھ سے تمہارا پردہ نہیں ہے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور ﷺ سے دریافت کروں گی تبھی تمہارے سامنے آسکتی ہوں چنانچہ نبی اکرم ﷺ جب تشریف لائے تو واقعہ بیان کیا تو حضور اکرم نبی پاک ﷺ نے فرمایا کہ افلح کو تم سے پردہ نہیں ہے وہ تمہارے پاس بغیر پردے کے آسکتے ہیں آج ہم بھی اپنے کو انھیں کی نام لیوا اور شیدائی کہتے ہیں مگر بے پردگی ہم میں عام ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ جس طرح مردوں کو حکم فرماتے ہیں "**قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ**" اے نبی مومنین سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی کرلیں اسی طرح عورتوں کو بھی حکم ہوتا ہے "**وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ**" اور اے نبی مومن عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی زندگی سے ہم کو سبق لینا چاہئے۔

سوکنوں کے ساتھ خصوصی برتاؤ

عورت کے لئے دنیا کی سب سے تلخ چیز ایک سوکن کا وجود ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک سے لے کر آٹھ آٹھ سوکنوں تک ایک ساتھ رہی ہیں، تاہم شرف صحبت کے پرتو سے یہ آئینے ہر قسم کے زنگ وغبار سے پاک تھے۔

جس طرح سے مرد کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کی بیوی صرف اسی کی بن کر رہے کسی اور سے اس کا زن وشوئی کا تعلق نہ ہو اسی طرح ہر عورت کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اس کا شوہر صرف اسی کا شوہر رہے کسی دوسری عورت سے اس کا تعلق نہ ہو مگر حکم شرعی کے سامنے وہ مجبور ہوتی ہے اور یہ کوئی عیب کی بات نہیں بلکہ غیرت ومحبت کے قبیل کی چیز ہے وہ عورت جس کی کئی ایک سوکنیں ہوں تو وہ یہی چاہتی ہے کہ شوہر کی محبت کا سب سے زیادہ حصہ مجھے ملے اور اس کے لئے وہ حد درجہ سعی وکوشش بھی کرتی ہے لیکن عموماً ہر وہ مرد جو کئی بیویوں کا شوہر ہوتا ہے نان نفقہ اور دیگر معاملات میں تو وہ برابری کرسکتا ہے مگر محبت اور قلبی میلان میں برابری کرنا کسی انسان کی بس کی بات نہیں ہے بلکہ کسی ایک ہی عورت سے زیادہ محبت اور لگاؤ ہوتا ہے۔

چناں چہ خود آپ ﷺ کا بھی یہ حال تھا کہ دعا کرتے تھے "**اَللّٰهُمَّ هٰذَا اقَسْمِیْ فِيْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِيْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ**" اے اللہ میں تقسیم میں برابری کرتا ہوں ان چیزوں میں جو میرے اختیار میں ہیں اے میرے مالک مجھ سے درگذر فرما اس چیز کے بارے میں جو صرف تیرے اختیار میں ہے اور میرے اختیار میں نہیں ہے یعنی دل کا لگاؤ اور محبت۔ اس لئے اگر تمہاری بھی کئی ایک سوکن ہوں تو ہر ایک سے شوہر کی محبت برابر اور یکساں نہیں ہوسکتی ہے اس لئے اس سلسلہ میں بہت زیادہ پریشان ہونے کسی سوکن کی برائی کرنے اور اس کی شکایت

کرنے کی ضرورت نہی بلکہ اپنے اخلاق کوعمدہ اور بہتر بنائیں اورشوہر کی زیادہ سے زیادہ خدمت کریں بہت ممکن ہے شوہر کا میلان تمہاری طرف ہوجائے اورسوکنوں کی آپسی کانا پھونسی کی طرف قطعاً دھیان نہ دیں کیوں کہ ہر ایک سوکن شوہر پر برابر حق رکھتی ہے اوراس سلسلہ میں حضرت عائشہ ؓ کی سیرت سے عمدہ نمونہ ملتا ہے اسی کو اپنے لئے لائحہ عمل بنائیں تو ساری پریشانیاں دور ہوسکتی ہیں۔

کثرتِ روایات اورعورتوں پر احسانات

کثرت روایت میں حضرت عائشہ ؓ کا چوتھا نمبر ہے، لیکن محض روایت کی کثرت ان کی فضیلت اور مرکزیت کا باعث نہیں ہے، اصل چیز نکتہ فہمی ہے، قلیل الروایت بزرگوں میں بڑے بڑے فقہائے صحابہ داخل ہیں، لیکن عموماً وہ اشخاص جو ہر شخص سے ہرقسم کی باتیں روایت کردیا کرتے ہیں، روایت سے عاری ہوتے ہیں، روایت کی کثرت کے ساتھ تفقہ اورقوت استنباط کے علاوہ حضرت عائشہ ؓ کی روایتوں کی ایک خاص خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ جن احکام اور واقعات کونقل کرتی ہیں اکثر ان کے علل واسباب بھی بیان کرتی ہیں، وہ خاص حکم جن مصلحتوں پر مبنی ہوتا ہے ان کی تشریح کرتی ہیں۔حضرت عائشہ ؓ نے آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد ہی اپنے پدر بزرگوار کی زندگی ہی میں مرجعیت عام اور منصب افتاء حاصل کرلیا تھا ان کے فتاویٰ اس کثرت سے احادیث میں مذکور ہیں کہ اگر ایک جگہ جمع کئے جائیں تو ایک مستقل دفتر تیار ہوجائے۔

حضرت عائشہ ؓ کے احسانات جنس نسواں پر بیشمار ہیں اور سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے دنیا کو بتادیا کہ ایک مسلمان عورت پردہ میں رہ کربھی علمی، مذہبی اجتماعی اورسیاسی، پندوموعظت، اصلاح وارشاد اورامت کی بھلائی کے کام بجا

لاسکتی ہے غرض اسلام نے عورتوں کو جو رتبہ بخشا ہے اوران کی ماضی میں گری ہوئی حالت کو جتنا اونچا کیا ہے ام المومنین کی زندگی کی تاریخ اس کی عملی تفسیر ہے۔

حضرت عائشہ ؓ کی زندگی سے ہم کو کیا سبق ملتا ہے

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے عورتوں کو احساس کمتری سے نکال کر احساس برتری عطا کیا اور اپنے عمل وکردار کے ذریعہ ثابت کردیا اور بتلادیا کہ جس طرح مرد بہت سی خوبیوں اور کمالات کا مالک ہے اور بہت ساری صلاحیتیں اللہ نے اس میں ودیعت ہیں کی اسی طرح صنف نازک کوبھی اللہ تعالیٰ نے بےشمار خوبیوں کمالات اور صلاحیتوں کا پیکر اور مجسمہ بنایا ہے شرط یہ ہے کہ ایک عورت اپنے آپ کو سمجھے اپنی مشغولیات اور ذمہ داریاں محسوس کرے خدمت خلق اور خدمت دین اور اشاعت اسلام جوبھی کارنامے ہیں ایک عورت وہ سارے ہی کام بحسن وبخوبی انجام دے سکتی ہے جیسا کہ امہات المومنین اور صحابیات بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے انجام دیئے اور یہ سبق دیا کہ ہم بھی انھیں کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنائیں اور انھیں کے طرز عمل کو اختیار کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیرت عائشہ صدیقہ ؓ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

قرآن مجید کی نظر میں

عورتوں کا اکرام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْد !! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، وَعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰۤی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْراً. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

عزت مآب میری ماؤں اور بہنو! میں نے قرآن کریم کی جو آیت کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو خطاب کیا اور ان کو اس بات کا حکم دیا ہے کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا کرو۔

اس آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے کہ اور زندگی بسر کرو اپنی بیویوں کے ساتھ عمدگی سے پھر اگر تم ناپسند کرو انہیں تو صبر کرو شاید تم ناپسند کرو کسی چیز کو اور رکھ دی ہو اللہ تعالیٰ نے اس میں خیر کثیر، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بیشتر مقامات پر عورتوں کی فضیلت و برتری کا تذکرہ اور ان کے ساتھ حسن معاملگی کا تذکرہ کیا ہے ''لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ'' مردوں کے لئے حصہ ہے اس سے جو انھوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس سے جو انھوں نے کمایا۔

اسلام سے پہلے ایک مرد کے نکاح میں کئی کئی عورتیں رہا کرتی تھیں جن کیلئے نہ کوئی حق تصور کیا جاتا تھا اور نہ ان کے ساتھ کسی طرح کا اخلاق روا رکھا جاتا تھا قرآن مجید نے سختی سے پابندی لگا دی اور بشرط انصاف کامل صرف چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دی اور اگر انصاف نہیں کر سکتے تو صرف ایک ہی پر اکتفاء کرو اور ان کے مہر پر بھی بطور خاص تاکید فرمائی ''وَاٰتُوا النِّسَاءَ صَدُقٰتِھِنَّ نِحْلَۃً'' اور اپنی عورتوں کا مہر خوشی خوشی دے دیا کرو۔

الغرض ایک انسان ہونے کی حیثیت سے جتنے حقوق ہو سکتے تھے اللہ رب العزت نے ان تمام حقوق کا تذکرہ کیا اور ان کی ادائیگی کو لازم اور ضروری قرار دیا۔

لڑکی کی پرورش کو عبادت کا درجہ

جب اسلام کی شعاع پھیلی تو اس نے معاشرہ میں عورتوں کو عزت واحترام کا مقام دیا اور رتبہ کے لحاظ سے مردوں کے ہم پلہ بنایا۔ قرآن کریم میں مردوں کے ساتھ عورتوں کا ذکر کیا ''اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ'' اس سے بڑھ کر اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ قرآن کریم میں عورتوں کے نام سے مستقل ایک سورت، سورۃ النساء ہے عورتیں چاہے ان کی حیثیت ماں کی ہو یا بہن کی، بیٹی کی ہو یا بیوی کی،

ہر ایک کے الگ حقوق وآداب واحکام بیان کئے اور واضح طور پر فقر وفاقہ کے خوف سے ان کے قتل کو نا جائز ٹھہرایا کہ تم اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشہ سے قتل نہ کرو۔

''لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيْرًا (اسراء۔۴)'' مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ہم ان کو رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی، ان کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے۔ رزق دینے کی ذمہ داری اللہ پر ہے۔ ''وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (سورۂ ھود)'' جتنے زمین میں چلتے پھرتے ہیں سب کی روزی اللہ کے ذمہ ہے۔ اسلام نے عورتوں کی پرورش کو عبادت قرار دیا ہے اور ترغیب دی ہے کہ جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش و پرداخت کرے یہاں تک کہ وہ بلوغ کو پہونچ جائیں تو وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا جس طرح آپس میں یہ انگلیاں نزدیک ہیں اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا۔ (مسلم شریف) اس کے علاوہ کئی حدیثوں میں آپ ﷺ نے لڑکیوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت پر اجر وثواب کا ذکر کیا ہے اور خوش خبریاں دی ہیں اور لڑکیوں کی پیدائش کو ذلّت وعار تصور کرنا بڑے ہی حیرت واستعجاب کی بات ہے اگر لڑکیاں پیدا نہ ہوں تو توالد وتناسل کا جو ایک عظیم الشان سلسلہ اللہ نے قائم کر رکھا ہے وہ کیسے چلے اور اولیاء اتقیاء کیسے پیدا ہوں گے آج پھر لوگ زمانہ جاہلیت کی طرف لوٹ رہے ہیں اور لڑکیوں کی پیدائش پر وہ خوشی نہیں مناتے ہیں جو لڑکوں کی پیدائش پر ہوا کرتی ہے لڑکیوں کی پرورش پر اجر وثواب کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔

عورت کے لئے جنت واجب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک غریب عورت کا واقعہ بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنی دو بچیوں کے ساتھ آئی، میں نے اس کو تین کھجوریں دیں، ممتا بھری ماں نے ایک ایک

کھجور دونوں لڑکیوں کو دے دی اور تیسری خود کھانے لئے اٹھالی، ہاتھ منہ تک لا چکی تھی کہ دونوں لڑکیوں نے پھر مانگی، اس عورت نے خود نہ کھائی اور کھجور کے دو ٹکڑے کئے جسے خود کھانا چاہ رہی تھی اور آدھی آدھی کھجور دونوں لڑکیوں کو دیدی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس کی یہ ادا مجھے بہت بھائی۔

جب حضور ﷺ تشریف لائے تو میں نے یہ اثر انگیز واقعہ بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی وجہ سے اللہ نے اس عورت کیلئے جنت واجب کر دی اور ان بچیوں کی وجہ سے اسے دوزخ سے آزاد کر دیا۔ اس طرح کے بہت سے واقعات سیرت کی کتابوں میں مذکور ہیں جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے لڑکیوں کی پرورش کرنے والوں کو جنت کی بشارت دی۔ غور کیجئے کہ اگر یہ بچیاں بڑھ کر عورتیں نہ بنیں اور شادیاں نہ ہوں تو بتایئے کہ یہ تنومند لڑکے کہاں سے آئیں۔ اولیاء کرام کا وجود کیسے ہو۔

مگر افسوس ہے کہ آج ہمارے معاشرہ میں پھر وہی قدیم جاہلی نظام پر ورش پانے لگا ہے، زمانہ اسلام سے قبل لڑکیاں زندہ درگور کی جاتی تھیں اور آج مادر رحم میں ماردی جاتی ہیں اگر الٹرا ساؤنڈ اور میڈیکل چیک اپ کے ذریعہ پتہ چل گیا کہ شکم میں بچی پرورش پا رہی ہے تو حمل کو ضائع کرنے والی گولیاں استعمال کر کے ختم کر دیا جاتا ہے۔

یہ عمل بھی قتل اولاد کے زمرے میں آتا ہے ایسا کرنا بھی ناجائز ہے۔ لڑکیاں اللہ کی ایک بڑی نعمت ہیں اور اس کی پرورش و پرداخت کرنا ایک بڑی عبادت ہے لہٰذا جب لڑکیاں پیدا ہوں تو ان کی تعلیم وتربیت کا بہتر نظم کریں اور بلوغت کو پہونچ جائیں تو شادی کر دیں یہ انبیاء کی سنت اور اولیاء کا طریقہ ہے۔ ''وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً (سورۂ الرعد)'' ہم نے آپ سے قبل بہت سے پیغمبروں کو بھیجا اور انہیں بیوی اور بچے دیئے۔

مذہب اسلام میں رہبانیت نہیں ہے کہ شادی ہی نہ کرو یا شادی کر کے بیوی بچوں کو چھوڑ کر کسی الگ تھلگ جنگل میں جا کر عبادت کرو بلکہ بیوی بچوں میں رہ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرو شادی بیاہ کرو اور بیوی بچوں کے ساتھ زندگی بسر کرو۔

مسجد میں نکاح کیا جائے

تلک وجہیز کا اسلام اور اللہ کے رسول ﷺ کے طریقہ سے کوئی جوڑ نہیں ہے، حدیث شریف میں ہے۔ ''لَایَدْ خُلُ الْجَنَّةَ جَسَدٌ غُذِیَ بِالْحَرَامِ'' حرام مال سے پلا ہوا جسم جنت میں نہیں جائے گا اور تلک وجہیز مال حرام ہے، یہ رشوت ہے، رشوت لینا دینا دونوں حرام ہے۔ جس کسی نے بھی دنیا میں ان حرام طریقوں سے مال کمایا اس کو کل قیامت کے دن اللہ کے حضور رسوائی وذلت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اس کی نیکیاں صاحب مال کو دے دی جائیں گی، اس لئے جس شخص نے بھی اپنی شادی میں فرمائشی سامان جہیز لیا ہے اس کو یہیں دنیا میں باعزت طور پر واپس کر دے، ورنہ اس کو یوم قیامت میں ندامت وشرمندگی اٹھانی پڑے گی اور جو نکاح کا ارادہ رکھتا ہے وہ سادگی اور تکلفات ونمائش سے عاری شادی کر دے، بہتر ہے کہ مسجد میں نکاح کی تقریب انجام دے۔ تا کہ غیر شرعی رسم ورواج گانے بجانے سے محفوظ رہ سکے۔ ضرورت ہے کہ تلک وجہیز کے خلاف تحریک چلائی جائے، ہر شہر اور بستی میں جہیز مخالف کمیٹیاں تشکیل دی جائیں اور اس طرح کا لین و دین کرنے والوں کا سماجی بائیکاٹ کیا جائے، البتہ جو شادیاں سنت طریقے پر انجام دی جا رہی ہوں اس میں نہ صرف یہ کہ شریک ہوئیے بلکہ اسلامی طریقے پر ہونے والی شادیوں کی حوصلہ افزائی اور نئے دولہا ودلہن کو خوشگوار زندگی گذارنے کی دعائیں دیجئے کیوں کہ اس طرح کے نکاح سے باہم الفت ومحبت پیدا ہوتی ہے، ''وَمِنْ آیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ

اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا (سورۂ روم) ''میاں بیوی میں ہر ایک کو دوسرے سے تسکین خاطر اور اطمنان قلب میسر ہوتا ہے۔ ازدواجی زندگی باہمی اخلاص ومحبت سے گزاریں، زن وشوہر باہم اپنے حقوق ادا کرتے رہیں، مرد بیوی پر شفقت ومحبت کا معاملہ کرے، نوکر چاکر کی طرح نہ رکھے، ''وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ'' اپنی عورتوں کیساتھ حسن وخوبی سے گزر بسر کرو، اللہ تعالیٰ سفارش فرمارہے ہیں کہ وہ تمہاری بیوی ہے مگر طابع بھی ہے، ذرا اس کا خیال رکھنا، اچھے اخلاق سے پیش آنا، نرمی وشفقت کا معاملہ کرنا، یعنی خود بھی اچھا کھانا اور انہیں بھی اچھا کھانا کھلانا، اچھا پہننا اور انہیں بھی اچھا پہنانا، اس لئے کہ:

''وجود زن سے ہے تصویر کائنات میں رنگ''

ہمیشگی کی عبادت

نکاح ایک ایسی عبادت ہے جو پوری زندگی برقرار رہتی ہے نماز روزہ حج زکوٰۃ یہ تمام عبادتیں ایک وقت تک محدود رہتی ہیں لیکن نکاح کا رشتہ جب منسلک ہو گیا تو جس وقت تک وہ برقرار رہے گا اس وقت تک سمجھو میاں بیوی عبادت میں مشغول رہیں گے ایک بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں بھوپال کے مولانا محمد یعقوب صاحبؒ انھوں نے ایک شخص کو مجلس نکاح میں دیکھا کہ بات کر رہا ہے تو آپ نے فرمایا کہ بھائی عبادت میں آپ مشغول ہیں اس لئے بات مت کریں چوں کہ نکاح ایک اہم عبادت ہے اس لئے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا۔ ''اِعْلِنُوْا هٰذَا النِّکَاحِ وَاجْعَلُوْهُ فِی الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَیْهِ بِالدَّفِّ ''نکاح اعلان کر کے کیا کرو اور اس کو مسجدوں میں کرو اور دف بجوایا کرو۔

حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں نکاح کے موقع پر دف بجوانے کا رواج تھا اس بنیاد پر آپ ﷺ نے دف بجوانے کی ترغیب دی تھی مقصد یہ ہے کہ شادی کا موقع ہے

اس میں تھوڑا بہت سامان تفریح بھی ہونا چاہیے مگر ایسا بھی نہیں جیسا کہ آج کل کے دور میں ہوتا ہے ڈھول تماشہ اور نہ معلوم کتنے خرافات شادیوں کے موقع پر انجام پاتے ہیں یہ سب غلط اور شیطانی کام ہیں اس لئے شادیاں مشکل ہوتی جارہی ہیں اور برائیاں آسان ہورہی ہیں جب بکثرت شادیاں کریں گے تو برائیاں ختم ہوگی۔

دینداری کی بنیاد پر شادی کی جائے

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ. (سورۂ نور)

تم میں جو بے نکاح ہوں ان کا نکاح کر دیا کرو اور دوسری طرف لڑکوں کے لئے حکم ہے کہ اگر ان میں حقوق زوجیت ادا کرنے کی صلاحیت موجود ہو تو وہ شادی کرلیں۔ "يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَ فَلْيَتَزَوَّجْ."

اے نوجوانو! تم میں جو اسباب جماع کی قدرت رکھتا ہو اس کو نکاح کر لینا چاہئے، کیوں کہ نکاح صرف ایک رشتہ تقدس ہی نہیں بلکہ ایک عبادت بھی ہے۔

لہٰذا جب لڑکا اور لڑکی کا مناسب رشتہ مل جائے تو نکاح کر دیا جائے البتہ ان میں دینداری اور حسن اخلاق کو ترجیح دی جائے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ شادی کرنے کیلئے عورت کا انتخاب چار اوصاف کی بناء پر ہوسکتا ہے، مال و دولت، حسب ونسب، حسن و جمال اور دینداری، سوتم دیندار عورت تلاش کرو، ایسی شادی جو شرافت وعظمت اور دینداری کی بنیاد پر ہوری ہے وہ بابرکت ہوتی ہے اور جو تکلفات، اسراف اور فضول خرچی سے انجام پاتی ہے وہ بے برکتی کا باعث ہوتی ہے۔

مگر افسوس ہے کہ آج شادی بیاہ تجارت بن گئی ہے۔ منڈیوں میں لڑکیوں کے دام لگائے جاتے ہیں، بڑے لوگ اور سرمایہ دار، ڈاکٹر، پروفیسر، ماسٹر اور انجینئر داماد کی تلاش میں روپیوں کی تھیلیاں لئے گھومتے ہیں، عالی شان عمارتوں کی پیش کش

کرتے ہیں۔ آج غریب اور بیوہ و بے سہارا عورت جو لوگوں کے گھروں میں جھاڑو دے کر اور برتن صاف کر کے اپنے لئے اور اپنی لڑکیوں کیلئے روٹی کماتی ہے جب وہ اپنی یتیم بیٹیوں کی شادی کرنا چاہتی ہے تو اس سے بھی ٹی وی اور موٹر سائیکل مانگے جاتے ہیں اور جب وہ اپنے ہونے والے داماد کی منہ بھرائی نہیں کر پاتی تو آہ وپکار اور کراہتی وسسکتی زندگی کے ساتھ بسا اوقات خودکشی کر لیتی ہے، کہیں باپ کنویں میں چھلانگ لگا دیتا ہے بتایئے کہ تلک وجہیز کی اس لعنت نے کتنے ہی انسانی معاشرہ کو تباہ وبرباد کر دیا ہے جب کہ یہ سب قطعی طور پر کافرانہ طریقہ ہے۔

حسب خواہش چاہتے ہو تم سامان جہیز
اپنے لڑکے کے لئے دو گز کفن بھی مانگ لو

نیک بیوی بڑی نعمت ہے

نیک بیویاں سب سے بڑی نعمت ہیں، " اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ"، حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک طویل خطبہ دیا، اس میں عورتوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ " اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا" عورتوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ " اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا" عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت قبول کرو، "اِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَائِكُمْ حَقًّا وَّلَهُنَّ عَلَيْكُمْ حَقًّا" تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے اس صنف نازک کے ساتھ ہمدردی وغم گساری کا معاملہ رکھنا اور دوسری طرف بیوی کو حکم دیا کہ وہ اپنے شوہر کی تعظیم وتکریم کریں، ان کی ہر طرح دلجوئی کرتی رہیں اور اس طرح صاف ستھری اور پاکیزہ رہیں کہ جب اس کا شوہر دفتر و بازار سے لوٹے تو اسے دیکھ کر قلبی سکون محسوس کرے، اللہ کے رسول ﷺ سے ایک صحابی نے دریافت کیا کہ بہترین بیوی کون

ہے؟حضور ﷺ نے ارشادفرمایا کہ ''قَالَ الَّتِیْ تَسُرُّهٗ اِذَا نَظَرَ''، فرمایا کہ وہ بیوی جب شوہراس کو دیکھے تو خوش کردے اوراپنی عزت وآبرو کی حفاظت کرے۔

قرآن کریم میں ہے کہ ''فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ (سورۃ النساء) نیک بخت عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں،حضور ﷺ نے ارشادفرمایا، اگرکسی کوکسی آدمی کے سجدہ کا حکم دیتا تو پہلے عورت کوحکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کوسجدہ کرے، گویا اگر بیوی نے شوہر کو دنیا میں راضی کردیا تو اس کے لئے آخرت میں بھلائی لکھ دی جاتی ہے،''اَیُّمَا امْرَأَۃٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ''، جب کسی عورت کی موت اس حال میں ہوئی کہ اس کا شوہراس سے راضی رہا تو وہ جنت میں جائے گی۔

ازدواجی زندگی کے تین مراحل

البتہ اگرکسی وجہ سے زوجین کے درمیان ذہنی وفکری ناہمواری کے سبب ناچاقی پیدا ہو جائے تو آپسی میل جول سے اسے دور کرنا چاہئے، اس کوانا کا مسئلہ نہ بنایا جائے، ہاں اگرآپسی طور پر سمجھوتا نہ ہوسکے تو مرد کی طرف سے ایک شخص اورعورت کی طرف سے ایک شخص کوحکم بنایا جائے قرآن کریم میں ہے۔

''فَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ یُّرِیْدَا اِصْلَاحًا''، اگرتم کومیاں بیوی کے درمیان پھربھی بگاڑ کا اندیشہ ہوتو ایک حکم آدمی کی طرف کےلوگوں میں سے اورایک پنچ عورت کی طرف کےلوگوں میں سے مقررکرو،ان کاارادہ اصلاح کا ہو، اگراس طرح صلح وصفائی سے بھی معاملہ حل نہ ہوسکے تو قرآن نے اس کے تین مرحلے بیان کئے ہیں:''وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ''، اگرعورت

ہٹ دھرمی اورسرکشی پراترآئے تو اصلاح حال کے لئے عورت کوزبانی سمجھائیے، اگر زبانی فہمائش بے اثر ہوکر رہ جائے تو اپنی خواب گاہ بھی چھوڑ دے پھران کو ہلکی مار ماریئے، مگراس طرح نہ ماریئے کہ جسم میں زخم کے نشانات ابھرآئیں۔

میاں بیوی میں خوشگوارزندگی کس طرح گذرے

درحقیقت اسلام نے میاں بیوی کے باہمی زندگی گذارنے کے تعلق سے جواہم اصول وضوابط مقررفرمائے ہیں ان پراگرعمل کیا جائے تو بڑی ہی خوش گوارزندگی بسر ہوگی اسلام نے کسی بھی پہلو کوتشنہ نہیں چھوڑا ہرایک پہلو کے لئے ایک قانون ایک اصول اورلائحۂ عمل تیارکردیا ہے کہ آدمی ان اصولوں پرعمل کرکے دنیا میں سرخرو ہوسکتا ہے اورآخرت کی ابدالآباد نعمت تو اس کو میسرہی ہوگی۔

زوجین کا جو آپسی تعلق اور رشتہ ہے یہ بڑا ہی گہرا اور دیرپا ہے اگر یہ رشتہ الفت ومحبت کے ساتھ برقراررہے تو اس سے بڑی اور بہتر کوئی اورنعمت نہیں ہوسکتی ہے لیکن خدانخواستہ اگر اس رشتہ میں استواری اور پائیداری نہیں ہے تو بڑی دشواری اور الجھنوں کا آدمی شکار ہوکر رہ جاتا ہے نہ میاں کو چین وسکون اور نہ بیوی کو راحت وآرام اسی لئے اسلام نے اس کو بڑی اہمیت دی ہے۔

عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے

اور بار بار تنبیہ کی ہے کہ اس رشتہ میں رخنہ اور دراڑ پیدا نہ ہونے دو اگرناچاقی اوراختلاف کی صورت پیدا ہورہی ہے تو بھی قرآن کریم نے یہی حکم کیا ہے کہ حتی الامکان اختلاف کودورکرنے اورمحبت ومؤدت سے رہنے کی کوشش کرو۔عورت بہر حال عورت ہے'' خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ '' ٹیڑھی پسلی سے وہ پیدا کی گئی ہے ناقص العقل

بھی اسلئے اگر غلطیاں سرزد ہو رہی ہیں تو کوئی بعید نہیں ہے اسلئے ایسے وقت میں مرد کو بڑی ہوشیاری اور چالاکی سے کام کرنے کی ضرورت ہے چوں کہ اگر عورت ہی طلاق کی فرمائش کر رہی ہے تو مرد کو ہرگز اس کو طلاق نہیں دینا چاہئے۔

''عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِي غَيْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهِ رَائِحَةُ الْجَنَّةِ''

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت اپنے شوہر سے کسی سخت تکلیف کے بغیر طلاق کا مطالبہ کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

اس لئے کسی عورت کو معمولی سی تکلیف اور پریشانی کی وجہ سے کبھی بھی طلاق اور خلع کا مطالبہ نہیں کرنا چاہئے۔ایسی عورت کے لئے بڑی سخت وعید بیان کی گئی ہے ہاں اگر میاں بیوی میں ان بن رہتی ہے اور اصلاح کے جو تینوں طریقے ہیں وہ سب نا کام ہو چکے تو اب ایک طلاق رجعی دی جائے ہوسکتا ہے کہ بعد میں غور وفکر کرلیں اور دونوں آپس میں زندگی کو ایک ساتھ گذارنا چاہیں تو بعد میں رجوع کا اختیار باقی رہے اور اگر یہ بھی شکل دونوں کے درمیان اصلاح ودرستگی کا سامان پیدا نہیں کر رہی ہے تو شریعت نے اجازت دی ہے کہ تین طلاقیں دے دو لیکن نصیحت اور فہمائش کو مقدم رکھو اس لئے کہ اس کا بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔

نصیحت کا بھی اچھا اثر ہوتا ہے

حضرت لقیط رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں اپنی بیوی کی شکایت کی کہ وہ زبان دراز ہے، بدکلامی کرتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب نباہ نہیں ہو رہا ہے تو طلاق دے دو، صحابی نے کہا کہ اس سے بچے بھی ہیں اور

بیوی کے ساتھ ایک مدت گزاری ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو خوش اخلاقی کی نصیحت کرو، انہوں نے بیوی کو سمجھانا شروع کیا، اس نصیحت کا اثر یہ ہوا کہ وہ اپنی حرکتوں سے باز آ گئی، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یکلخت طلاق نہ دو، اس سے نہ صرف دو آدمی ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں بلکہ بعض دفعہ خاندان اور معاشرہ میں بغض وعداوت کی ایک مستقل بنیاد پڑ جاتی ہے۔

اس لئے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:'' تَزَوَّجُوْا وَلَا تُطَلِّقُوْا فَاِنَّ الطَّلَاقَ يَهْتَزُّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ'' شادی کرو اور طلاق نہ دو اس لئے کہ طلاق دینے سے عرش الٰہی ہل جاتا ہے۔

یعنی طلاق دینا بڑے سخت گناہ کی بات ہے اس سے ہمیشہ بچتے رہنا چاہئے اور خود عورتوں کو بھی ایسا موقع نہیں دینا چاہئے کہ شوہر اس کو طلاق دینے پر مجبور ہو مثال مشہور ہے کہ جب دو چار برتن اکٹھے ہوتے ہیں تو ان میں کھنکھناہٹ ضرور پیدا ہوتی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ برتن توڑ ڈالو یا اس کو پھینک دو بلکہ اس کو اٹھا کر کسی دوسری جگہ پر سلیقے سے رکھ دو اور میاں بیوی کا رشتہ تو اس سے بھی کہیں زیادہ مضبوط اور پائیدار ہے قرآن کریم نے مرد وعورت کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔

''هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ'' یعنی مرد وعورت کا تعلق بہت ہی گہرا ہوا کرتا ہے اس لئے ان دونوں میں بھی رنجش اور خلش کا ہونا کوئی امر مستبعد نہیں بلکہ عموماً زوجین میں کھٹ پٹ ہو ہی جاتی ہے اور دونوں میں خفگی اور ناراضگی کا واقعہ پیش آ ہی جاتا ہے اس لئے مرد کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اچھے اور نرم انداز میں اپنی رفیقۂ حیات کو نصیحت اور فہمائش کر دے تاکہ مزید ناراضگی دونوں میں جدائی اور انقطاع کا سبب نہ بن جائے کیوں کہ جدائی تو بہر حال کوئی اچھی اور بہتر چیز نہیں ہے اس کا انجام تو خراب ہی ہے۔

طلاق ناپسندیدہ عمل ہے

طلاق رشتہ ازدواج کے انقطاع کی بالکل آخری شکل ہے اور بہت ہی ناپسندیدہ ہے، ''اَبْغَضُ الْحَلاَئِلِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلاَقُ'' حلال چیزوں میں سب سے زیادہ مبغوض اللہ کو طلاق ہے، دوسری روایت میں ہے کہ ''مَااَحَلَّ اللّٰہُ شَیْأً اَبْغَضَ اِلَیْہِ مِنَ الطَّلاَقِ'' طلاق سے بڑھ کر کوئی ناپسندیدہ بات نہیں ہے جسے اللہ نے حلال کیا ہے، گویا شریعت نے انتہائی مجبوری اور زوجین کے درمیان نباہ نہ ہونے کی صورت میں طلاق کو مباح قرار دیا، لیکن اگر کوئی صورت پرستی کی بنیاد پر طلاق دیتا ہے تاکہ وہ دوسری اور تیسری عورتوں سے لطف اندوز ہو تو یہ وحی الٰہی اور مزاج نبوت کے خلاف بھی ہے اور گناہ بھی۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ''لاَ تُطَلِّقُوْا النِّسَاءَ اِلاَّ مِنْ رِیْبَۃٍ اِنَّ اللّٰہ لاَ یُحِبُّ الذَّوَّاقِیْنَ وَالذَّوَّاقَاتِ'' (طبرانی) عورتوں کو طلاق نہیں دینا چاہئے الا یہ کہ ان کا چال چلن مشتبہ ہو اللہ تعالیٰ ان مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا جو ذائقہ چکھنے کے شوقین و خوگر ہوں۔ حضور اکرم ﷺ کو ایک شخص کے متعلق اطلاع ملی کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ ﷺ غصہ میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ کیا میرے رہتے ہوئے اللہ کی کتاب کے ساتھ کھیل کیا جائے۔

کئی ایک حدیثوں میں اللہ کے رسول ﷺ نے طلاق کے ناپسند ہونے کا ذکر کیا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے معاذ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر کوئی چیز ایسی پیدا نہیں کی جو غلاموں اور باندیوں کو آزاد کرنے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسندیدہ ہو اور روئے زمین پر

کوئی چیز ایسی پیدا نہیں کی جو طلاق سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ ہو، پھر طلاق دینے کا انجام اور نتیجہ صرف افسوس اور پچھتاوے کے اور کچھ نہیں ہے۔

غصہ کے وقت جذبات قابو میں رکھیں

اگر طلاق دینے کی نوبت آ گئی تو سنت طریقہ پر ایک طلاق دی جائے تاکہ رجعت کا موقعہ باقی رہے اور اگر تین طلاق دے دی تو بھی واقع ہو جائے گی مگر گناہ گار ہو گا، اسلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیک وقت تین طلاق دینے والے شخص پر کوڑے برساتے، پتہ چلا کہ مرد کو غصہ کے وقت جذبات کو قابو میں رکھنا چاہئے اور شرعی حدود سے تجاوز نہ ہونا چاہئے، اب اگر طلاق دے ہی دی اور شریعت کی دی ہوئی آسانیوں کو نظر انداز کر دیا تو اپنی مطلقہ کو کچھ تحفہ و تحائف دے کر رخصت کرو، قرآن کریم میں ہے: ''مَتِّعُوْھُنَّ عَلَی الْمُوْسِعِ قَدَرُہٗ وَعَلَی الْمُقْتَرِ قَدَرُہٗ'' یعنی مطلقہ بیوی کو اپنی مالی حیثیت کے مطابق کچھ جوڑے کپڑا دے کر رخصت کرو، مگر وہ عدت اپنے سابقہ شوہر کے گھر پر ہی گزارے گی ''لاَیُخْرِجُوْھُنَّ مِنْ بُیُوْتِھِنَّ وَلاَ یَخْرُجْنَ'' طلاق کی عدت گزارنے میں ان کے گھر سے انہیں ہرگز مت نکالو اور عورتیں بھی خود نہ نکلیں اس کے بعد مرد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی مطلقہ بیوی ایام عدت کا پورا خرچ ادا کرے۔

''لِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ'' جس طلاق میں عدت ہے اس میں عدت گزارنے تک نفقہ دینا واجب ہے، اگر مہر ادا نہیں کیا ہے اور خلوت ہو چکی ہے تو پورا مہر ادا کرے اور اگر خلوت سے پہلے ہی طلاق کا واقعہ پیش آ گیا تو نصف مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرے اور جو سامان جہیز عقد نکاح کے وقت ملا اس کو بھی باعزت طور پر واپس کر دے۔ کیوں کہ مال وغیرہ جو کچھ ملا ہے وہ تو سب کا سب اس کی بیوی کا ہے اس لئے بیوی کے ساتھ اس کے سارے مال کو بھی واپس کر دے تاکہ وہ عورت کسی

اورشوہر سے اپنا رشتہ ازدواج منسلک کر سکے لیکن آج کل تو عجیب صورت حال پیدا ہو گئی ہے لڑکی کو مجبور کرتے ہیں کہ خود خلع کرائے تاکہ جو مال عورت ہی کا حق ہے دینا نہ پڑے بلکہ الٹا مال بھی حاصل ہو جائے عورت بیچاری شوہر کے ظلم وستم سے تنگ آکر خلع کرانے پر ہی تیار ہو جاتی ہے اور مہر کا حال تو یہ ہے کہ نکاح کے وقت ہی دینے کا ارادہ نہیں رکھتے اس لئے مرتے وقت بھی دینے کی توفیق نہیں ہوتی اور دنیا سے مہر دیئے بغیر چلے جاتے ہیں اور بعض شقیق القلب تو زبردستی معاف کرالیتے ہیں جب کہ زبردستی معاف کرانے سے ہرگز مہر معاف نہیں ہوتا ہے۔

طلاق کے بعد بھی لڑکی کا گھر والوں سے تعلق قائم رہتا ہے

مطلقہ بیوی عدت پوری کرنے کے بعد اپنے والدین کے گھر لوٹ جائے گی اس لئے کہ اسلامی تعلیمات اور قوانین کے اعتبار سے لڑکی شادی ہونے کے بعد اپنے ماں باپ اور دوسرے اعزاء سے کٹ نہیں جاتی۔ نکاح اور رخصتی کے بعد بھی اس کا ربط و رشتہ پہلے کی طرح قائم رہتا ہے اور وہ بھی دوسرے لڑکوں کی طرح اپنے والدین کے زمین وجائداد اور مال کی حصہ دار ہوگی۔

زمانہ جاہلیت میں عورتیں میراث سے محروم تھیں، عربوں کا تصور تھا کہ میراث میں حصہ دار وہی ہوسکتا ہے جو گھوڑے کی سواری کر سکے اور چوں کہ عورتیں اس صلاحیت سے محروم تھیں اسلئے وہ میراث سے محروم ہوتیں۔

اسلام نے بڑی فراخ دلی اور انصاف پسندی کے ساتھ میراث میں عورتوں کا حصہ مقرر کیا۔قرآن میں ہے کہ ”یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِی اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ“ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری اولاد کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے اور آگے فرمایا کہ ”فَاِنْ کُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَھُنَّ

ثُلُثَا مَاتَرَکَ“ اگر اولادمیت صرف لڑکیاں ہی ہوں تو کل ترکے میں ان کا دوتہائی حصہ ہوگا اور اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اس کا حصہ نصف ہوگا۔

اسی طرح ماں، حقیقی بہنیں، بیوی وغیرہ کے حصے کی تفصیل بیان کرنے کے بعد فرمایا۔” فَرِیْضَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ “ یہ اللہ کا مقرر کردہ حصہ ہے، اس میں کسی کو کمی وبیشی کرنے کا کوئی اختیار نہیں، یہ تو اللہ کا بڑا احسان وکرم ہے کہ اس نے میراث کی تقسیم اپنے ہاتھ میں رکھی، صاحب مال سے اس ذمہ داری کو سبکدوشی کر دیا، ورنہ صاحب مال بڑی معصیت میں گرفتار رہتے اور ان کے مرنے کے بعد ترکے میں وارثین نہ جانے کس طرح کتر بیونت کرتے، یہ ہیں عورتیں کے حقوق واحکام جس کی یہاں وضاحت کی گئی دنیا کے کسی قانون ومذہب نے عورتوں کو وہ حیثیت نہیں دی جو حیثیت اور مقام اسلام نے دیا ہے۔لیکن پھر بھی یہ ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے کہ مذہب اسلام نے عورت کو قید وبند میں رکھ دیا یا اس کے وہ حقوق نہیں دیے جس کی وہ حقدار تھی لیکن کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ صرف اسلام نے ہی عورتوں کے لئے میراث میں سے حصہ مقرر کر دیا ہے اور اگر شوہر نے بیوی کو طلاق دے دیا تو اس کا نان نفقہ ایک مدت متعینہ کے لئے شوہر ہی کے ذمہ کر دیا گیا۔البتہ یہ عورت مطلقہ ہونے کی وجہ سے اپنے سابق شوہر کے ترکے میں سے حصہ نہیں پائے گی کیوں کہ رشتہ ازدواج جو ان دنوں کے درمیان تھا جس کی وجہ سے ترکہ میں سے حصہ مل رہا ہے اب وہ رشتہ ہی منقطع ہو گیا لہٰذا اس کے مطابق عورت کو حصہ نہیں ملے گا۔

میراث میں عورتوں کا حق

جہاں تک مسئلہ ہے میراث اور ترکہ کا تو صرف اسلام ہی نے تمام ورثاء کے لئے اس کے حصے اور حقوق مقرر کئے ہیں جن کی ادائیگی لازم اور ضروری ہے اور اس کو

مجمل نہیں رکھا بلکہ وضاحت کردی اور ہرایک کے حق کو الگ الگ طور پر بیان کردیا۔
لیکن بڑے ہی افسوس کا مقام ہے کہ اچھے خاصے دیندار اور نیک کہے جانے والے لوگ بھی اس معاملہ میں بڑی کاہلی اور سستی سے کام لیتے ہیں عورتوں اور لڑکیوں کے جو حقوق اسلام نے متعین کردیئے اس کو یا تو ادا ہی نہیں کرتے یا کرتے ہیں تو بہت ہی کم ادا کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ لڑکی کی شادی میں جو کچھ خرچ کردیا گیا بس وہی میراث ہے۔

یادرکھیں اس طرح سے لڑکی کی میراث کا حصہ ادا نہیں ہوگا قرآن کریم نے صاف صاف اعلان کردیا ''لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ'' لڑکے کے لئے دو لڑکیوں کے بقدر حصہ ہے جیسے ہی باپ کا انتقال ہوجائے فوراً ہی ترکہ کو ان کے وارثین کے درمیان برابر تقسیم کردیا جائے مگر بھائیوں کا حال یہ ہے کہ ڈرتے ہیں کہ اگر بہنوں کا حصہ دیا جائے گا تو کم ہوجائے گا یہ خیال نہیں آتا کہ دوسرے کا مال ہے جو ہمارے لئے استعمال کرنا جائز نہیں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔''لَا يَحِلُّ لِمَالِ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسِهٖ'' کسی مرد مسلم کا مال اس کی خوش دلی کے بغیر لینا جائز نہیں ہے۔عمر بھر بہنوں کا حق کھاتے رہیں گے یہ بہت بڑا ظلم ہے اس پر لڑکی کے سرپرست اور والدین کو توجہ دینے کی ضرورت ہے بسا اوقات بہنیں بہت غریب ہوتی ہیں اگر ان کو میراث میں سے اپنا حصہ مل جائے تو اس سے زندگی خوش حال ہوجائے گی اور معاشی تنگی دور ہوجائے اور وہ اپنے بچوں کی صحیح اور عمدہ طریقہ پر تعلیم وتربیت کا بندوبست اور نظم کرسکتی ہیں۔

قرآن کریم نے عورتوں کے مقام ومرتبہ کو بہت بلند اور اونچا کیا اور معاشی ذمہ داریوں سے اسے بالکل ہی سبکدوش اور فارغ البال کردیا اور اس کو بہت سے حقوق ومراعات سے نوازا۔کاش اس کو لوگ سمجھتے اور عورتوں کو ان کے جائز حقوق دیتے تو

آج عورت بھی اپنے آپ کو کسی صحیح نتیجہ پر پہونچنے کے لئے کوئی فیصلہ کرسکتی۔اللہ ہم تمام مسلمانوں کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور ہمارے حقوق آج دبائے جارہے ہیں ہم کو واپس لوٹانے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام ماں بہنوں کی عفت وپاکدامنی کی حفاظت فرمائے۔آمین ثم آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

وہ سجدہ

روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی!

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۔ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ۔ اَمَّابَعْدُ.

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوْ یَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

عفت مآب خواتین، اس وقت میں نے قرآن کریم کی آیت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا تلاوت کیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کریم میں جگہ جگہ دنیا کی بے ثباتی اس کی

فنائیت اور اس کے دیرپا نہ ہونے کو بیان کیا اس کے بالمقابل آخرت کی ثباتی اور اس کے ہمیشہ ہمیش اور لازوال ہونے کو بیان کیا گیا ہے اور اصل چیز تو آخرت ہی ہے ایک مومن عورت کی یہی شان ہونی چاہے کہ ہر وقت اس کو آخرت کی فکر سوار رہے دنیا کی زندگی تو چند روزہ ہے اور مرنے کے بعد کی جو زندگی شروع ہوگی اس کی نہ تو کوئی حد ہے نہ انتہا۔ دنیا کی مثال تو ایک مومن کے لئے بس قید خانہ کی ہے۔

چنانچہ حضور ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ”اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ“ دنیا مومن کے لئے جیل خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے۔

جس طرح آدمی جیل میں ہوتا ہے تو وہاں بھی سب کچھ کرتا ہے کھاتا ہے پیتا ہے سوتا ہے کھیتی باڑی بھی کرنی پڑتی ہے مگر ہر وقت اس کو فکر لگی ہوتی ہے کہ وہ کب گھر پہونچے کب جا کر اپنی بیوی بچوں سے ملاقات کر کے دل خوش کرے اس کو جیل میں سکون اور چین نصیب نہیں ہوسکتا ہے بہتر سے بہتر نعمت بھی اگر اس کو جیل میں مل جائے تو اسے گھر ہی کی فکر لگی رہتی ہے، تو اسی طریقے سے ایک مومن اور خدا اور سول پر ایمان رکھنے والے مرد و عورت کی بھی یہی کیفیت ہونی چاہئے کہ دنیا میں رہ کر آخرت کی تیاری کرنی چاہئے اور عقلمند وہی شخص ہے جو ہمیشہ مقصد پر نظر رکھے۔

اصل میں دو چیزیں ہیں مقصد اور ضرورت ہم نے آج ضرورت کو مقصد بنالیا ہے کمانا اور بچوں کی پرورش کرنا مقصد نہیں بلکہ یہ تو ضرورت ہے مثلاً اگر کوئی شخص حج کرنے کے لئے جائے تو بتقاضائے بشریت اس کو کھانے پینے اور دیگر لوازمات کی ضرورت پیش آئے گی لیکن کبھی وہ ان چیزوں کا تذکرہ نہ کرے گا۔ اسی طریقہ سے ہم بھی ضروریات کو پورا کریں مگر مقصد پر ہمیشہ نظر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

فکرِ آخرت کی عظیم مثالیں

حضرت یحیٰ بن سعید ؒ کہتے ہیں کہ ہم لوگ یعنی میں اور نافع بن جبیر ؒ سعید ؒ کی عیادت کے لئے ان کے مکان پر گئے، تو ان کی ام ولد نے ہم سے کہا کہ حضرت سے کہو کہ کچھ کھائیں پیئیں تین روز گذر گئے حضرت نے کچھ نہیں کھایا، ہم نے حضرت سے کہا کہ حضرت جب تک کہ دنیا میں موجود ہیں دنیا والوں کی طرح اصلاحِ حیات، اصلاحِ معاش، ضروریاتِ زندگی کے محتاج ہیں، بغیر کچھ کھائے پیئے کیسے کام بنے گا؟ فرمایا جو ہمارے جیسے حال پر ہو کہ رحلت کا وقت قریب ہے کھا کر کیا کرے گا؟ بدن لحم و شحم و دم کا ایک مجموعہ ہے، معلوم نہیں اس کو جنت کی طرف لے جایا جائے گا یا جہنم کی طرف، نافع ؒ نے کہا کہ حضرت! شفا کے لئے دعا فرمائیں کیوں کہ شیطان کو آپ کا مسجد میں موجود رہنا نہیں بھاتا ہے، فرمایا بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ پاک مجھ کو تمہارے درمیان سے صحیح وسالم نکال دے (حلیہ ج ۲/۱۶۶)

عورتوں کے فتنے کا خوف

حضرت سعید ؒ نے فرمایا ۸۰ رسال گزر گئے مگر مجھے سب سے زیادہ خوف عورتوں سے لگتا ہے، یعنی ان کے فتنے سے، حالانکہ آپ کی نگاہ بھی ختم ہو چکی تھی، سبحان اللہ العظیم ان حضرات پر خوفِ خدا اور آخرت کے استحضار کا کس قدر غلبہ تھا، کس قدر پاکیزہ طریقے پر ان حضرات نے زندگی گزاری جو بالکل انبیاء ؑ اور صحابہ ؓ کا طرز تھا، یہی ایک مومن کی زندگی کا حقیقی اور صحیح طرز ہے، جس سے ہم لوگ بہت دور ہو چکے ہیں۔ یہ ہے حضرت سعید ؓ کے قلب کی کیفیت، کہ دنیا کے فتنوں سے اس قدر ڈرتے تھے اور دنیا کے فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ عورتوں کا فتنہ ہے، رسول

پاک ؑ نے عورتوں کے فتنے سے بہت ڈرایا ہے، یہی ہمارے اکابر کی کیفیت تھی اور ہم بعد والوں کی جو کیفیت ہے وہ ہم سب پر ظاہر ہے کہ ہم ان معاملوں میں بالکل احتیاط سے کام نہیں لیتے، اس لئے دنیا اور آخرت کے نقصان اٹھاتے ہیں، اللہ پاک ہماری حفاظت فرمائے آمین یارب العالمین۔

انسان کا سب سے پہلا خون اور اس کا سبب

آج دنیا میں جتنے بھی فتنے اور جھگڑے رونما ہو رہے ہیں اگر جائزہ لیں اور سروے کریں تو اس نتیجہ پر پہونچیں گے عموماً تین اسباب سے یہ جھگڑے ہوتے ہیں اور فتنوں میں لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔ زن، زر، زمین، عورت، مال و دولت اور زمین اور ان میں سب سے بڑا عورت کا فتنہ ہے قرآن کریم کی تفاسیر کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے دنیا میں جو سب سے پہلا ناحق خون ہوا اس کا سبب بھی ایک عورت ہی بنی قابیل نے اپنے چھوٹے بھائی ہابیل کو جو قتل کیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ قابیل کا نکاح جس لڑکی سے ہونا تھا اور جو اس کے لئے حلال تھی وہ اتنی خوبصورت نہ تھی جتنی کہ ہابیل کے ساتھ بیاہی جانے والی لڑکی تھی تو قابیل نے کہا کہ میں اسی لڑکی سے شادی کروں گا حالانکہ وہ ہابیل ہی کے لئے حلال تھی نہ کہ قابیل کے لئے بہرحال قابیل اپنی بات پر اڑا رہا اور اپنے نیک اور متقی بھائی کو عورت کی خاطر قتل کر کے قیامت تک ہونے والے ناحق خون کا وبال اپنے سر لے لیا۔

قبر کھولی تو............!

عمر بن دینار ؒ فرماتے ہیں، مدینہ میں کوئی شخص تھا اور وہیں کسی محلّہ میں اس کی بہن رہتی تھی، بہن کا انتقال ہوگیا، دفن کرنے کے بعد گھر آ کر خیال آیا کہ روپیوں

کی تھیلی قبر میں گرگئی، کسی کو ساتھ لے کر قبرستان گیا، قبر کھولی، تھیلی مل گئی بھائی نے اس شخص سے کہا ذرا اور کھولو، دیکھوں بہن کا کیا حال ہے؟ چناں چہ کھول کر جھانکا تو دیکھا کہ آگ بھڑک رہی ہے، فوراً قبر کو بند کر دیا اور والدہ سے بہن کا حال دریافت کیا، والدہ نے منع کیا، لیکن بھائی کے اصرار پر بتایا کہ تمہاری بہن نماز کو ٹال کر پڑھتی تھی اور وضو بھی ٹھیک سے نہیں کرتی تھی اور رات کو جب لوگ سو جاتے تو دروازوں پر کان لگا کر سنتی تا کہ دوسرے سے بیان کرے، اس لئے اس کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

روزِ محشر کہ جاں گداز........!

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جا بجا نماز کا حکم دیا ہے اور حدیث شریف میں بار بار اس کی تاکید آئی ہے پڑھنے پر خوش خبری اور چھوڑنے پر جہنم کی وعید اور دھمکی سنائی گئی ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ’’اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ مَنْ اَقَامَھَا اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ ھَدَمَھَا ھَدَمَ الدِّیْنَ‘‘ نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے نماز کو قائم نہیں کیا اس نے دین کو ڈھا دیا ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مومن اور کافر کے درمیان فرق پیدا کرنے والی چیز نماز ہے یعنی مومن نماز پڑھتا ہے اور کافر نماز نہیں پڑھتا ہے نیز آپ علیہ السلام نے فرمایا نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی۔

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

ترجمہ: ’’قیامت کا دن جان کو پگھلا دینے والا ہوگا سب سے پہلے نماز کی پوچھ ہوگی‘‘ مگر عورتوں کا حال نماز کے تعلق سے کیا ہے وہ سب کو معلوم ہے معمولی معمولی عذر کی وجہ سے نمازیں قضا کر دیتی ہیں یا چھوڑ دیتی ہیں خاص طور سے شادیوں کے

موقعوں پر جب کہیں جاتی ہیں تو بالکل نماز کی فکر نہیں ہوتی جس طرح مردوں سے سوال کیا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی اسی طرح عورتوں سے بھی پوچھا جائے گا وہ یہ ہرگز نہ سوچیں کہ ہم تو شوہروں کی وجہ سے مجبور ہیں اللہ تعالیٰ کا حکم سب سے مقدم ہے ۔’’لَا طَاعَۃَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ‘‘ خالق کی نافرمانی کر کے کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے کسی کا شوہر کتنا بھی ظالم ہو مگر حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کے شوہر سے ظالم کوئی بھی نہ ہوگا جس نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کو طرح طرح کی تکالیف دی بھرے دربار میں بلا کر کپڑے اتار دئے پھر زندہ ہی پورے جسم کا چمڑہ نکال دیا گیا، لیکن پھر بھی اللہ کی اس محبوب بندی نے فرعون کی خدائیت کو تسلیم نہ کیا بلکہ اللہ ہی کو معبود برحق سمجھا اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے جنت میں عالیشان گھر عطا فرمایا اور نبی آخر الزماں ﷺ کو آپ کا شوہر بنایا۔

نماز کی تاثیر و طاقت

۱۶۴۷ء کا واقعہ ہے، شاہجہاں کے زمانہ میں منگولوں سے مغل سلطنت کا مقابلہ پیش آیا، اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت شہزادہ تھا، اس کو مقابلہ کیلئے بھیجا گیا تو اس نے منگلوں کو سنکیانگ تک ڈھکیل دیا، کہا جاتا ہے جس وقت اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ اور جے سنگھ کی فوجیں سنکیانگ کے صحرا میں منگولوں کا مقابلہ کر رہی تھیں ظہر کی نماز کا وقت آ گیا، اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے سے اتر گیا اور میدان جنگ میں رومال بچھا کر نماز ادا کرنے لگا، منگولوں نے دیکھا کہ شہزادہ ڈنڈ بیٹھک کی طرح کوئی عمل کر رہا ہے، انہیں اس عمل پر سخت حیرت ہوئی، نماز کے آداب قریب سے دیکھنے کیلئے انہوں نے جنگ روک دی، اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ کا محاصرہ کر لیا، وہ سکون کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا اور منگول چاروں طرف گھیرے ہوئے حیرت کے ساتھ اس کی ایک ایک حرکت کو دیکھ

رہے تھے جب شہزادے نے سلام پھیرا تو منگولوں نے پوچھا یہ آپ کیا کر رہے تھے؟ اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا میں اس خدا کی عبادت کرر ہا تھا جو سب سے بڑا اور سب سے زیادہ مہربان ہے، یہ جواب سن کر منگول کانپ اٹھے، ان کا حوصلہ پست ہو گیا اور یہ سوچ کر ہتھیار ڈال دئے کہ ایسے بہادر انسان کو زیر کرنا ممکن نہیں۔ لیکن افسوس کہ آج جب سے ہمارا تعلق نماز سے کمزور ہو گیا تو ذلت و رسوائی نحوست اور ہلاکت کی گھٹائیں ہم پر چھائی ہوئی ہیں اور ہم اس زمین پر بے وزن ہو کر رہ گئے ہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا:

وہ سجدہ روحِ زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

نماز پڑھنے اور نہ پڑھنے کے نتائج

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کا اہتمام کرے تو نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی اور حساب پیش ہونے کے وقت حجت ہوگی اور نجات کا سبب ہوگی اور جو شخص نماز کا اہتمام نہ کرے اس کے لئے قیامت کے دن نہ نور ہوگا اور نہ اس کے پاس کوئی حجت ہوگی اور نہ نجات کا کوئی ذریعہ اس کا حشر فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ وہ کون ہے جسے فرعون کے بارے میں معلوم نہیں کہ وہ کس درجہ کا کافر تھا حتی کہ اپنے کو خدا کہلواتا تھا اور دنیا ہی کے اندر اس کا انجام بڑا عبرت ناک ہوا ہامان اس کا وزیر تھا اور ابی بن خلف مکہ کا ایک مشرک تھا جو اسلام کا سخت ترین دشمن رہا اور آپ ﷺ کے دست مبارک سے اس ملعون کا خاتمہ ہوا بڑا ہی بدنصیب ہے وہ شخص جس کو نبی قتل کرے اور بڑا ہی بدنصیب ہے وہ شخص جو نبی کو قتل کرے حضورِ اکرم ﷺ نے نماز پڑھنے اور نہ پڑھنے والوں کا انجام بتا دیا اب ہمیں دیکھنا ہے کہ ہم

کس زمرے میں ہیں اگر نماز پڑھتے ہیں تو ہمارا انجام اچھے لوگوں کے ساتھ ہوگا اور اگر نماز نہیں پڑھتے ہیں تو بروں کے ساتھ ہمارا انجام ہوگا ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص دو نمازوں کو بلا کسی عذر کے ایک وقت میں پڑھے وہ کبیرہ گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر پہونچ گیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔ تین چیزوں میں تاخیر مت کرو ایک نماز جب اس کا وقت ہو جائے، دوسرے جنازہ جب تیار ہو جائے، تیسرے بے نکاحی عورت جب اس کے جوڑ کا خاوند مل جائے فوراً اس کا نکاح کر دینا چاہئے۔ بہت سی ایسی عورتیں ہیں جو معمولی معمولی عذر کی وجہ سے نمازیں قضا کر دیا کرتی ہیں نماز تو ہو جائے گی لیکن وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے سخت گناہ ہوگا اللہ ہم سب کو پابندی سے وقت مقررہ پر نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

امریکہ کی چند نو مسلم عورتوں کی تبلیغی خدمات

معزز خواتین معاشرہ کیسا ہی برا ہو۔ عورت جب سدھرتی ہے، سارا معاشرہ سدھر جاتا ہے۔ عورت جب بگڑتی ہے سارا معاشرہ بگڑ جاتا ہے۔ ہر دور اور ہر زمانہ میں ایسی مثالیں آپ کو ملیں گی۔

آج کے دور میں ہم مغرب اقوام کا رونا روتے ہیں لیکن جب ہم وہاں کی ان عظیم خواتین کے حالات پڑھتے ہیں جنھوں نے اسلام کو پڑھا اور فکر کی۔ اور دین اسلام کو نہ صرف قبول کیا بلکہ اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا اور اوڑھنا بچھونا بنا لیا، وہ خود اسلام کی داعی بن گئیں اور دوسروں کو بھی اسلام میں داخل کرنے کی ناقابلِ فراموش خدمات انجام دیں۔

آئیے آپ کو چند امریکن نو مسلم عورتوں کے واقعات سناتے ہیں۔

امریکہ کی ایک نومسلم خاتون ''امینہ السلمی'' ہیں جن کا تعلق ''کولوراڈو'' امریکی ریاست سے ہے۔ انہوں نے ۱۹۷۷ء میں سعودی عرب کے ایک طالب علم کی تبلیغ سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا۔ محترمہ اس وقت امریکہ میں ''عالمی اتحاد برائے مسلم خواتین'' کی سربراہ ہیں۔ دعوت وتبلیغ کا کام تسلسل کے ساتھ کررہی ہیں۔ امریکیوں کومختلف اسلامی موضوعات پرلیکچر دینے کے لئے یہ ہروقت مصروف رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محترمہ کومؤثر اسلوب خطابت سے نوازا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ انہیں ۱۳۰۰۰ اشخاص کے ذاتی خطوط موصول ہوچکے ہیں۔ جن میں ان افراد نے ان کی تبلیغ کے نتیجے میں اسلام قبول کرنے کا اقرار کیا ہے۔

تعداد ازدواج کا فائدہ عورت ہی کو ہے

ایک اور خاتون سلمی فرید مان نے قبول اسلام کے بعد ''سوسائٹی فارینگ مسلم جنریشن'' بنائی ہے ریاست ورجینا اور دیگر ریاستوں میں جدید مسلم نسل کے ساتھ ان کا خصوصی رابطہ ہے۔

واشنگٹن امریکن یونیورسٹی کی ایک طالبہ، نیکولا بالیوان ہیں۔ جنھوں نے قبول اسلام کے بعد امریکہ کی لاطینی الاصل امریکی مسلم خواتین کیساتھ مل کر ''لاطینی امریکی مسلم خواتین سوسائٹی'' قائم کی ہے۔ یہ سوسائٹی بنیادی طور پر ہسپانوی زبان ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی دوسری بڑی زبان ہے۔ امریکہ میں متعدد ایسی خواتین ہیں جنھوں نے دین اسلام قبول کرنے کے بعد اپنی زندگیاں دعوت وتبلیغ اسلام کے لئے وقف کردی ہیں اور امریکہ میں اسلام کو پھیلانے کے لئے مصروف عمل رہتی ہیں۔

ستمبر ۱۹۹۶ء میں ایک لیکچر میں مسلم مبلغ وداعی (سابق امریکی اداکار) روفیل نابریز اور محترمہ امینہ السلمی نے شرکت کی۔ اس لیکچر کا موضوع تھا ''تعداد ازدواج''

محترمہ امینہ نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے کہا اسلام میں تعدد کا نظام مرد کے فائدے کے لئے نہیں بلکہ عورت کے مفاد میں ہے۔ عام حالات میں ایک مرد کے لئے ایک عورت کافی نہیں ہوتی۔ لیکن اگر کوئی شادی کے بغیر رہے تو اس کی زندگی اجیرن بن جاتی ہے اسی طرح بیوہ ہونے کی صورت میں عورت کے لئے اپنے بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال کا فریضہ تنہا ادا کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہوتا ہے، بلکہ خود اپنی گزربسر کے لئے بھی دوسروں کی دستِ نگر ہوتی ہے۔

اسے کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے اسلام نے دوسری شادی کرنے کی اجازت دی ہے۔ گویا ایک مرد کیلئے ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت کا فائدہ عورتوں کو ہی ہے ''رفیل نابریز نے اپنے لیکچر میں کہا'' میں نے قرآن کریم میں جب غور وفکر کیا تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے لئے ایک ہی بیوی بنائی تھی لہٰذا شادی میں اصل مثالی صورت یہی ہے کہ ایک خاوند کے لئے ایک ہی بیوی ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ نے معاشرے کی ضروریات کے پیش نظر یعنی عورتوں کے مفاد میں مرد کو ایک سے زیادہ شادی کرنے کی اجازت دی۔ مرد کی ضروریات کے لئے نہیں بلکہ عورت کے فائدے اور سہولت کی خاطر۔''

امریکہ میں نومسلم خواتین کی خدمت اسلام

امریکی عورتوں میں قبول اسلام کے قوی رجحانات کے پیش نظر امریکی ذرائع ابلاغ نے اسلام اور مسلم روایات واقدار کے خلاف ایک منظم مہم چلا رکھی ہے۔ یہ ذرائع ابلاغ مسلسل عورت کے پردہ وحجاب کو اپنی تنقید واستہزا کا نشانہ بناتے ہیں۔ کئی امریکی فلموں میں یہ تاثر دیا گیا ہے کہ مسلم پردہ نشین عورت سماج سے کٹ کر گوشۂ تنہائی میں رہ رہی ہے۔ وہ ایک قسم کی باندی ہے جس کی خاوند کے مقابلہ میں کوئی عزت

نہیں، نہ ہی اسے خودمختاری حاصل ہے۔امریکہ کی کئی ریاستوں میں باحجاب مسلمان خواتین کو بے توقیری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔اپریل ۱۹۹۶ء میں اوکلا ہوما کے مشہور سانحے کے بعد ۳۰۰ نسلی امتیازات کے واقعات ہوئے،ان میں سے ایک نسلی امتیاز کے حادثہ کے نتیجے میں ''سلام'' نامی ایک مسلمان بچہ مارا گیا۔اسلامی امریکی تعلقات کونسل(Cair) کی جاری کردہ رپورٹوں کے مطابق اس قسم کے سانحات جاری ہیں۔ چناں چہ گزشتہ دنوں کیلی فورنیا ریاست کے شہر سانفرانسسکو کے ایر پورٹ پر ایک مسلمان ضعیف العمر خاتون اور اس کی بیٹی کی بلاوجہ جسمانی تلاشی لی گئی۔''کیر'' کی مداخلت پر ایر پورٹ کے ڈائرکٹر نے معذرت کی اور وعدہ کیا کہ مذکورہ افسر کو عنقریب ایک کورس پر بھیجا جائے گا تاکہ اسے دیگر ثقافتوں کے لوگوں کے ساتھ پیش آنے کی تربیت دی جائے۔

ان تمام تر مزاحمتوں کے باوجود اسلام امریکہ میں پھیل رہا ہے اور اس کے پھیلاؤ میں بنیادی کردار مسلم خواتین کا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ مغربی عورت کی بے راہ روی ہی مغربی سماجی عمارت کے انہدام کی بنیاد بنی ہے، ہمارا یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ انشاءاللہ! مسلمان عورت ہی امریکہ میں اشاعتِ اسلام کی کلید ثابت ہوگی۔

ہندوستانی مسلم خواتین بھی ایسا کردار ادا کریں

جب امریکہ جیسے اسلام دشمن ملک میں عورتیں خدمت دین کے سلسلہ میں اس طرح کے عظیم الشان کارنامے انجام دے سکتی ہیں تو ہمارے ملک میں تو یہ کام عورتیں بآسانی انجام دے سکتی ہیں کیوں کہ یہاں ایک ماحول ہے اور جب عورتیں دین کا کام کرنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوں گی تو اس کے مثبت اور بہتر نتائج جلد ہی سامنے آئیں گے اور خاندان ومعاشرے میں اصلاح ودرستگی پیدا ہوجائے گی میں آپ سے

صرف اتنی درخواست کرتا ہوں کہ اپنے اپنے گھروں میں مردوں کی اصلاح کا بیڑہ اٹھالو زیادہ دور جانے اور بہت زیادہ جفاکشی اور محنت کرنے کی ضرورت نہیں اب آپ سوچ رہی ہوں گی کہ مردوں کی اصلاح ہم کیسے کرسکتی ہیں آپ یہ عہد کرلیں اور شوہروں سے کہدیں کہ ہم اس وقت تک کھانا نہیں بنائیں گے جب تک کہ نمازوں کی پابندی نہ کریں ابتداء میں ممکن ہے کہ کچھ مشکلات پیش آئیں لیکن انجام کار شوہروں کی اصلاح ہوکر رہے گی اور جب شوہروں کی اصلاح ہوجائے گی تو وہ خود دین کے کاموں میں لگیں گے تو اس میں آپ کا بھی حصہ ہوگا اور آپ کو بھی ثواب ملے گا نبی اکرم ﷺ کا مبارک ارشاد ہے''اَلدَّالُ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهٖ'' نیک کاموں کی رہنمائی کرنے والا اس کے کرنے والے کی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ثواب سے کچھ کم نہ کریں گے بلکہ ہر ایک کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا آخر میں یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمال صالحہ کرنے اور دین اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین!

وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْن

☆☆☆

بحمداللہ تعالیٰ

خطبات حبان برائے دختران اسلام کی جلد چہارم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .